لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُواْ وَلِلنِّسَاء نَصِيبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ وَاسْأَلُواْ اللّٰهَ مِن فَضْلِهِ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

مردوں کوان کاموں کا ثواب ہے جوانہوں نے کئے اور عورتوں کوان کاموں کا ثواب ہے جوانہوں نے کئے،
اور خدا سے اس کا فضل (وکرم) مانگتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہے۔ (النساء)

خُطُبَاتِ حبّان

برائے دخترانِ اسلام

یعنی خطابات

شیخ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دارالعلوم محمدیہ بنگلور

﴿جلد ہشتم﴾

مرتب

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی

نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خطبات حبان (برائے دختران اسلام) (جلد ہشتم)
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
کتابت وتزئین	:	مولانا فہیم الدین قاسمی سیتامڑھی، حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA
#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
1	انتساب	11
	اظہار فاطمی	12
3	اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی خوشی میں	16
	والدین کا مقام ومرتبہ	17
	والدین کی نافرمانی کرنے والے کا انجام	18
	اطاعت والدین زیادتی عمر کا باعث	19
	ماں کا درجہ باپ سے زیادہ	20
	مشرک والدین کی خدمت بھی ضروری ہے	21
4	پیغام دینے کا اسلامی طریقہ	22
	صرف دیکھنے کی اجازت ہے	23
	یہ بھی اسراف ہے	23
	مرنے کے بعد پانچ چیزوں کے بارے میں سوال	24
	نگاہوں کی حفاظت کریں	26

نمبر شمار	عناوین	صفحہ
5	منگنی اور سگائی غیر اسلامی نام	28
	وقت پر شادی نہ کرنے کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ	29
	منگنی اور سگائی قیامت صغریٰ سے کم نہیں	30
	تین چیزوں میں جلدی کریں	31
6	رشتہ کیسے کریں؟	33
	شادی کرو دینداری کی بنیاد پر	34
	مال کی لالچ میں شادی کی تو فقر وفاقہ کے سوا کچھ نہ ملے گا	35
	غریب لڑکی کا نکاح خلیفۂ وقت کے بیٹے سے	36
	مالدار طبقہ غریبوں پر توجہ دے	36
7	شادیوں میں گانا بجانا اور ویڈیو گرافی اسلام کے منافی	38
	گانے بجانے کی کثرت قرب قیامت میں سے ہے	39
	بدنگاہی تمام برائیوں کی جڑ	40
	تصویر سازی کا انجام	41
	مسلمانوں میں بھی تصویر کشی غیروں سے کم نہیں	42
8	شادیوں میں خرافات کی گنجائش نہیں	43
	نوتنے کی رسم	44
	کارڈ چھپوانا	45
	لڑکی کو مایوں بٹھانا	45
	جوڑا کھولا نا جانا	46
	منڈھے کی دعوت	47
	یک در گیر محکم گیر	48

9	**ماں کی نافرمانی کانتیجہ**	49
	والدین کی خدمت جہاد سے بڑھ کر	50
	مشرق والدین کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کی تاکید	51
	والدین کی نافرمانی کی تلافی	51
10	**خواتین کا حق وراثت**	54
	مومن کامل	55
	وراثت میں عورتوں کے حقوق	56
	جہیز میراث نہیں بن سکتا	57
11	**حجاب مغرب کے لئے چیلنج ہے**	59
	مغرب کی تقلید سے فیملی نظام تباہ	61
	حجاب مغرب کے منہ پر طمانچہ	62
	عورتوں کے بھی حقوق ہیں	63
12	**نوجوان نسل کل کے ماں باپ ہیں**	65
	جیسا بیج ڈالو گے ویسا ہی پھل آئے گا	66
	بچوں کی تربیت میں کوتاہی نہ کریں	67
	نوجوان دین کا سرمایہ	68
	دور جہالت میں بچیوں کی زندہ درگوری	70
	عذر لنگ	71
	رزق کا مالک اللہ ہے	72
	زندہ درگور کرنے کی تاریخ	73
	سودہ بنت زہرہ کاہنہ کا قصہ	74
	یہ بھی زندہ درگوری سے کم نہیں	75

13	**لڑکیوں کے دفن اور قتل کرنے کی کیفیت**	77
	لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کا ایک واقعہ	78
	قبول اسلام گذشتہ گناہوں کا کفارہ	79
	زندہ درگور کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا	79
	تعلیم نبوی کا نتیجہ	80
	طبقۂ نسواں پر اسلام کا احسان عظیم	81
	زندہ درگور کرنے کا اخروی انجام	82
14	**حجاب میرا زیور ہے**	83
	سارے انبیاء کی سنت ہے داڑھی	86
	غیر محرم رشتہ دار سے بے پردگی زیادہ خطرناک	87
15	**خواتین کا کردار اسوۂ حسنہ کی روشنی میں (۱)**	89
	بچپن کا سبق بڑھاپے تک کام آتا ہے	91
	اسلام نے خواتین کو ترقی سے منع نہیں کیا	91
	غزوات میں صحابیات کی خدمات	92
16	**خواتین کا کردار اسوۂ حسنہ کی روشنی میں (۲)**	94
	جنگوں میں خواتین کا قابل فخر کارنامہ	95
	اسلام کے لئے خواتین اسلام کی خدمات	96
	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حق گوئی	97
	صدیقہ رضی اللہ عنہا کی علمی خدمات	98
17	**مرد وعورت ایک دوسرے کی تکمیل**	100
	مرد کو عورت پر ایک درجہ فوقیت ہے	102

	بیوی کے ساتھ معاملہ کیسا کریں	104
18	**عورتوں سے حسن سلوک**	105
	عورتوں سے بدسلوکی کرنے والے اچھے لوگ نہیں	107
	صنف نازک سے حسن سلوک کی تاکید	108
	بدسلوکی خلاف شرافت ہے	109
	زوجین ایک دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھیں	109
19	**عورت اور نقاب**	111
	زیب وزینت صرف شوہر ہی کے لئے	113
	حسن انسانی کا مظہر چہرہ ہے	114
	آنکھ کی حفاظت کتنی اہم ہے	115
20	**مدارس اسلامیہ کی افادیت**	116
	یہ مدارس اسلامی قلعے ہیں	117
	مدارس نے اخلاص ونیت کو باقی رکھا	118
	مدارس سے بھی ایمان کا تحفظ ہے	119
21	**تربیت**	121
	حضرت انس رضی اللہ عنہ خدمت نبوی ﷺ میں	122
	ایک نوجوان کو نصیحت	123
	ہماری باتوں میں اثر کیسے پیدا ہو	124
22	**تعلیم میں انحطاط کیوں**	126
	طلبہ میں استعداد کہاں سے پیدا ہو	128
	کثرت تعطیل تعلیم کے لئے مضر	130

	امتحان بھی تجارت بن گیا	131
23	**دینی مدارس کو حقارت سے مت دیکھئے**	133
	یہ مدارس نعمت عظمیٰ ہیں	134
	قوم کی ترقی علم ہی کے ذریعہ ہے	135
	سفرا کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ	136
	مدارس کی کثرت رحمت خداوندی ہے	138
	اچھے اور ذہین طلبہ کو مدرسہ میں بھیجیں	139
24	**طلبہ اور طالبات کے لئے چند نصیحتیں**	141
	اصل امتحان فراغت کے بعد ہے	142
	ایسا زمانہ پھر کبھی نہ آئے گا	142
	استاذ شاگرد میں گہرا رشتہ	143
	نظام الاوقات بناؤ	144
	اپنا محاسبہ کرو اور کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق قائم کرلو	145
25	**اسلامی مدارس موجودہ دور کے لئے نعمت عظمیٰ**	147
	سلطنت مغلیہ کا زوال اور انگریزوں کی دسیسہ کاریاں	148
	بزرگوں کے فیوض وبرکات	150
	قیام دارالعلوم دیوبند	151
26	**حکمت کے ساتھ تربیت اور نصیحت**	152
	ایک اعرابی کا مسجد میں پیشاب کرنے کا واقعہ	154
	نصیحت وخیر خواہی ہر ایک کے ساتھ	155
	ایک یہودی جب مہمان رسول بنا	156

27 **حافظ قرآن کی فضیلت** 158

تقرب الٰہی کا ذریعہ تلاوت قرآن کریم 159

حفاظ قرآن کا مرتبہ 160

جنت میں بلندیٔ درجات 161

حافظ قرآن مقدس فرشتوں کی جھرمٹ میں ہوں گے 162

قرآن کریم کے بھی کچھ حقوق ہیں 162

28 **نوجوان طلبا وطالبات کے لئے حضور ﷺ کے ارشادات** 165

مشعل راہ 166

قناعت پسندی 167

حساب میں آسانی 168

جنت کی بشارت 168

جنت میں خادم خلق کا مقام 169

29 **حصول علم اور دعوت الیٰ اللہ** 170

نزول قرآن کا مقصد احکام خداوندی پر بجا آوری ہے 172

علم پر عمل کرنے کے چند نمونے 173

فضائل قرآن 174

ہمارے اسلاف 175

ہمیشہ کام آنے والی چیز 176

بلا عمل کے علم بے سود ہے 176

مسلم خواتین کے علمی کارنامے 178

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت 179

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام 180

ربیعۃ الرائے 181

کیا ایسی کوئی نظیر ہے؟ 181

علمی میدان میں خواتین آگے بڑھیں 181

30 **نوجوان طلبا وطالبات کے لئے زریں نصیحتیں** 183

دنیا کی قیادت کا اصل حقدار مسلمان ہے 185

مسلم نوجوانوں کی ذمہ داریاں 185

ذات نبوی ﷺ کو اپنا نمونہ بنائیں 186

علمائے کرام سے مشورہ ضرور کریں 187

31 **استاد کا ادب اور فضیلت** 189

اساتذہ کی خدمت بزرگوں کی نظر میں 190

آج کے طالب علموں کا نظریہ 191

خدمت کا نتیجہ 192

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹے کے استاذ کو عطیہ 193

ادب واحترام کے بغیر علم دین کا فائدہ نہیں 193

32 **اسلام کا پہلا مدرسہ** 195

اللہ ممتحن رسول معلم صحابہ طالب علم ''اللہ اکبر'' 196

مدرسۂ نبوی کے سب سے ممتاز طالب علم 198

مدرسہ نبوی کے ایک طالب علم کی عظیم شخصیت 199

☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحمد للہ تعالیٰ خطباتِ حبان برائے دختران اسلام کی جلد ہشتم کا

انتساب

امام الانبیاء سرورِ کونین تاجدارِ مدینہ احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

کی چاروں لخت جگر یعنی

- سیدہ الطاہرہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا
- سیدہ الطاہرہ حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا
- سیدہ الطاہرہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
- سیدہ الطاہرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

کے نام معنون کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں جنہوں نے راہِ اسلام میں بے مثال قربانیاں دیں اور قیامت تک آنے والی امت کے ہر فرد تک دین اسلام پہونچانے کے لئے اپنی متاعِ زیست کو قربان کردیا۔

وصل اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و آلہ واصحابہ اجمعین برحمتک یا الرحم الراحمین۔

اہل بیتِ اطہار کا ادنیٰ غلام

محمد ادریس حبان رحیمی چرتھاولی

اظہارِ فاطمی

عزیزہ ڈاکٹر قرۃ العین فاطمہ عثمان صاحبہ، ریگل میڈیکل سینٹر، دہلی

نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡكَرِيۡم اَمَّا بَعۡد!

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے شمار احسان ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی دولت سے نوازا، اور امت محمدیہ میں شامل فرما کر ''خیر الامت'' کے لقب سے سرفراز فرمایا، اور خاص طور سے عورت کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے نواز کر اسلام میں بڑے مراتب عطا کئے، عورت کو ایک ''ماں، بیٹی، بہن'' جیسے عظیم رشتوں سے سرفراز فرمایا۔

آج آنے والی لڑکیاں کل کی ذمہ دار خواتین کہلاتی ہیں، وہ صرف ایک لڑکی ہی نہیں بلکہ آنے والے کل کی ذمہ دار شہری، بیوی، لیڈر، ٹیچر اور ماں بھی ہے، اسے نہ صرف اپنے بلکہ اپنے بعد آنے والی نسل کی زندگیوں کے لئے نمونہ، آئیڈیل کی تشکیل

کے لئے ایک اہم کردار ادا کرنا ہے، اسلام نے عورت کو چار دیواری ہی میں محدود نہیں رکھا، اسے ہر شعبہ زندگی میں کام کرنے کی اجازت دی ہے اور معاشرتی امور میں حسب ضرورت عملاً حصہ لینے کی اجازت بھی دی ہے، ان امور میں تجارت وزارعت، صنعت، درس وتدریس جیسے امور قابل ذکر ہیں، سماجی سرگرمیوں میں بھی عورتیں اپنا حصہ اور مقام رکھتی ہیں، اپنے اخلاق کی عمدگی وشائستگی، ادب وتواضع حسن خلق سے دین داری کا شوق پیدا کرکے اپنے ہی گھر نہیں بلکہ آس پاس ایک ہمدردانہ اور مہذب ماحول پیدا کرسکتی ہیں، ایک مسلمان خاتون کے لئے قابل فخر مقام ہے جو دین اسلام نے اسے دیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ بلند مقامات کے حصول کے لئے پیہم جدوجہد، مسلسل محنت، ایثار وقربانی اور نفس کشی جیسے شرائط ہیں جنہیں کبھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ”وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحاً نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقاً كَرِيْماً“ ترجمہ: اور تم میں سے جو اللہ ورسول کی اطاعت کرے گی اور اچھے اعمال کرے گی تو ہم اس کو دوگنا اجر دیں گے، اور ہم نے اس کے لئے عمدہ رزق تیار کر رکھا ہے۔

ایک کامیاب عورت وہی ہے جس کی اولاد نیک صالح ہو اور وہ اپنے کلام وعفت کی خود محافظ ہو، اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر اور احسان ہے کہ آج بھی ایسی نیک بندیاں اس دنیا میں موجود ہیں کہ جن کی نیک فطرت، نیک مزاجی اور اسلامی تعلیم وتربیت نے اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھامنے والے جیالے پیدا کئے، جن کی مثال دنیا پیش کرتی ہے۔

میں اللہ کا جتنا شکر ادا کروں کم ہے، مجھے فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسے عظیم والدین کی دولت سے نوازا جنہوں نے ہم سب بھائی بہنوں کو دینداری کے خوبصورت وپاکیزہ سانچہ میں ڈھاکر ایسی تربیت کی اور قدم قدم پر شریعت کی

پابندی، سنت رسول ﷺ کی پیروی، احکامِ خداوندی پر عمل کراکر نہ صرف ہماری زندگیوں کو سنوارا بلکہ گھر کو جنت کا نمونہ بنادیا، اس میں صرف ہمارے والد محترم ہی نہیں بلکہ والدہ محترمہ کا بھی اہم کردار ہے، کیوں کہ ایک عورت ہی گھر کو جہنم اور ایک نیک عورت ہی گھر کو جنت کدہ میں بدل سکتی ہے، اللہ کا کرم اور احسان ہے کہ اس نے ہمیں والدین ہی نہیں بلکہ دادا، دادی اور نانا، نانی ایسے عطا کئے کہ جو اپنے دور میں اسلام کی دی ہوئی تعلیم کے سمندر میں عملی طور پر ڈوبے ہوئے تھے، انہیں کی اعلیٰ تربیت کا جیتا جاتا نمونہ ہمارے والد محترم ہیں۔ جن کو خدائے وحدہٗ لاشریک نے انمول صلاحیتوں سے نوازا ہے اور ایسا دردمند دل عطا کیا ہے جو ہمہ وقت اصلاحِ امت کیلئے فکرمند ہے، ہم نے اپنے والدین کو کبھی کوئی کام خلافِ شرع کرتے نہیں دیکھا، اپنی زندگی اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی میں صرف کی، ہر وقت اپنے دین کی خدمت میں کوشاں ہیں، اپنی تقاریر وتحریر سے خدمت خلق میں مصروف ہیں۔

مجھے اپنے بچپن کا ایک واقعہ یاد ہے تقریباً بیس برس قبل والد محترم نے مرکزی جامع مسجد دارالعلوم محمدیہ بنگلور کی تعمیر کے لئے بنیاد رکھی، ہمارا مکان مسجد کے قریب تھا، غیر مسلم معمار کام میں مشغول تھے، ان کی عورتیں ہماری والدہ کے پاس پینے کا پانی لینے آجاتی تھیں، ہمارے گھر کے پاکیزہ اور نورانی ماحول کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئیں اور والد محترم کے اخلاق وعظمت، اسلامی طریقہ، عدل وانصاف اور پاکی وصفائی کا یہ اثر ہوا کہ ان کا پورا خاندان جو سات یا آٹھ افراد پر مشتمل تھا ایک ساتھ کلمہ طیبہ پڑھ کر مشرف بہ اسلام ہوگیا، ایسے کئی واقعات ہیں۔ بہر حال یہ اللہ کا کرم ہے۔

مجھے اپنے والد محترم کے ساتھ ساتھ اپنے برادرِ کبیر ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی، عزیزی حکیم مولوی محمد عثمان حبان دلدار قاسمی اور عزیزم حکیم محمد عدنان حبان زید قدرہ پر فخر اور ناز ہے کہ والد محترم کے ہم قدم ہر طرح اپنی تحریر وتقاریر کے ذریعہ

اصلاحی امورِ تعلیم وتربیت اور خاص طور سے اپنی ذات سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے میں کوشاں رہتے ہیں۔

مجھے جب معلوم ہوا کہ محترم ابوحضور کی ''خطباتِ حبان برائے دخترانِ اسلام'' کی جلد چہارم، پنجم، ششم، ہفتم، ہشتم، نہم اور دہم طباعت کے مراحل سے گزر رہی ہے تو دل فرطِ مسرت سے جھوم اٹھا اور نتیجتاً یہ چند سطور نوکِ قلم سے صفحۂ قرطاس پر پھیل گئیں، اگرچہ بندی اس قابل نہیں کہ حریر کر سکے، بس دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت ان تصانیف کو امت کی بیٹیوں کے لئے نافع اور ذریعہ آخرت بنائے اور والد محترم کو صحت وعافیت کے ساتھ عمر دراز فرمائے اور دونوں عالم میں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ایک مخلص باپ کی ادنیٰ ونا کارہ بیٹی
ڈاکٹر قرۃ العین فاطمہ عثمان (بی اے ایم ایس)
عالمی منزل شاہ گنج دہلی ۶
۱۱/جون ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ

اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی خوشی میں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَهُ اما بعد!

فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

معزز خواتین اور قابل قدر معلمات اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں اور سرور کونین ﷺ نے احادیث شریفہ میں بیشتر مقامات پر عبادت خداوندی کے ساتھ ساتھ والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا ہے کیونکہ والدین ہی انسان کی پیدائش اور دنیا میں آنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں اسلئے ان کا جتنا بھی حق ادا ہو قرین قیاس ہے۔

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رِضَا الرَّبِّ فِیْ رِضَا الْوَالِدَیْنِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدَیْنِ. رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَابْنِ حَبَّانَ وَالْحَاکِمِ. (کِتَابُ الْکَبَائِرِ لِلذَّهَبِیْ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم رحمت اللعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا میں ہے، اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تین آیتیں تین کے ساتھ وابستہ ہو کر نازل ہوئی ہیں، ان میں سے ایک دوسرے کے بغیر قبول نہیں کی جائے گی، پہلی آیت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ”اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُو الرَّسُوْلَ“ جو اللہ کی اطاعت کرے اور رسول اللہ کی اطاعت نہ کرے تو اس کا یہ عمل قبول نہیں ہوگا۔

دوسری آیت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ”اَقِیْمُوْ الصَّلٰوۃَ وَاٰتُو الزَّکٰوۃَ“ جو نماز پڑھے اور زکوٰۃ نہ دے تو اس کا یہ عمل قبول نہیں ہوگا۔ تیسری آیت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ”اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ“ پس جو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اپنے والدین کا شکر ادا نہ کرے تو اس کا وہ عمل قبول نہیں ہوگا۔

والدین کا مقام ومرتبہ

والدین کی اطاعت وفرمانبرداری اور ان کی خدمت اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے بعد سب سے اہم چیز ہے۔ جہاد جیسی اہم عبادت سے بھی بڑھ کر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ایک شخص نبی کریم ﷺ سے آپ ﷺ کے ساتھ جہاد میں جانے کی اجازت لینے کے لئے آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے والدین زندہ ہیں؟ عرض کیا جی ہاں! آنحضرت ﷺ نے فرمایا پس تم ان دونوں کے بارے میں جہاد کرو۔ (بخاری ومسلم)

یعنی ان دونوں کی خدمت تمہارے لئے جہاد بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تم

لوگوں کو بڑے گناہوں میں سے سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں، اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا۔ (بخاری ومسلم)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے اندر ماں باپ کا نافرمان داخل نہیں ہوگا، اور نہ ہی احسان جتلانے والا اور نہ ہی شراب کا عادی۔ (بخاری ومسلم)

حضرت حسین ابن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں اُف سے بھی کوئی معمولی چیز ہوتی تو اس سے بھی منع فرمادیتے، پس والدین کا نافرمان جتنا چاہے عمل کرلے ہرگز جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (دیلمی)

کیونکہ والدین کی اطاعت کا حکم اللہ رب العزت نے دیا ہے اسلئے والدین کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور والدین کی نافرمانی درحقیقت اللہ ورسول کی نافرمانی ہے۔ ایک موقع پر رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ وہی تمہاری جنت اور جہنم ہیں۔

والدین کی نافرمانی کرنے والے کا انجام

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت فرماتے ہیں ایسے شخص پر جو اپنے والدین کا نافرمان ہو، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے اس شخص پر جو اپنے باپ کو گالی دے اور اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے اس شخص پر جو اپنی ماں کو گالی دے۔ (ابن حبان)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمام گناہوں میں سے جس کو چاہیں گے اللہ تعالیٰ قیامت تک مؤخر فرمادیں گے مگر والدین کی نافرمانی اس لئے کہ اس کی سزا، اس کے کرنے والے کو (دنیا میں) جلدی دیتے ہیں۔ (حاکم)

دنیا دارالامتحان ہے یہاں گناہوں کی سزانہیں ملے گی بلکہ آخرت میں آدمی کے اچھے اور برے عمل کا نتیجہ سامنے آئے گا۔

لیکن والدین کا درجہ اور مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ جو شخص دنیا میں ان کے ساتھ حسن سلوک کرے گا اس کو آخرت میں تو ثواب ملے گا ہی، مگر دنیا میں بھی اللہ، اسے سرخروئی عطا فرمائیں گے اور جو کوئی نافرمانی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو آخرت میں سزا دیں گے ہی، مگر دنیا میں بھی وہ مختلف پریشانیوں سے دوچار ہوگا۔

اطاعت والدین زیادتیٔ عمر کا باعث

کعب ابن احبار رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ بندے کو جلد ہلاک فرمادیتے ہیں جب کہ وہ اپنے ماں باپ کا نافرمان ہوتا کہ اس کو جلدی عذاب دیں اور اللہ تعالیٰ بندے کی عمر میں زیادتی فرمادیتے ہیں جب کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے والا ہو، تاکہ اس کو نیکی اور خیر میں بڑھادیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے یہ بھی ہے کہ ان کے اوپر خرچ کیا جائے ، جب کہ وہ حاجت مند ہوں، حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میرے والد چاہتے ہیں کہ میرا مال ہڑپ لیں تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ''، تم اور تمہارا مال تمہارے والد کیلئے ہے۔ (ابن ماجہ)

کعب ابن احبار رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا ماں باپ کی نافرمانی کیا ہے؟ فرمایا: یہ ہے کہ جب ماں باپ اس پر کوئی قسم کھائیں تو وہ ان کی قسم کو پورا نہ کرے، اور جب کسی کام کا حکم دیں تو ان کے حکم کی اطاعت نہ کرے، اور جب اس سے کوئی چیز مانگیں تو وہ ان کو نہ دے، اور جب وہ اس کے پاس کوئی امانت رکھیں تو وہ ان کے ساتھ خیانت کرے، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا کہ اصحاب الاعراف کون

ہیں؟ اور اعراف کیا ہیں؟ انہوں نے فرمایا: بہر حال اعراف تو وہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک پہاڑ ہے، اور اعراف اس لئے نام رکھا گیا ہے کہ وہ جنت اور جہنم کے سامنے بلند ہے، اور اس پر درخت ہیں، پھل ہیں، چشمے ہیں اور جو لوگ اس پر رہیں گے وہ ایسے لوگ ہیں جو اپنے ماں باپ کی مرضی کے بغیر جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلے تھے، اور اللہ کے راستے میں شہید ہوگئے تھے، اللہ کے راستے میں شہید ہوجانا ان کے لئے جہنم میں داخل ہونے سے مانع ہے، اور والدین کی نافرمانی جنت میں داخل ہونے سے مانع ہے، پس وہ اعراف پر رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں کوئی فیصلہ فرمادیں۔ (ابن ماجہ)

ماں کا درجہ باپ سے زیادہ

ایک شخص نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق دار کون ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، عرض کیا، پھر کون؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں، عرض کیا، پھر کون؟ فرمایا: تمہاری ماں، عرض کیا، پھر کون؟ فرمایا: تمہارے باپ، پھر جو زیادہ قریب ہو، پھر جو زیادہ قریب ہو۔ (بخاری ومسلم) اس حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے ماں کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر تین بار ترغیب دی اور باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے پر ایک بار ترغیب دی، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ماں کی محبت ومشقت زیادہ ہوتی ہے اور اس کی شفقت وپیار بہت بڑھا ہوا ہوتا ہے، اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ حمل، دردزہ، پیدائش، شیر خوارگی، اور شب بیداری، کی مشقتیں جھیلتی ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک شخص کو دیکھا کہ ایک شخص اپنی والدہ کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے کعبہ کا طواف کرا رہا ہے اس نے کہا: اے ابن عمر رضی اللہ عنہ! کیا

آپ میرے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ میں نے اس کا بدلہ دیدیا؟ تو انہوں نے فرمایا: کہ اس کے درد ومشقت میں سے ایک درد کا بھی یہ بدلہ نہیں ہوگا، لیکن تم نے اچھا کیا، اور اللہ تعالیٰ تھوڑے عمل پر بڑا ثواب دیتے ہیں۔

مشرک والدین کی خدمت بھی ضروری ہے

والدین اگر غیر مسلم ہوں تو بھی شریعت ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم کرتی ہے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری ماں مدینہ منورہ آئیں غیر مومنہ تھیں ان کی خواہش تھی کہ میں ان کی کچھ مالی امداد کروں میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ میری والدہ مشرکہ ہیں میرے پاس آئی ہیں تعاون کے لئے میں ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کروں؟ سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ والدین اگر اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی نافرمانی کا حکم کریں تو ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ فرمان نبویؐ ہے: لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ. اللہ کی نافرمانی کرکے کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ اللہ ہم سب کو والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

پیغام دینے کا اسلامی طریقہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اَحَدُكُمُ الْمَرْاَةَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى مَا يَدْعُوْهُ اِلٰى نِكَاحِهَا فَلْيَفْعَلْ. اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

پردہ نشیں محترمہ صدر معلّمہ، اور اسٹیج پر تشریف فرما بزرگ ومعززہ ہستیاں آج کے اس اہم اجلاس میں قرآن وحدیث اور سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں ایک اہم موضوع پر آپ سے کلام کرنا ہے، اور وہ ہے پیغام دینے کا اسلامی طریقہ ہر قوم ومذہب میں شادی کا پیغام دینے اور لڑکی یا لڑکے کی رضامندی کے الگ الگ طور طریق ہیں۔ مذہب اسلام نے اپنے پیروکاروں کی دنیوی واخروی بھلائی کا کوئی

راستہ نہیں چھوڑا جس کی طرف رہنمائی نہ کی ہو۔ پیغام نکاح کا جو طریقہ اسلام نے سکھایا ہے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں ہوسکتا ہے۔

صرف دیکھنے کی اجازت ہے

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اَحَدُکُمُ الْمَرْأَۃَ فَاِنِ اسْتَطَاعَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَا یَدْعُوْہُ اِلٰی نِکَاحِھَا فَلْیَفْعَلْ.

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو پیغام نکاح دے تو اگر نکاح کے لئے مطلوبہ لڑکی کو دیکھ سکتا ہو تو ضرور ایسا کرے۔

مسئلہ: چنانچہ مرد کیلئے مخطوبہ (جس لڑکی سے شادی کرنا ہے اس) کا چہرہ ہتھیلی دیکھنا جائز ہے، یہ دونوں ستر میں نہیں ہیں (شرح مسلم/ص ۴۵۶، ج۱) بالکل آزاد نہ چھوڑیں کہ جب چاہے دیکھے بلکہ جب شادی کرنے کا ارادہ ہو تبھی اس کو دیکھ سکتا ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کیا اس سے بہتر کوئی اصول اور طریقہ ہوسکتا ہے اس کے بالمقابل آج کے فیشن پرستی، عریانیت وتماشیت کے گندے ماحول میں پیغام نکاح کا جو طریقہ ہے وہ بالکل نامناسب ہے شادی سے پہلے صرف دیکھنا بلکہ موبائل فون سے بات چیت کرنا ایک معمول بن گیا ہے اور اسی وجہ سے شادی سے قبل ہی بسا اوقات ناگفتہ بہ حالات پیدا ہوتے ہیں اور لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے اسلئے شادی سے قبل جتنی چیزوں کی شریعت نے اجازت دی ہے اتنا ہی کریں تاکہ فتنوں سے محفوظ رہ سکیں۔

یہ بھی اسراف ہے

حدیث شریف میں یہ قید لگائی گئی ہے کہ اگر مطلوبہ لڑکی کو دیکھنا ممکن ہو تو ایسا کر لینے میں کوئی حرج نہیں، اس سے پتہ چلا کہ اگر کسی خاندان، گھرانے میں اس کو

عیب سمجھا جاتا ہو یا دیکھنے دکھانے سے دوسرے نقصانات پیدا ہوتے ہوں تو پھر دوسرے قابل اعتبار طریقوں کو اختیار کرنا چاہئے، مثلاً لڑکے کی والدہ، بہن بھائی وغیرہ دیکھ کر آئیں اور لڑکے کو پوری صورت حال سے آگاہ کردیں، اس سلسلہ میں موجودہ دور میں جو قباحتیں اور برائیاں شروع ہوئی ہیں وہ قابل ترک ہیں، مثلاً لڑکی دیکھنے کیلئے درجنوں مرد وعورتیں گاڑیاں بھر کر جاتی ہیں پہلے سے بذریعہ فون اطلاع کردی جاتی ہے، زبردست ان لوگوں کے لئے خاطرداری، مہمان نوازی کا اہتمام کیا جاتا ہے، لڑکی پسند آئے یا نہ آئے لڑکی والوں کا خواہ مخواہ بے حد خرچ ہوتا ہے، لہٰذا شرعی طریقہ یہ ہے کہ مختصر مقدار میں مرد وعورتیں جائیں، اپنے جانے کی زیادہ شہرت نہ کریں، جن کے یہاں پہونچیں وہ بھی زیادہ شہرت نہ کریں کہ محلّہ کی لڑکیاں عورتیں جمع ہوجاتی ہیں، اگر لڑکی پسند نہ آئی تو خوامخواہ کی فضیحت ہوتی ہے اور لڑکی کی دل آزاری علیحدہ رہی، لہٰذا اس سے پرہیز لازمی طور پر کیا جائے، نیز یہ بات بھی ذہن نشیں رہے کہ اگر کسی دوسرے نے رشتہ ڈال رکھا ہے تو وہاں رشتہ کی بات چلانا منع ہے، حدیث پاک میں ہے: ''لَایَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ'' (رواہ مشکوٰۃ)

کوئی شخص اپنے بھائی کے پیغام نکاح پر نکاح کا پیغام نہ دے ہاں اگر وہ انکار کردے یا لڑکی ہی اس سے کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو ایسی صورت میں پیغام نکاح دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مرنے کے بعد پانچ چیزوں کے بارے میں سوال

شادی سے قبل دیکھنے دکھانے کا جو رواج ہے اس میں کئی خرابیاں ہیں۔ حدیث شریف سے لڑکی کو دیکھنے کا ثبوت تو ہے اس میں کوئی شک نہیں مگر اس زمانہ میں دیکھنے کیلئے جو طریقے رائج کر رکھے ہیں شریعت اس کی اجازت نہیں دیتی، کیونکہ اس میں

فضول خرچی ہے اور قرآن فرماتا ہے: وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ. فضول خرچی مت کرو بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ شادی جب طے ہوجاتی ہے تو اس کے بعد بھی بہت سے رسوم ورواج ہوتے ہیں شکرانہ کی رسم ہلدی کی رسم اور اس طرح کی رسموں میں سینکڑوں اور ہزاروں بلکہ بعض دفعہ کئی لاکھ روپے خرچ ہوجاتے ہیں۔ جس میں کئی غریب بچیوں کی شادیاں ہوسکتی ہیں۔ اگر اللہ نے دولت دے رکھی ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ پانی کی طرح بہائیں اور بے جا مواقع میں اس کو خرچ کریں۔

قیامت میں ہر چیز کے بارے میں سوال ہوگا۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: لَا يَزُولُ قَدَمَا ابْنِ آدَمَ حَتّٰى يُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ عَنْ عُمُرِهٖ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهٖ فِيمَا أَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهٖ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ وَمَا ذَا عَمِلَ فِيمَا عَلِمَ. ابن آدم کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک ہٹ نہیں سکتے جب تک پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کرلیا جائے پہلا سوال؟ اس کی عمر کے تعلق سے کیا جائے گا کہ عمر کس چیز میں صرف کی نیکی اور بھلائی کرکے آیا یا برائیوں میں زندگی بسر کی۔ اس کی جوانی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ جوانی کہاں صرف کی اور مال کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کہاں سے کمایا اور اس کو کہاں خرچ کیا؟ اس لئے مال اچھے طریقہ سے کمانا بھی ضروری ہے اور اس کو اچھی جگہ میں خرچ کرنا بھی ضروری ہے ورنہ قیامت میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔ کوئی شخص یہ ہرگز نہ سوچے کہ ہم نے اپنی محنت وکوشش اور عقل ودانائی سے مال کمایا ہے تو اس کو جہاں چاہیں خرچ کرلیں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا مسلمانوں کی جان اور مال سب اللہ رب العزت کی امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی جانوں اور مالوں کو جنت کے بدلے میں خرید لیا ہے اس لئے پیسے خرچ کرتے وقت غور وفکر کریں کہ کس جگہ پیسہ خرچ کررہے ہیں تاکہ آخرت میں

اللہ کی گرفت سے بچ سکیں اور پانچواں سوال ہوگا کہ جو کچھ علم سیکھا اس پر عمل کتنا کیا۔ آج اگر کسی کو نصیحت کی جائے کہ فلاں کام مت کرو۔ حدیث شریف میں اس سے منع کیا گیا ہے تو جواب ملتا ہے کہ ہمیں معلوم ہے۔ شادی میں کم خرچ کرو، رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے تو جواب ملتا ہے کہ ہمیں معلوم ہے، جب کہ اصل چیز عمل ہے علم تو شیطان کے پاس سب سے زیادہ ہے۔

نگاہوں کی حفاظت کریں

شادی سے ایک یا دو دن پہلے ہلدی کی رسم ادا کی جاتی ہے اس میں کئی خرابیاں ہونے کی وجہ سے شریعت منع کرتی ہے، رزق کی بے حرمتی ہوتی ہے۔

لڑکا کنبے اور قبیلے کی عورتوں کے سامنے برہنہ ہوکر بیٹھتا ہے، ستر کھول کر اپنے اور غیروں کے سامنے جانا شرعاً حرام ہے۔ غیر محرم لڑکیاں عورتیں ہاتھ لگاتی ہیں وہ بھی ناجائز ہے۔ بعض لڑکے بھی آجاتے ہیں وہ لڑکے بجائے ہلدی ملنے کے لڑکیوں سے ہنسی مذاق شروع کردیتے ہیں یہ اختلاط مع النساء بھی ناجائز ہے، بعض مرتبہ دیکھا گیا کہ نالی سے کیچڑ نکال کر لگادیتے ہیں یہ بدتمیزی ہے۔ اور حیرت تو اس بات پر ہے کہ لوگ اس کو ضروری سمجھ کر کرتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر محرم عورتوں کو دیکھنا آنکھوں کا زنا قرار دیا اور پکڑنا ہاتھوں کا زنا قرار دیا ہے خواہ مرد عورت کا ہاتھ پکڑے یا عورت مرد کا ہاتھ پکڑے۔ مرد عورت کو دیکھے یا عورت مرد کو دیکھے سب حرام ہے، قرآن کریم نے دونوں کو الگ الگ خطاب کیا۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ. اے نبی ﷺ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔ آگے فرمایا: ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے۔ اسی طرح عورتوں کو بھی الگ

سے خطاب کیا گیا ہے: قُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ۔اے نبی ﷺ مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، ظاہر ہے دورِ نبوت ﷺ کی خواتین جن کی پاکیزگی وطہارت ان کی عفت وپاکدامنی خوف وخشیت اور تعلق مع اللہ بالکل واضح اور مسلّم ہے لیکن ان کو خطاب کیا جارہا ہے کہ نگاہیں نیچی رکھیں تو آج کے مرد وخواتین کے لئے یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک دوسرے کو دیکھیں اور اس طرح کے رسم ورواج میں تو سینکڑوں خرافات ہیں۔اللہ بچائے اور مسلمانوں کو صحیح سمجھ عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

منگنی اور سگائی غیر اسلامی نام

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسَافِحِيْنَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. اَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَيْسَرُهٗ مَؤُنَةً.

خواتین اسلام بزرگ معلمات میری ماؤں اور بہنو! دین اسلام جتنا آسان ہے ہم نے اپنے غلط رسوم ورواج سے اتنا ہی مشکل بنا دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اَلدِّيْنُ يُسْرٌ، دین آسان ہے مذہب اسلام تو فطرت انسانی کے موافق ہے ہر ایک کے لئے اس پر چلنا آسان ہے اسلام کا کوئی حکم ایسا نہیں جس پر آدمی کے لئے عمل کرنا مشکل

ہو اگر کسی کو مشکل معلوم ہو رہا ہے تو یہ اس کے ایمان کی کمزوری کی ہے کہ ان احکام پر عمل پیرا ہونے کے نتیجے میں آخرت میں جو ثمرات اور نتائج مرتب ہونے والے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں آدمی دنیا کی چند کوڑی کی خاطر طرح طرح کی محنتیں اور مشقتیں برداشت کرلیتا ہے مگر اسلام کے احکام پر عمل کرنا اس کو مشکل معلوم ہوتا ہے شیطان مذہب اسلام کی آسان چیزوں کو مشکل بنا کر پیش کرتا ہے، اور غیر اسلامی رسوم ورواج کو جو مسلمانوں کی کمر توڑ دینے والے ہیں ان کو آسان بنا کر پیش کرتا ہے اور اس طرح مسلمان غیروں کے طور وطریق کو اَهْلاً وَّسَهْلاً مَّرْحَبًا کہتے ہوئے قبول کرلیتا ہے جس کا نتیجہ آنکھوں کے سامنے ہے۔

وقت پر شادی نہ کرنے کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ

غلط طور وطریق میں سے ایک طریقہ شادی سے پہلے ہونے والی منگنی اور سگائی ہے۔ نبی اکرم ﷺ تو ارشاد فرماتے ہیں۔ سب سے بابرکت نکاح وہ ہے جس میں خرچ سب سے کم ہو یعنی فضول خرچی نام کی کوئی چیز نہ ہو اگر اس اصول پر عمل کیا جائے تو ہمارے بہت سے مسائل حل ہوجائیں گے۔ آج قوم کی کتنی کنواری دوشیزائیں بیٹھی ہوئی ہیں غربت وافلاس کی وجہ سے انکو جوڑا نہیں مل رہا ہے ان کے والدین کے پاس شادی کے خرچ کے لئے کوئی بندوبست نہیں، چہ جائے کہ منگنی اور سگائی کے لئے انتظام کریں والدین کو فکر مند دیکھ کر وہ زندگی پر موت کو ترجیح دیتی ہے اور ایسا ہو بھی رہا ہے کہ وقت پر شادی نہ کرنے کی وجہ سے معاشرے میں سینکڑوں برائیاں پھیل رہی ہیں جب شادیاں سستی ہونگی تو زنا مہنگا ہوگا اور جب شادیاں مہنگی ہونگی تو زنا آسان ہوگا۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں شادیاں کتنی آسان تھیں آپ علیہ السلام کے بڑے مخصوص ساتھی جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں یعنی دنیا ہی میں زبان نبوت نے

ان کو جنتی ہونے کی بشارت اور خوشخبری سنادی ان کا نکاح مدینہ منورہ میں ہوتا ہے اور ایسی سادگی کے ساتھ کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی اطلاع نہیں کرتے نکاح کے بعد جب آپ ﷺ شادی کے نشانات دیکھے تو دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے شادی کی ہے تو آپ علیہ السلام نے ان کو دعائیں دیں اور فرمایا اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ ولیمہ کرو چاہے ایک ہی بکری سے۔ آج کے دور میں اگر کسی سے تھوڑا بھی تعلق ہے اور اس کو شادی میں کارڈ نہیں دیا گیا تو اپنی کسرِ شان سمجھتا ہے اور شکایتیں کرنے لگتا ہے کیا یہی ہے اسلامی طریقہ؟ نبی کریم ﷺ نے اسی کی تعلیم دی؟ ان رسوم ورواج کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے اور شادیوں میں فضول خرچیوں سے احتیاط کرنے کی بھی ضرورت ہے اور جتنا جلدی ہوسکے رشتہ طے کرلیا کریں۔

منگنی اور سگائی قیامت صغریٰ سے کم نہیں

لڑکا لڑکی والوں کو اور لڑکی لڑکے والوں کو پسند آجائے تو بس نکاح کی تاریخ متعین ہوجائے، معاشرہ میں غریب ہو یا امیر سب میں ایک رواج چل پڑا ہے کہ پہلے منگنی ہوتی ہے جس کو حضرت تھانویؒ نے قیامت صغریٰ سے تعبیر کیا ہے، اس وقت بھی ایک مرتبہ پھر رشتہ دار جمع ہوتے ہیں، مہمان نوازی و دعوتوں کا اہتمام ہوتا ہے اور بے شمار اخراجات برداشت کیئے جاتے ہیں، محلّہ والوں کو جمع کیا جاتا ہے، لڑکے والے بھی کار بھر کر جاتے ہیں اور مختلف قسم کے پھل، جوڑے دیگر اشیاء اور لڑکے کو پیسے جن کی مقدار مختلف ہوتی ہے۔ گیارہ سو، پانچ ہزار، پچاس ہزار لاکھ، یہاں تک کہ بعض جگہ پر جانے والے تمام لوگوں کو جوڑے دیئے جاتے ہیں یہ خواہ مخواہ کے خرچے ہیں، شریعت میں ان کی کوئی اصل نہیں، فضول خرچی کے دائرہ میں آکر ناجائز ہوجاتے ہیں، لہٰذا اس کا بہتر طریقہ ہے کہ طرفین میں پسندیدگی ہوگئی تو کسی تحریر یا معتمد حضرات

کے ذریعہ نکاح کی تاریخ پہونچادی جائے، پھر رشتہ طے ہونے اور شادی کے درمیان زیادہ وقت نہ لگایا جائے، دیکھنے میں آیا ہے کہ جب زیادہ وقت درمیان میں گذرتا ہے تو شکوے شکایتیں پیدا ہوکر رشتہ کی بات ختم ہوجاتی ہے اور جو اخراجات کئے ہیں وہ سب بے کار چلے جاتے ہیں۔

تین چیزوں میں جلدی کریں

رشتہ کے لئے تحقیق وجستجو کرنے سے اسلام نے منع نہیں کیا ہے اچھی طرح تحقیق کر کے دیندار گھرانہ دیکھ کر رشتہ طے کریں مگر جیسے ہی رشتہ طے ہوجائے اور فریقین راضی ہوجائیں تو اب تاخیر کرنا سوائے نقصان کے اور کچھ نہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تین چیزوں میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ نماز جب اس کا وقت ہوجائے۔ جنازہ جب آجائے، لڑکی جب بالغ ہوجائے۔

اس لئے موجودہ زمانہ میں رشتہ جلدی نہیں ملتا بلوغیت سے پہلے ہی رشتہ تلاش کریں تاکہ وقت پر لڑکیوں کی شادی کرسکیں اور آج کل شادیوں میں تاخیر کرنے کی وجہ سے جو فتنے پیدا ہورہے ہیں ان فتنوں سے بچا جاسکے۔ شہروں کا حال تو عجیب ہے تیس تیس سال کی لڑکیاں ہوجاتی ہیں مگر ان کے رشتہ کی فکر نہیں کرتے اور جب رشتہ کہیں سے آتا ہے تو لاکھوں روپئے شادی سے قبل منگنی اور سگائی کے لئے خرچ ہوتے ہیں ظاہر ہے ہر ایک کے پاس اتنے خرچ کی وسعت نہیں ہوتی، اس لئے بہت سے لوگ اپنی ناک اونچی کرنے کے لئے سودی قرض لیتے ہیں اور خود بھی حرام کھاتے ہیں اور دوسروں کو حرام کھلاتے ہیں، جب کہ اسلام ہم کو سود سے بڑی سختی سے منع کرتا ہے۔ منگنی سگائی اور شادیوں میں حرام اور سود کے پیسہ کا استعمال کر کے نہ خود کو کبھی چین وسکون ہوسکتا ہے نہ آپ کی بچی کی زندگی خوشحال ہوسکتی ہے سکون واطمینان اگر

چاہتے ہیں تو اس کے لئے اسلام کے قوانین کی پابندی ضروری ہے ایک تو شادیوں میں حرام مال کے استعمال سے احتیاط کریں اور فضول خرچی کے بجائے وہی پیسے اپنی بیٹی اور داماد کو دیدیں تاکہ ان کی زندگی مزید خوشگوار ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ قوم مسلم کو سمجھ عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

رشتہ کیسے کریں؟

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكَ وَخَضْرَآءُ الدِّمَنْ. اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ.

مکرمہ صدر معلّمہ، خواتین اسلام، ماؤں اور بہنو! اسلام ایک مکمل مذہب ہے جس کے پیروکاروں کے لئے اپنے مذہب سے باہر کسی چیز کو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہر چیز کے لئے نمونہ اور اسوۂ رسول اکرم ﷺ موجود ہے۔ اسلام نے اپنے پیغمبر ﷺ کو اپنی کتاب کا عملی نمونہ اور پیکر بنا کر پیش کیا ارشاد باری تعالیٰ ہے لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ . تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں بہتر پیروی اور عمدہ نمونہ ہے اس لئے ہم کو سیرت نبوی کی جامعیت کبریٰ کے خزانے میں ہر چیز دستیاب ہوسکتی ہے۔ شادی، بیاہ، دعوت وملاقات، مصافحہ وسلام، رنج وغم، مسرت وشادمانی وغیرہ وغیرہ سب کچھ آپ ﷺ نے عمل کر کے دکھایا

آج کی اس اجلاس میں مجھے رشتہ کے تعلق سے کچھ باتیں قرآن وحدیث کی روشنی میں عرض کرنی ہیں۔ دنیا کی تمام اقوام میں شادی و بیاہ کا رواج چلا آرہا ہے، اور یہ انسانی ضرورت ہے اور توالد وتناسل کو برقرار رکھنے کا مہذب وشائستہ طریقہ بھی یہی ہے اس لئے اس کو اتنا آسان اور سہل ہونا چاہئے کہ ہر شخص امیر ہو یا غریب شہری ہو یا دیہاتی بآسانی کر سکے اور حضور ﷺ کا ارشاد بھی ہے اَعْظَمُ النِّكَاحِ بَرَكَةً اَيْسَرُهٗ مَؤُنَةً سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ کم ہو۔ نکاح کے تعلق سے یہ کتنا عمدہ اصول ہے اس سے بہتر کوئی تعلیم اور اصول ہو ہی نہیں سکتا۔ مگر کہاں ہیں اسلام کے پیروکار اور عشق نبوی ﷺ کا دعویٰ کرنے والے آج شادی کے لئے جو معیار قرار دیا جارہا ہے اس سے پورا معاشرہ تباہ ہورہا ہے۔

شادی کرو دینداری کی بنیاد پر

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفُرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ. (مشکوٰۃ شریف رص ۲۶۷ رج ۲)۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے: (۱) اس کی مالی حیثیت کو دیکھ کر۔ (۲) اس کے خاندان کی بلندی اور اعزاز کی وجہ سے۔ (۳) اس کے حسن وجمال اور خوبصورتی کو دیکھ کر۔ (۴) اس کی دینداری، اور اخلاق حمیدہ کو دیکھ کر۔ تم دینداری، اخلاق کی عمدگی کو ترجیح دو، تمہاری زندگی خوشحالی کے ساتھ

گذرے گی۔ لہٰذا آج کل جو لوگ مالداری کو دیکھتے ہیں کچھ لوگ اونچے خاندان میں شادی کرنا باعث عزت سمجھتے ہیں، اکثر نوجوان، خوبصورتی پر مرتے ہیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دینداری کو اختیار کرو اگر اپنی زندگی میں دائمی چین وسکون راحت واطمینان، عزت، برکت چاہتے ہو تو سیرت کو دیکھو مال و جمال، خاندان کو نہ دیکھو۔

حسنِ صورت چند روزہ حسنِ سیرت مستقل
اس سے خوش ہوتی ہیں آنکھیں اس سے خوش ہوتا ہے دل

مال کے لالچ میں شادی کی تو فقر وفاقہ کے سوا کچھ نہ ملے گا

عقل مند شخص وہ ہے جو وقتی اور عارضی چیزوں پر نظر نہ رکھے بلکہ دائمی اور مستقل کام آنے والی چیزوں پر نظر رکھے مال تو آنے جانے والی چیز ہے اسلئے عورت سے مالداری کی وجہ سے شادی نہیں کرنا چاہئے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس نے عزت حاصل کرنے کیلئے شادی کی اس کو ذلت کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا اور جس نے مال کے لالچ میں شادی کی اس کو فقر وفاقہ اور تنگدستی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

اور پھر عورت کتنا مال لا سکتی ہے؟ کیا اس کی زندگی اس مال سے گذر سکتی ہے؟ آدمی کو عزم وارادہ بلند رکھنا چاہئے اور دوسروں کی جیب پر نظر رکھنا کم ہمتی ہے اس سے آدمی کی غیرت مردہ ہو جاتی ہے، مگر افسوس تو اس بات پر ہیکہ اچھے خاصے پڑھے لکھے اور دیندار کہے جانے والے بھی اس لعنت میں گرفتار ہیں اور اپنی بے شرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے منھ کھول کر مانگ لیا کرتے ہیں کہ مجھے فلاں چیز چاہئے۔ اور ایسے ہی گھرانے میں شادیاں کی جاتی ہیں جو صاحب ثروت اور مالدار ہو، تاکہ زیادہ سے زیادہ لعنتِ جہیز ہمارے گھر میں آئے جب کہ شادی کیلئے یہ معیار ٹھہرانا صحیح نہیں ہے۔

غریب لڑکی کا نکاح خلیفۂ وقت کے بیٹے سے

حسب ونسب اور اعلی خاندان کو معیار قرار دینا یہ بھی صحیح نہیں بلکہ دینداری اور پرہیزگاری کو دیکھیں۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راتوں میں اٹھ کر گشت کیا کرتے تھے کہ رعایا کا کیا حال ہے۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ رات کو گشت کر رہے تھے ایک گھر سے یہ آواز آئی کہ ماں اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے بیٹی دودھ میں پانی ملا دو تاکہ زیادہ ہو جائے اور پیسے زیادہ ملیں تو بیٹی نے کہا امی جان امیر المومنین کا حکم ہے کہ دودھ میں پانی نہیں ملانا تو میں کیسے ملاؤں بوڑھی ماں نے کہا یہاں کہاں امیر المومنین ہیں کہ ان کو معلوم ہو؟ تو بیٹی نے کہا کہ امیر المومنین اگر نہیں دیکھ رہے ہیں تو اللہ تو دیکھ رہا ہے۔ حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے یہ گفتگو سن کر اس گھر پر نشان لگا دیا پھر صبح کو اس بڑھیا کو بلایا اور اس کی لڑکی سے اپنے بیٹے کی شادی کی پیش کش کی بڑھیا کی خوشی کا کیا ٹھکانہ کہ ایک غریب لڑکی کا نکاح خلیفہ وقت کے بیٹے سے ہو جائے۔ چنانچہ نکاح ہو گیا پھر اسی لڑکی کے نسل سے حضرت عمر بن عبد العزیز پیدا ہوئے ہیں جن کے دور میں عدل وانصاف اس حد تک پہونچ چکا تھا کہ ایک ہی تالاب سے بیک وقت بھیڑ اور بکری پانی پیا کرتے تھے جس کی نظیر بعد کے دور میں کہیں نہیں مل سکی۔ یہ دیندار گھرانے میں شادی کرنے کا نتیجہ تھا کہ وقت کے خلیفہ ہوتے ہوئے ایک غریب گھرانے میں اپنے بیٹے کی شادی کرتے ہیں۔

مالدار طبقہ غریبوں پر توجہ دے

آج شادی کے معیار کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ مسلمان نے غیروں کی تقلید و پیروی میں اپنا دین و مذہب کھو دیا ہے۔ قوم کی کتنی نوجوان بیٹیاں بن بیاہی بیٹھی ہیں

غربت وافلاس کی وجہ سے ان کی شادیاں نہیں ہو پا رہی ہیں اور مالدار طبقہ اپنی دولت کے نشہ میں اسراف وفضول خرچی کی تمام حدوں کو پار کر جاتا ہے کیا اللہ نے اسی لئے دولت دی ہے کہ غریبوں کا خون کیا جائے ؟ان کے جذبات کو ٹھیس پہونچائی جائے کیا اچھا ہوتا کہ یہی مال جوفضول خرچ ہورہا ہے کسی غریب وبیکس کی لڑکی کی شادی کا بندوبست کرانے میں صرف ہوتا اللہ تعالیٰ انکو سمجھ دے اور دولت کو صحیح استعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ معاشرے کی اصلاح ہوسکے اور لڑکیوں کی وقت پر شادی ہوسکے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین !

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

شادیوں میں گانا بجانا اور ویڈیوگرافی

اسلام کے منافی

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد.قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَرْسُ مِنْ مَزَامِيْرِ الشَّيْطَانِ. اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ.

سامعین باوقار محترمہ معلمات عزیزہ طالبات ! آج کے اس دور میں ہم سے جہاں بہت سی کوتاہیاں ہورہی ہیں وہیں شادیوں میں گانا بجانا اور ویڈیوگرافی بھی ایک معمول بن گیا ہے بلکہ اس کو بھی ضروری سمجھا جارہا ہے۔جب کہ نبی اکرم ﷺ نے

نکاح کو سنت قرار دیا اور گانے بجانے سے تو ہر وقت منع فرمایا اور اس کو شیطانی فعل قرار دیا گیا اور شادی جو ایک دائمی عبادت ہے اس میں گانا بجانا کس قدر قبیح اور برا ہے۔

”عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ“ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جیسا کہ پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔

گانے بجانے کی کثرت قرب قیامت میں سے ہے

شادی سے ایک روز پہلی والی رات میں رشتہ دار محلّہ پڑوس والے جمع ہو کر پوری رات ناچتے گاتے، ڈیک بجا کر ادھم مچاتے ہیں جس کی برائی از ہر من الشّمس ہے، لہٰذا اس برائی پر سب سے پہلے قابو پانا ضروری ہے۔ ”وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ“ بعض لوگ وہ ہیں جو لہو الحدیث خریدتے ہیں تاکہ اللہ کے راستہ کو روکیں ان لوگوں کے لئے ذلت والا عذاب ہے۔

لہو الحدیث سے مراد گانے بجانے کی چیزیں خریدنا یا ان کو کرایہ پر لا کر استعمال کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے، گانے بجانے کی کثرت قرب قامت کی نشانیوں میں سے ہے، ایک حدیث میں حضور ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی ہے کہ اس امت کی ایک قوم آخری زمانہ میں بندر اور خنزیر بنادی جائے گی، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ لوگ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل نہ ہوں گے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں نہ ہوں گے؟ بلکہ وہ نماز روزہ حج سب کچھ کرتے ہوں گے، ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا پھر اس کی سزا کی کیا وجہ ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے گانے بجانے کو اپنا مشغلہ بنالیا ہوگا۔ (اسوۂ رسول اکرم ص ۵۱۳)

آج کل گانا بجانا کوئی معیوب تصور نہیں کیا جاتا ہے بلکہ ایک فیشن تصور کیا جاتا ہے کیا پڑھے لکھے یا ان پڑھ سبھی لوگ اس میں ایک ہوتے ہیں جس سے گانے بجانے والوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے جماعتوں میں نکلنے والے اور علماء بھی ایسی شادیوں میں شرکت کرتے ہیں اور دعوت وتبلیغ کرنے والے اور لمبی لمبی نمازیں اور تسبیحات پڑھنے والے دیندار اور مستورات بھی ایسی شادیوں میں شرکت کرتی ہیں قوم کی فکر کون کرے جب یہی لوگ جن کے ہاتھوں میں دین کی باگ ڈور ہے اسلام کے خلاف ہونے والے پروگراموں میں جائیں گے اور ان کے ساتھ نشست و برخاست رکھیں گے تو اصلاح کون کرے گا۔

چوں کفر از کعبہ برخیز　　کجا ماند مسلمانی

جب کعبہ ہی سے کفر کی صدا بلند ہونے لگے تو مسلمانوں کی مسلمانی کہاں باقی رہے گی۔ شادیوں کے موقع پر ہونے والے خرافات سے اللہ کی پناہ ہے۔

بدنگاہی تمام برائیوں کی جڑ

اس موقعہ پر بھی اختلاط مع النساء ہوتا ہے، بہت سے لڑکے لڑکیاں عشق میں مبتلا ہو کر معصیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے گھرانے برباد ہو جاتے ہیں، عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے، نبی ﷺ نے فرمایا کہ میں گانے بجانے کے آلات مٹانے کے لئے بھیجا گیا ہوں، بعض بزرگوں نے فرمایا کہ گانا زنا کا منتر ہے۔

جب عورتیں اپنے نرم و نازک لہجہ میں گائیں گی تو کیا مرد کی طبیعت اس کی طرف مائل نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے اندر بڑی کشش رکھی ہے اس لئے تو پردے میں رہنے کا شریعت نے تاکیدی حکم دیا اور مردوں کو بھی حکم دیا کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں۔ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ

ذٰلِکَ اَزْکٰی لَھُمْ اے نبی ﷺ مومن مردوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اوراپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے پاکیزگی کا باعث ہے۔ اسی طرح عورتوں کوالگ سے حکم دیا جارہا ہے۔قُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِھِنَّ وَیَحْفَظْنَ فُرُوْجَھُنَّ۔اے نبی ﷺ مومن عورتوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کرلیں اورشرمگاہوں کی حفاظت کریں اسلام نے مردوعورت کا اختلاط تو بڑی دیکھنے کوبھی منع فرمایا اب شادیوں میں جو کچھ ہوتا ہے ایک ساتھ کھانا نامحرموں سے مصافحہ کرنا وغیرہ کیسے جائز ہوسکتا ہے۔

تصویرسازی کاانجام

آج کل ہماری شادیوں کاایک لازمی جز بن گیا ہے، جب کہ جاندار کی تصویر بنانا شریعت میں ناجائز وحرام ہے، خواہ تصویر ہاتھ سے بذریعہ برش بنائی جائے یا کیمرہ موبائل کے ذریعہ، بہرصورت تصویرسازی ناجائز ہےاوراس کو پیشہ بنانا بھی حرام ہے۔ ”اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ“ ایک حدیث میں آیا ہے کہ تصویر بنانے والوں کوقیامت کے دن سب سے زیادہ دردناک عذاب ہوگااوران کومکلّف بنایا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویروں میں جان ڈال کر دکھائیں۔(بخاری شریف رص ۸۱۲رج ۲)

نبی اکرم ﷺ کاارشادمبارک ہے لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ اَوْ تَصَاوِیْرُ ۔رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتایاتصویریں ہوں۔آج کسی بھی شادی میں چلے جائیں بہت سے لوگ نکاح مسجد میں تو کرتے ہیں مگر نکاح کے نام ہونے والی دعوت اور ولیمہ کی دعوت میں سارے شیطانی کام ہوتے ہیں۔الا ماشاء اللہ بعض لوگ نیک اورمتقی ہوتے ہیں جو بالکل سادگی کے ساتھ نکاح کرلیتے ہیں تو دنیا انہیں بیوقوف سمجھتی ہے مگر کل جب آنکھیں بند ہوں گی تو

معلوم ہوگا کہ کون بیوقوف ہے آج دنیا والے ایسے لوگوں پرآواز کستے ہیں اورحدیث کی وعید سے ذرا بھی خوف نہیں کرتے۔

مسلمانوں میں بھی تصویرکشی غیروں سے کم نہیں

اس سخت وعیدکودیکھئے اوراپنی صورتِ حال کا جائزہ لیجئے تو معلوم ہوگا کہ دلہا گھر سے نکلتا بھی نہیں کہ جگہ جگہ تصویرکشی شروع ہوجاتی ہے، دوستوں کے ساتھ گھر کی چوکھٹ میں، کار میں بیٹھتے ہوئے، نماز پڑھنے جاتے ہوئے، روانہ ہوتے ہوئے، اترتے چڑھتے ہوئے، کھانا کھاتے ہوئے، غرض ہرجگہ حتی کہ نکاح کے وقت بھی یہ سلسلہ جاری رہتا ہے، جب کہ نکاح میں ایک طرف ناکح قرآن کی آیتیں پڑھ رہے ہیں اورہم دوسری طرف اس کا مقابلہ کررہے ہیں اورایک غیرمحرم آدمی دلہن کی تصویر ہرانداز سے لیتا ہے، دلہا زیارت بعد میں کرے گا، غرض شادی کے ایک ایک منظرکو محفوظ کرکے آئندہ اس سے لطف اندوز ہونے کی کوشش کی جاتی ہے، حالانکہ حدیث پاک میں فرمایا گیا ہرتصویر بنانے والاجہنم میں جائے گا اورتصویر بنانے والوں پراللہ کےرسول اللہ ﷺ نےلعنت فرمائی ہے۔

آج مسلمانوں کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ بلاضرورت ہی تصویریں کھینچاتے ہیں جب کہ بلاضرورت شدیدہ کےشریعت نےتصویرکشی کوناجائزقراردیا ہے۔سیروتفریح کے لئے پارکوں میں جائیں گے، تاریخی مقامات پرجائیں گےتووہاں پوری فیملی کے ساتھ تصویرکھینچائیں گےاورایک نہیں کئی ایک تصویرکھینچائیں گے۔اللہ تعالیٰ اوراللہ کےرسول ﷺ کابھی خوف دلوں میں نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ سمجھ عطافرمائے۔اوراحکام اسلام پرچلنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ☆

شادیوں میں خرافات کی گنجائش نہیں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِىْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا كُلُّ شَيٍ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِىْ مَوْضَعٍ. اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

پردہ نشیں معلمات بزرگ ماؤں پیاری بہنو! جس قدر زمانہ نبوت سے بُعد ہوتا جارہا ہے اسی قدر مسلمانوں میں اسلام سے دوریاں ہوتی جارہی ہیں اور اسلام کے بتائے ہوئے قوانین میں حتی کہ عبادتیں جو خالص اللہ رب العزت کے لئے ہوا کرتی ہیں ان میں بھی غیر اسلامی طور وطریقے داخل ہورہے ہیں اور رسول اکرم ﷺ نے زمانۂ جاہلیت میں رائج رسم ورواج اور خرافات کے تعلق سے فرمایا تھا کہ یہ سب

میرے پاؤں تلے روند ڈالی گئیں لیکن آج پھر مسلمان انہیں رسوم ورواج کو اپنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔شادی بیاہ میں بہت سی چیزیں دیکھنے میں آتی ہیں جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا اور ان چیزوں کی وجہ سے مسلمانوں کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔حلال وحرام کی تمیز اٹھ جاتی ہے پردے کی کوئی پروانہیں رہتی جو ساری برائیوں کی جڑ اور بنیاد ہے۔اور یہ ساری خرافات اپنے ہاتھوں سے مسلمانوں نے جنم دی ہیں۔

نوتنے کی رسم

چنانچہ شادیوں کے موقع پر بہن اپنے بھائیوں کے پاس نوتنے کے لئے جاتی ہے شادی میں شرکت کے لئے دعوت دیتی ہے اور زیادہ سے زیادہ سامان کا مطالبہ کرتی ہے خواہ بھائی غربت، پریشانی کی حالت میں ہوں، چاہے سودی قرضہ لینا پڑے، لیکن بہن کا مطالبہ پوارکرنا ضروری سمجھتے ہیں، سمجھ لینا چاہئے کہ اس طرح زور ڈال کر مطالبہ کرنا شریعت میں منع ہے، حدیث پاک میں ہے: لَا يَحِلُّ مَالُ امْرَءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِيْبِ نَفْسِهٖ. کسی مسلمان کا مال بغیر خوشدلی کے جائز نہیں ہے، لیکن آج کل لڑکیوں کو میراث نہیں دی جاتی یہ بھی بہت بڑا گناہ ہے اس سلسلہ میں بھی بہت غور وفکر کرنا چاہئے ،اور لڑکیوں کو میراث میں سے ان کا حق دینا چاہئے، غالبًا لڑکیاں اس لئے مختلف طریقوں سے مطالبہ کرتی ہیں کہ ان کا حقِ واجب صحیح طریقہ سے ادا نہیں کیا جاتا، لیکن یہ طریقہ شرعاً مذموم ہے۔اس لئے کیوں نہ ایسا کیا جائے کہ شریعت کے قانون کے مطابق لڑکیوں کو ان کا حق میراث دیدیا جائے تاکہ ان کی معاشی حالت میں سدھار پیدا ہوجائے میرے یہ کہنے کا مطلب نہیں کہ لڑکیوں کی معاشی حالت عموماً خراب ہی ہوتی ہے لیکن بعض لڑکیاں بعض دفعہ بڑی تنگدستی کا شکار ہوتی ہیں جب کہ ان کے والدین بڑے دولتمند ہوتے ہیں اور بھائی آپس میں

میراث تقسیم کر لیتے ہیں اور لڑکیاں بیچاری فقر وفاقہ اور غربت وقلاش کی شکار ہوتی ہیں اس واسطے شادیوں کے موقعوں پر ناجائز رسوم ورواج میں پیسے حاصل کرنا چاہتی ہیں۔

کارڈ چھپوانا

آج کل شادی بیاہ کی اطلاعات دینے کے لئے نہایت دیدہ زیب قیمتی کارڈ چھپوانے کا رواج عام بن گیا ہے خوامخواہ اطلاعات میں ہزاروں روپیہ فضول خرچ کیا جاتا ہے، عام سادہ کارڈوں سے کام چل سکتا ہے تو ریاء نمود ونمائش کرنا عبث ہے اور قابل ترک ہے۔ کارڈ چھپوانا تو سوائے فضول خرچی کے کوئی چیز نہیں، آج کل فون کے ذریعہ اطلاع کی جاسکتی ہے، اب رہ گئی یہ بات کہ لوگ نہیں آئیں گے اور اپنی ہتک محسوس کریں گے تو آپ اس کی فکر نہ کریں شریعت کے موافق نبی اکرم ﷺ کی سنت کے مطابق نکاح کریں اللہ تعالیٰ اس میں برکت دیں گے اور کارڈ چھپوا کر ہزاروں بلکہ بعض لوگ تو لاکھوں روپے کا کارڈ چھپوانے پر خرچ کردیتے ہیں، ایک ایک کارڈ کی قیمت ڈھائی تین سو روپئے تک ہوتی ہے کیا یہی ہمارے نبی ﷺ کا طریقہ رہا، شریعت نے اسی چیز کی ہمیں تعلیم دی؟ غرضیکہ شریعت کے خلاف بہت سے رسوم ورواج شادیوں میں لوگوں نے ایجاد کررکھے ہیں۔

لڑکی کو مایوں بٹھانا

گھر میں برادری اور کنبہ کی عورتیں جمع ہوکر لڑکی کو علیحدہ مکان میں بٹھادیتی ہیں جس کو مائیوں بٹھلانا کہتے ہیں اس میں کئی خرابیاں ہیں: (۱) یہ لازمی طور پر بٹھلانا خلاف شرع ہے۔ (۲) لڑکی کے بیمار ہونے کا اندیشہ ہے، گرمی، سردی، اندھیرا کچھ ہو، اگر لڑکی بیمار ہوگئی تو ساری شادی دھری رہ جائے گی۔ (۳) ایک مسلمان لڑکی کو تکلیف دینا اس کی آزادی کو سلب کرنا یہ اِیْذَاءُ مُسْلِمٍ حَرَامٌ کے تحت ہے، اس کا

گناہ بٹھلانے والوں کو ہوگا، اس دوران بٹنا ملا جاتا ہے جو خلاف شرع ہے۔ غرضیکہ کتنی خلاف شرع چیزوں کو ذکر کیا جائے اور آئے دن نئے نئے رواج پیدا ہوتے جارہے ہیں اور مختلف مقامات کے مختلف رواج ہیں اگر یہ دیکھنا چاہیں کہ سنت کے موافق شادی کہاں ہوتی ہے تو کوئی نمونہ ملنا مشکل ہے۔ لمبی لمبی تسبیحیں اور نفلیں پڑھنے والے بھی خاندانی رسوم ورواج سے نہیں نکل پاتے ہیں اور عذر یہ پیش کرتے ہیں کہ گھر والے مانتے نہیں۔

جوڑا کھولانا جانا

شادی سے تقریباً ایک ماہ قبل لڑکی والوں کی طرف سے ایک آدمی لال خط لے کر تاریخ مطلع کرنے کے لئے جاتا ہے اس کی آمد پر بھی اعزا اقرباء، محلّہ پڑوس والے جمع کئے جاتے ہیں، اس وقت بھی حسب موقع کھانا یا ناشتہ اور مٹھائی کا انتظام کیا جاتا ہے، جوڑا لانے والے کو انعام دیا جاتا ہے، امام صاحب یا کوئی معزز آدمی اس لال خط کو پڑھتے ہیں، اس لال خط میں ۱۰۰/روپئے وغیرہ بھی رکھے جاتے ہیں جو پڑھنے والے کو دیئے جاتے ہیں، پھر جوڑا ایک طشت میں رکھ کر لوگوں کے ہاتھوں میں گھمایا جاتا ہے، جوڑا کھولے جانے کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے، مندرجہ ذیل چند خرابیوں کی وجہ سے ناجائز ہے۔

(۱) شریعت میں کوئی ثبوت نہیں ہے۔ (۲) بلاوجہ فضول خرچی کی جاتی ہے۔ (۳) امام صاحب کو اگر خط کے پیسے بھیجنے یاد نہ رہے تو اعتراض کیا جاتا ہے۔ (۴) جوڑے میں کوئی کمی نکل آئے تو غیبتیں، برائیاں شروع ہوجاتی ہیں۔ (۵) جوڑا لانے والے کی حسب حیثیت اعزاز واکرام، خاطر تواضع نہ کی گئی یا اس کو حسب منشاء انعام سے نہ نوازا گیا تو شکوؤں شکایتوں کا باب کھل جاتا ہے، لہٰذا مذکورہ بالا

وجوہات کی بنا پر ناجائز ہے۔ہوسکتا ہے کہ آپ میں سے کسی نے بھی ان رسوم کو نہ دیکھا ہومگر بہرحال بعض جگہوں پر ایسی رسمیں پائی جاتی ہیں جن کا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے اگر ان خرافات کو پورا نہ کیا جائے تو شادی بھی پایۂ تکمیل کو نہیں پہونچ سکتی ہے۔ جب کہ ان خرافات کی وجہ سے بہت سے غریب گھرانے کے لوگ اپنی بچیوں کی شادیاں نہیں کرسکتے کیونکہ ان رسوم ورواج کی ادائیگی کے لئے ان کے پاس رقوم نہیں ہوتی اب ایسی صورت میں اگر لڑکیاں گناہوں میں ملوث ہوجائیں تو کیا اس کا وبال ان لوگوں پر نہیں ہوتا جنھوں نے فضول خرچیوں کی بنیاد رکھی ہے ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے دین تباہ ہورہا ہے لوگ دین سے متنفر ہورہے ہیں۔

منڈھے کی دعوت

شادی سے ایک روز قبل رشتہ داروں، اعزا، اقرباء محلّہ پڑوس والوں کو بلا کر دعوت دی جاتی ہے اور نکاح سے قبل سب کو کھانے سے فارغ کردیا جاتا ہے، اس میں بھی کئی خرابیاں ہیں جن کی وجہ سے اس کو چھوڑنا ضروری ہے۔

(۱) کفار سے مشابہت ہے، ہنود کا طریقہ ہے۔(۲) بخل ولالچ کی وجہ سے ایسا کیا جاتا ہے کہ رشتہ دار محلّہ پڑوس والے صرف ایک نشست میں فارغ ہوجائیں اور بخل کی شرع میں ممانعت ہے ۔ (۳) خدانخواستہ نکاح میں کوئی قدرتی یا باہمی اختلاف کی وجہ سے رکاوٹ پیدا ہوگئی تو یہ دعوت بے کار جائے گی، لہٰذا اس طریقہ کو چھوڑ کر ولیمہ کیا جائے جو کہ مسنون ہے اور اس میں حسب حیثیت دعوتیں کی جائیں، سودی قرضہ لے کر سنت ادا کرنا کوئی سمجھداری اور دینداری نہیں ہے اور ایک روز قبل جو رشتہ دار آئیں صرف ان کے لئے کھانا بنایا جائے، محلّہ پڑوس والوں کی دعوت نہ کی جائے، محلّہ پڑوس والوں کو بھی چاہئے کہ وہ بھی آکر خواہ مخواہ میں رال نہ ٹپکائیں۔

یک در گیر محکم گیر

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے صاف صاف فرمادیا کہ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ. فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں اور مسلمان فضول خرچی میں ایک قدم بھی غیروں سے پیچھے نہیں ہیں بالخصوص شادیوں میں جب کہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَاۗفَّةً وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ. ’’اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہوجاؤ اور شیاطین کے نقش قدم کی پیروی مت کرو، بلا شبہ شیاطین تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے، مطلب یہ ہے کہ صرف اسلام کا لیبل ہی نہ لگا ہو بلکہ اسلام کا ایک ایک حکم تمہاری عملی زندگی میں ایسا نہ ہو جو آدھا تیتر آدھا بٹیر معلوم ہو، کیونکہ کوئی انسان اس وقت تک کامل ایمان والا اور کامل ایمان والی نہیں ہوسکتا جب تک نبی اکرم ﷺ کی سیرت ان کی زندگی میں نہ آجائے۔

اسلام نے شادی کو ایک عبادت قرار دیا ایک موقع پر حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا اپنی بیوی سے ملنا بھی صدقہ ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعجب سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایک شخص اپنی خواہش پوری کرتا ہے کیا اس میں بھی اس کو صدقہ کا ثواب ملے گا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا اگر وہ برے مقام پر خواہش پوری کرتا تو اس کو گناہ ملتا کہ نہیں صحابہ کرام نے فرمایا کہ ملتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب حرام کو چھوڑ کر اس نے حلال راستہ اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ اسے ثواب عطا فرمائیں گے لیکن ہم نے اپنے غلط رسوم ورواج سے عبادت کو تجارت بنا کر رکھ دیا، اللہ ہم سب کو سمجھ عطا فرمائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆

ماں کی نافرمانی کا نتیجہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَقَدْقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی. وَالَّذِیْ قَالَ لِوَالِدَیْہِ اُفٍّ لَّکُمَآ اَتَعِدَانِنِیْٓ اَنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ الْقُرُوْنُ مِنْ قَبْلِیْ وَھُمَا یَسْتَغِیْثَانِ اللّٰہَ وَیْلَکَ اٰمِنْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰہِ حَقٌّ فَیَقُوْلُ مَا ھٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم.

میری بزرگ ماؤں پیاری بہنو! قرآن کریم اور حدیث شریف میں جا بجا والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم اوران کی نافرمانی کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ بیشتر مقامات پر جہاں اللہ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے وہیں والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا گیا ہےاور یہی نہیں کہ صرف امت محمدیہ ﷺ ہی کو یہ تعلیم دی گئی بلکہ گذشتہ امتوں کو بھی اس کا پابند بنایا گیا تھا چنانچہ سورۂ بقرہ میں بنی اسرائیل سے جہاں بہت سی چیزوں کے بارے میں عہد لیا گیا وہیں والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا تاکیدی حکم بھی دیا گیا ہے۔ وَاِذْ اَخَذْنَا مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰہَ، وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اورہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کروں گےاور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کروگے اسرائیلی سلسلہ کے آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول قرآن کریم نے نقل کیا۔ وَبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا اوراللہ تعالیٰ نے مجھے والدین کا فرمانبردار بنایااور مجھے سرکش ونافرمان نہیں بنایا۔

والدین کی خدمت جہاد سے بڑھ کر

بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ سے جہاد میں جانے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ان کو والدین کی اطاعت وفرمانبرداری کا حکم دیا، ایک صحابی ہیں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص یمن سے ہجرت کرکے آپ ﷺ کے پاس آیااور جہاد کی اجازت مانگی ،آپ ﷺ نے پوچھا کیا یمن میں تمہارا کوئی ہے۔ (والدین یاان میں سے کوئی) تو انہوں نے کہا کہ میرے والدین زندہ ہیں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ انہوں نے اجازت دی ہے تو انہوں نے کہانہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جاؤان سے اجازت لواگر وہ اجازت دیں تو جہاد میں شرکت کرو ورنہ ان کی خدمت کرو۔ والدین کا مقام ومرتبہ بہت ہی بڑا ہے کیونکہ والدین ہی انسان کی پیدائش اور دنیا میں آنے کا سبب ظاہری ہیں اس لئے والدین کوکبھی بھی ناراض نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیشہ ان کے اشاروں پر چلنا چاہئے ،اوران کواف بھی نہیں کرنا چاہئے ۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ بنی اسرائیل میں والدین کے حقوق کو ذکر کرتے ہوئے فرمایا اگر والدین میں سے کوئی ایک یا دونوں بڑھاپے کی عمر کو پہونچ جائیں تو ان کواف بھی مت کہواوران کوجھڑکومت اوران سے نرم بات کرو۔

مشرک والدین کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کی تاکید

والدین کے حقوق اتنے زیادہ ہیں کہ اگر وہ کافرو مشرک ہوں تو اسلامی تعلیم یہ ہے کہ دنیا میں پھر بھی ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میری ماں مدینہ آئیں حالانکہ وہ مشرکہ تھیں تو میں نے رسول اکرم ﷺ سے عرض کیا یارسول اللہ! میری ماں آئی ہیں اور مجھ سے کچھ خواہشمند ہیں یعنی میں ان کی مالی مدد کردوں تو کیا ان کے مشرکہ ہونے کے باوجود میں ان کی مدد کرسکتی ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو یہ ہے اسلامی تعلیمات جس کی نظیر دنیا کے کسی بھی مذہب میں نہیں مل سکتی ہے۔ قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا. والدین باوجودیکہ کافرو مشرک ہیں مگر دنیا میں ان کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کے ساتھ زندگی گذارو رہ گیا آخرت کا معاملہ تو وہاں ایمان وعمل صالح کی ضرورت ہے اسلئے کامیاب وہی شخص ہوسکتا ہے جو ایمان کی دولت سے مالا مال ہوگا۔

والدین کی نافرمانی کی تلافی

بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی اپنے والدین کے ساتھ نافرمانیاں کرتا ہے اور اسی حالت میں والدین کا انتقال ہوجاتا ہے تو اب آدمی کیا کرے کہ اس نافرمانی کی تلافی ہوجائے۔ اس سلسلہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آدمی برابر والدین کیلئے دعاء واستغفار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس کو فرمانبرداروں میں لکھ دیتے ہیں، ایسی بہت سی اولاد ہوتی ہے جو والدین کی نافرمانی کرتی ہے اسلئے ایسی اولاد کو چاہئے کہ والدین کیلئے خوب کثرت سے دعائیں کریں ان کیلئے ایصال وثواب وغیرہ کریں۔

حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی گذرے ہیں جو روزہ نماز کے بہت پابند تھے، جب ان کے انتقال کا وقت قریب آیا تو ان کے منہ سے باوجود تلقین کے کلمہ شہادت جاری نہ ہورہا تھا، حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کی بیوی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی بھیج کر اس کی اطلاع کرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ والدین زندہ ہیں یا نہیں؟ تو معلوم ہوا کہ صرف والدہ باحیات ہیں اور وہ علقمہ رضی اللہ عنہ سے ناراض ہیں، آپ ﷺ نے علقمہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو اطلاع دلائی کہ میں تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں، تم میرے پاس آتی ہو یا میں خود تمہارے پاس آؤں؟ علقمہ رضی اللہ عنہ کی بوڑھی ماں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتی بلکہ میں خود ہی حاضر ہوتی ہوں، چنانچہ علقمہ رضی اللہ عنہ کی ماں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے علقمہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ دریافت کیا تو بوڑھی ماں نے کہا علقمہ نہایت نیک آدمی ہے لیکن وہ اپنی بیوی کے مقابلہ میں ہمیشہ میری نافرمانی کرتا ہے، اس لئے میں اس سے ناراض ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو اس کی خطا معاف کردے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے لیکن اس کی بوڑھی ماں نے انکار کیا، تب آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرواؤ اور علقمہ کو جلادو، بوڑھی ماں یہ سن کر گھبرا گئی اور اس نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ میرے بچے کو آگ میں جلایا جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا، ہاں اللہ کے عذاب کے مقابلہ میں ہمارا عذاب ہلکا ہے۔ خدا کی قسم جب تک تو اس سے ناراض ہے نہ اس کی نماز قبول، نہ صدقہ، تو بوڑھی ماں نے کہا میں آپ کو اور تمام لوگوں کو گواہ بناتی ہوں کہ میں نے علقمہ کو معاف کردیا، آپ نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا دیکھو علقمہ کی زبان پر کلمہ جاری ہوا یا نہیں؟ لوگوں نے آکر بتایا کہ یارسول اللہ ﷺ علقمہ رضی اللہ عنہ کی زبان پر کلمہ جاری ہوگیا اور کلمۂ شہادت کے ساتھ ان کا انتقال ہوا، آپ ﷺ نے علقمہ رضی اللہ عنہ کے غسل وکفن کا

حکم دیا اور خود جنازے میں تشریف لے گئے، علقمہ کے دفن کے بعد فرمایا کہ مہاجر وانصار میں سے جس نے بھی اپنی ماں کی نافرمانی کی، اس کو تکلیف دی تو اس پر اللہ اور اس کے رسول اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو والدین کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

خواتین کا حق وراثت

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

محترمہ صدر معلّمہ، سامعین عظام! مذہب اسلام نے عورتوں کے مقام ومرتبہ کو بہت بلند کیا اور ظلم وستم کی چکی میں پسنے والی صنف نازک کو اوج ثریا پر پہونچا دیا اور جس طرح مردوں کے حقوق دئے اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق بیان فرمائے اور بطور خاص میراث میں جن کا اسلام سے قبل تصور ہی نہ کیا جاتا تھا اور عورت کو جب میراث ملنے کا وقت آتا تھا تو وراثت کے طور پر تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْهًا اے ایمان والو! تم عورتوں کے

زبردستی وارث بننا تمہارے لئے جائز نہیں اور عورتوں کو میراث میں حصہ دے کر اس کے مقام ومرتبہ کو بلند کیا۔

خواتین کو شرعی نقطۂ نظر سے ہر سطح پر اہم مقام سے نوازا گیا ہے اور زندگی کے ہر موڑ پر رعایت کی گئی ہے، خواہ لڑکیوں کی عمدہ طریقہ پر پرورش کا معاملہ ہو یا ماں کی حیثیت سے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ ہو یا ازدواجی زندگی میں عورتوں کے حقوق کی بات ہو، پیغمبر اسلام ﷺ نے حسن سلوک کے لحاظ سے ماں کے مقام کو سب سے اہم واعلیٰ قرار دیا ہے، اسی طرح لڑکیوں کی اچھے انداز میں پرورش کرنے کی بھی خصوصیت کے ساتھ تاکید کی گئی ہے، اہل وعیال کی خبر گیری اوران کی رعایت کے سلسلہ میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ''تم میں بہترین آدمی وہ ہے جو اپنے گھر والوں کیلئے بہتر ہو اور میں اپنے گھر والوں کیلئے تم سب سے بہتر ہوں''۔ (ترمذی شریف)

مومن کامل

اسلام نے عورتوں کے ساتھ خیر خواہی کی تعلیم دی شوہروں کو حکم دیا کہ اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو اور کوئی سخت غلطی کر بیٹھیں تو ان کو مارنے کی اجازت دی لیکن ایسی مار جو سخت نہ ہو اس کا اثر نہ ہو کہیں ہڈی وغیرہ نہ ٹوٹ جائے عورتوں کے ساتھ پیار ومحبت سے زندگی گذارنے کا حکم دیا۔ اِنَّ اَکْمَلَ الْمُؤْمِنِیْنَ مَا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَاَطْعَمُھُمْ بِاَھْلِہٖ تم میں سب سے کامل درجہ کا مومن وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور دینی بیوی کے ساتھ لطف ومحبت سے زندگی گذارے۔

قرآن کریم میں فرمایا گیا: ''اور عورتوں کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کرو، پھر اگر وہ تمہیں ناپسند ہوں تو ہوسکتا ہے کہ تمہیں کوئی چیز پسند نہ ہو اور اللہ اس میں تمہارے لئے بہتری رکھ دی''۔ (النساء ۱۹)

اس آیت سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں ایک تو یہ کہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا معاملہ کرنا چاہئے، دوسرے یہ کہ اگر وہ ناپسند ہوں یا ان کی کوئی بات بری لگے تب بھی شوہروں کے لئے یہ مناسب نہیں کہ ان کے ساتھ جارحانہ رخ اختیار کرنے لگیں، بلکہ اس کے باوجود ان کے ساتھ شریفانہ برتاؤ کو برقرار رکھا جائے۔ کیا ہے کہیں اس کی مثال کہ عورتوں کے ساتھ اسے شریفانہ برتاؤ کرنے کا حکم مردوں کو دیا گیا ہو، بیوی کی حیثیت ایک دوست کی سی ہے اس کے ساتھ دوستوں جیسا برتاؤ ہی کرنا چاہئے۔ دوستوں کے ساتھ ہنسی مذاق اور کھیل کود آدمی کرتا ہے اسی طرح بیویوں کے ساتھ بھی ہونا چاہئے نہ کہ غلاموں اور باندیوں جیسا معاملہ کیا جائے۔ جیسا کہ قبل از اسلام کیا جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی زوجۂ مطہرہ صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دو مرتبہ دوڑ میں مقابلہ کیا ایک مرتبہ حضرت عائشہ سبقت لے گئیں پھر کچھ زمانہ کے بعد جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بدن کچھ بھاری ہوگیا تو آپ ﷺ سبقت لے گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اب دونوں برابر ہوگئے۔

وراثت میں عورتوں کے حقوق

وراثت کی تقسیم میں خواتین کے حصوں کو قرآن مجید میں کھول کھول کر بیان کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''مردوں کا اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو اور عورتوں کا بھی اس مال میں حصہ ہے جو ماں باپ اور رشتہ داروں نے چھوڑا ہو''۔ (النساء:۷)

قرآن وحدیث میں جگہ جگہ عورتوں کے حق وراثت کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے لیکن افسوس کہ لوگ اسی میں غفلت ولا پرواہی برت رہے ہیں اگر لڑکیوں کو اپنے والد کی طرف سے میراث مل جائے تو ان کی معاشی حالت میں سدھار پیدا ہو جائے، بسا اوقات عورتیں بڑی کسمپرسی کے عالم میں ہوتی میراث میں ملنے والا

مال ان کو خوشحال بنا سکتا ہے لیکن بھائیوں کی ناراضگی کے ڈر سے مطالبہ نہیں کرتیں اور بھائی اپنا حق سمجھ کر اس کو دینا نہیں چاہتا جب کہ شرعی نقطۂ نظر سے متوفی کے مال میں بیٹے کا دو حصہ اور بیٹی کا ایک حصہ طے شدہ ہے اس لئے تقسیم میراث سے پہلے بھائی جو کھا رہا ہے وہ جائز نہیں اور عام رواج چل پڑا ہے عورتوں کو میراث نہ دینے کا۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: لَایَحِلُّ لِمَالِ امْرَیٍٔ مُسْلِمٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسِہٖ کسی مرد مسلم کا مال اس کی خوشدلی کے بغیر لینا جائز نہیں ہزاروں لاکھوں روپئے فضول خرچی میں صرف کر دیتے ہیں مگر شرعی قواعد وضوابط کے موافق مال خرچ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ سورہ نساء میں فرماتے ہیں: یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْٓ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ. اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے بارے میں تاکیدی حکم فرماتا ہے کہ لڑکے کیلئے دو حصہ اور لڑکی کیلئے ایک حصہ ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی اس قدر صراحت کے باوجود عورتوں کے تعلق سے وراثت کی بہت سی شکایتیں سامنے آتی ہیں، کم ہی لوگ ایسے دکھائی دیتے ہیں، جو وراثت میں عورتوں کے حقوق کی ادائیگی کرتے ہوں، وراثت میں عورتوں یا تمام مستحقین کی حصہ داری کی تکمیل نہ کرنا، حکم خداوندی کی صریح خلاف ورزی ہے، جس پر سخت عذاب کی سزا سنائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ’’اور جو اللہ اور رسول اللہ کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے گا، اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں ڈالے گا، جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے‘‘۔ (النساء:۱۴)

جہیز میراث نہیں بن سکتا

احکام شرعیہ کی خلاف ورزی کرنا اللہ تعالیٰ سے بغاوت کرنا اور باغی کو کہیں بخشا نہیں جاتا اگر ہمارے ملک میں کوئی شخص بغاوت کرے تو کیا ملک کے سربراہ اس کو بخشیں گے ہرگز نہیں بلکہ اس کو یا تو سولی پر چڑھا دیں گے یا عمر قید کی سزا سنا دیں گے تو

اللہ کے حدود سے تجاوز کرنے والا جو اللہ سے بغاوت کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ اسے کیسے معاف کر سکتے ہیں۔ اس لئے سلامتی اور سکون واطمینان اسی کے لئے ہے جو اللہ ورسول کے حکم کی بجا آوری کرے اور دنیا میں اگر خلاف ورزی کرنے کی وجہ سے بچ جائے لیکن آخرت میں تو ہرگز نہیں بچ سکتا۔

آج کل بعض مقامات پر شادی کے مواقع پر جہیز کی شکل میں لڑکیوں کو دیئے جانے والے سامان کا تعلق ترکہ سے جوڑا جا رہا ہے۔ یعنی والدین کی طرف سے لڑکیوں کو دیئے جانے والے جہیز کا سامان خاصی رقم کا ہوتا ہے اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جہیز دینے کی صورت میں اب لڑکی کے لئے والدین کے مال میں سے ترکہ لینے کا حق نہیں رہتا، یاد رکھنا چاہئے کہ یہ جہالت پر مبنی بات ہے اور خواہ مخواہ کا حیلہ ہے، اس لئے کہ شریعت نے وراثت کی تقسیم کا جو طریقہ بتایا ہے، یہ اس کے خلاف ہے، وراثت میت کے چھوڑے ہوئے مال پر ہے۔

لہٰذا وفات سے پہلے باپ جو کچھ بیٹی پر خرچ کرتا ہے اس کو میراث میں شمار نہیں کر سکتے ہیں جہیز میں مال دینے سے شریعت کا حکم ٹل نہیں سکتا، بلکہ میراث کا دینا ضروری اور فرض ہے۔ کثرت جہیز جس کی عام فضا بن چکی ہے شریعت سے اس کا کوئی تعلق نہیں شریعت تو کہتی ہے۔ اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤُنَۃً سب سے زیادہ برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ سب سے کم ہو۔ اسی لئے شادیوں میں بے جا خرچ کرنے کے بجائے میراث شرعی قوانین کے مطابق لڑکیوں کو عطا کر دیا کریں اس میں حکم شرع کی بجا آوری بھی ہے اور لڑکیوں کی خوشحالی بھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

حجاب مغرب کے لئے چیلنج ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

مکرمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات اور خواتین اسلام، دشمنان اسلام کو اسلام کا ایک ایک قانون کانٹے کی طرح چبھتا ہے وہ نہیں چاہتے کہ مسلمان اسلامی اصول وضوابط کے مطابق عمل کرسکیں حتی کہ شعائر اسلام پر پابندیاں عائد کرتے ہیں ۔حجاب جو مستورات کے لئے زیور ہے ہمیشہ دشمنوں کی نگاہوں میں کھٹکتا رہا ہے اور مغربی مما لک وقتاً فوقتاً حجاب پر پابندی لگانے کی بات کرتے ہیں تا کہ اپنی ہوسنا کی کا شکار ہر عورت کو بنا سکیں جب کہ حجاب کی اہمیت ایسی مسلم اور بدیہی ہے کہ اہل ہنود کی

عورتیں بھی بلا پردہ کے باہر نہیں نکلا کرتی تھیں جو عورت با حجاب باہر نکلتی ہے وہ اپنے کو محفوظ و مامون تصور کرتی ہے حجاب کے سلسلہ میں ایران کے اسلامی انقلاب کے رہبر آیت اللہ خامنہ ای نے بڑی قیمتی باتیں پیش کی تھیں انہیں کی تقریر کے چند اقتباسات آپ کے پیش خدمت ہے۔

تہران: اسلامی انقلاب کے رہبر آیت اللہ خامنہ ای نے یونیورسٹیوں اور علمی اداروں کی ذمہ دار اور مختلف میدانوں کی ماہر اور منتخب خواتین کے ایک جم غفیر کا استقبال کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ خواتین کے تعلق سے مغرب کے غلط اصولوں پر سنجیدہ تنقید کی جانی چاہئے۔

انہوں نے یوم خواتین اور سیدہ فاطمہ زہر رضی اللہ عنہا کے یوم ولادت پر منعقد ہونے والی میٹنگ میں مبارک باد پیش کرتے ہوئے بتایا کہ ایران کی تعلیم یافتہ اور منتخب خواتین کی جماعت کی موجودگی میں اس میٹنگ کا انعقاد اور مختلف مسائل خصوصاً فیملی اور عورت کے مسائل کے متعلق ان کے باریک اور روشن خیالات اس بات کی واضح علامت ہیں کہ خواتین کی عظیم تحریک کمال اور بلندی کی طرف گامزن ہے اور اسلامی جمہوریہ ایران کا نظام ایسی بلندیوں پر پہنچنے میں کامیاب ہوگیا ہے جو دانشمندی اور دور اندیشی سے متصف اور سماج کے مخصوص اور نازک مسائل میں فکر ورائے سے ممتاز خواتین کی تربیت کا مظہر ہے۔

عورتوں کے تعلق سے یورپ وامریکہ کے غلط نظریات نے ان کو ذلت وپستی کے عمیق غار میں ڈھکیل دیا ہے ۔مساوات کا نعرہ بلند کر کے عورتوں کو گھر کی چہار دیواری سے نکال کر مردوں کے مقابل کر کے ان کی عزت وناموس کو داغدار کیا اور اس طرح سینکڑوں انسانوں کی ہوس ناک نگاہوں کا شکار ہو کر رہ گئی اور کل تک جو محفوظ و مامون تھی آج خوف وہراس میں مبتلا ہوگئی۔

مغرب کی تقلید سے فیملی نظام تباہ

اسلامی انقلاب کے قائد نے کہا کہ معاشرہ میں عورت کے مرتبہ کے متعلق مغرب کا غلط کا نظریہ اور غلط سوچ خواتین کے موضوع کے متعلق آج کی دنیا کی پریشانیوں کی بنیاد ہے۔عورت کے متعلق مغرب کا یہی غلط نظریہ اس بات کا سبب بنا کہ دنیا میں عورت کا مسئلہ ایک پریشان کن مسئلہ بن گیا، رہبر انقلاب نے مزید کہا کہ اس عدم مساوات کی وجہ سے جس کی مغرب کی طرف سے تبلیغ کی کوشش کی گئی انسانیت دو حصوں میں بٹ گئی ہے، ایک حصہ مردوں کا ہے، جو فائدہ اٹھانے والا ہے اور دوسرا طبقہ عورتوں کا ہے جس کا استحصال کیا جاتا ہے۔

انہوں نے کہا کہ اس غلط اصول اور نظریہ کے مطابق اگر عورت باہر نکل کر اپنی شخصیت تلاش کرنا چاہتی ہے تو اس کو استحصال کرنے والا طبقہ یعنی مردوں کی مرضی کے مطابق تصرف کرنا پڑتا ہے، یہ اہانت خواتین پر بہت بڑا ظلم ہے کیوں کہ اس میں حقوق نسواں کا ضیاع ہے۔ اب اس کی تلافی حقوق کے پاس ولحاظ کا صرف یہی طریقہ ہے پھر عورت کو گھر کی چہار دیواری کے اندر لایا جائے اللہ رب العزت نے مرد وعورت کی ذمہ داریاں منقسم کردی ہیں ہر ایک اپنے حدود کے اندر رہتے ہوئے اپنی ذمہ داری کو نبھائے تو آئے دن کے جھگڑے اور فسادات سے آدمی کو نجات مل جائیگی مرد وزن کا آفسوں، بینکوں اور دیگر مقامات پر ایک ساتھ مل جل کر کام کرنا یہ معاشرے اور سماج کو تباہ و برباد کرنے کی سازش ہے۔

اگر معاشرے کی اصلاح چاہتے ہیں تو ضروری ہے عورتوں کو پھر سے ایک بار گھر کے اندر لائیں۔ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے عفت اور پاکدامنی کی دنیا کی کونسی خاتون ہوسکتی قرآن جس کی شہادت دیتا ہے اور روایتی دنیا تک کے لئے چیلنج ہے کہ نبی ﷺ

کی بیوی کبھی بدچلن نہیں ہوسکتی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ کسی نبی کی بیوی نے کبھی زنا نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو بھی حکم دے رہا ہے کہ گھروں میں قرار پکڑو یعنی بلا مجبوری اور بلا ضرورت گھر سے نہ نکلو۔ مگر کیا کیجئے مغرب کی گندی تہذیب کی پیروی میں ہم نے کیا کیا نہ کیا۔

علی خامنہ ای نے مغرب میں اسٹراٹیجک پالیسی بنانے والوں کی طرف اشارہ کیا جو صرف اس لئے بروئے کار لائی گئیں کہ قوموں کے افکار میں اس غلط ثقافت کو نافذ کر دیا جائے۔ مغرب کی طرف سے مسلم خواتین کے حجاب کی مخالفت مسئلۂ خواتین کے متعلق دوسرے ظالمانہ نظریہ کا غلط نتیجہ ہے۔ حجاب کے بارے میں مغرب کا کہنا ہے کہ حجاب پہننا مذہب سے متعلق مسئلہ ہے۔ اس لئے سیکولر معاشرے میں حجاب کا رواج نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن مغرب کی جانب سے حجاب کی مخالفت کرنے کی اصل وجہ یہ ہے کہ عورت کے متعلق جو مغرب کی اسٹراٹیجک اور بنیادی پالیسی ہے حجاب اس کے لئے ایک چیلنج کا باعث ہے۔

حجاب مغرب کے منہ پر طمانچہ

حجاب اہل مغرب کے منہ پر ایک طمانچہ ہے ان کی خبیث ذہنیت اور ناپاک ارادوں کے لئے حجاب ایک زبردست رکاوٹ اور سد باب ہے اس لئے وہ ہرگز نہیں چاہتے کہ کوئی عورت حجاب اور پردے کے ذریعہ اپنی عزت وناموس کی حفاظت کرسکے دراصل وہ عورت کو مساوات اور ترقی کا درجہ نہیں دینا چاہتے بلکہ اپنی غلط خواہش کی تکمیل کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے ایسے وقت میں ہماری عورتوں کے لئے اور زیادہ ضروری ہے کہ اسلام کے احکام پر پوری طرح عامل ہوں اور دشمنان اسلام کے غلط پروپیگنڈے سے ہرگز مرعوب نہ ہوں۔ اَلْاِسْلَامُ یَعْلُوْ وَ لَا یُعْلٰی اسلام غالب

رہتا ہے مغلوب نہیں ہوتا۔ ہر دور میں دشمنانِ اسلام کسی نہ کسی چیز کو لے کر اعتراض کرتے ہیں یہ کوئی نئی چیز نہیں بلکہ ابتدائے اسلام ہی سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے ہے شرارِ بولہبی

یہ کیسے ممکن ہے کہ جس دین کی حفاظت کی ذمہ داری خود مالک ارض وسما نے لے رکھی ہو اس کو کوئی شخص مٹا دے تو۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

عورتوں کے بھی حقوق ہیں

آیت اللہ خامنہ ای نے اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ فیملی ممبران کا منتشر ہونا، بغیر شادی کے مشترکہ زندگی اور غیر قانونی بچے کار جحان اور بدحال ورسوا خواتین کی تجارت کے میلان کا تیزی سے فروغ پانا یہ سب عورتوں کے استحصال پر مرکوز مغرب کے نظریہ کے مبغوض ترین نتائج ہیں۔ اس لئے اسلامی جمہوریہ کے لئے ضروری ہے کہ صریح طور پر عورت کے متعلق مغرب کے غلط پالیسیوں پر مسلسل سنجیدہ تنقید کرے اور خواتین کی حقیقی قدر ومنزلت کا دفاع کرنے کی کوشش کرے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے کہا کہ مغرب کے برخلاف فیملی اور عورت کے مرتبہ کے تعلق سے اسلام کا نظریہ بالکل واضح ہے۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے مختلف حدیثوں میں خواتین کے بلند مرتبہ پر زور دیا ہے۔ قرآن کریم نے عورتوں کے حقوق کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ

بِالْمَعْرُوْفِ. اور عورتوں کے لئے بھی اسی طرح حقوق ہیں جس طرح مردوں کے حقوق عورتوں پر ہیں قاعدے کے موافق اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حقوق کو مردوں کے حقوق سے پہلے ہی ذکر کر دیا ہے۔ اسلام سے قبل جس طرح عورتوں کو کچلا گیا اسی طرح اسلام نے اس کو اتنا ہی بلند مقام ومرتبہ عطا کیا مردوں کو حکم دیا: وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی کے ساتھ گذران کیا کرو اور نبی اکرم ﷺ نے بار بار عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرمائی اور عورتوں کو مردوں کی اطاعت وفرمانبرداری کا پابند بنایا اس لئے اگر عورتیں سکون چاہتی ہیں تو وہ گھر کے اندر شوہر کی خدمت واطاعت اور احکام شریعت کی بجا آوری میں ہے۔ دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام شرعیہ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

نوجوان نسل کل کے ماں باپ ہیں

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

محترمہ صدر معلّمہ خواتین اسلام ماؤں اور بہنو!

شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا: شعر

محبت مجھے ان جوانوں سے ہے
جو ستاروں پہ ڈالتے ہیں کمندیں

انسانی زندگی بلکہ ہر جاندار کی زندگی کے تین دور ہوتے ہیں بچپن، جوانی اور بڑھاپا۔ بچپن کا دور کھیل کود اور کھانے پینے کا ہوتا ہے اور جوانی میں کچھ ذمہ داریاں

آدمی پر آتی ہیں جوانی میں انسان کو بہت سوچ سمجھ کر اور غور وفکر کر کے قدم اٹھانے کی ضرورت ہوتی ہے کیونکہ اس کے جو بھی کام اچھے یا برے دور شباب میں اٹھیں گے وہ مستقبل کے لئے پیش خیمہ ہوں گے اسلئے ضرورت ہے کہ اس عمر میں ہر کام خیر ہی کیلئے کرے تاکہ کل کے روز جب اعضاء کمزور پڑ جائیں اور انسان مجبور محض ہو جائے تو اس کو اپنے کئے ہوئے پر پچتانا نہ پڑے۔ درحقیقت نوجوان کل کا مرد میداں، اور آنے والی نسل کا باپ ہوتا ہے، اس پر آئندہ نسل کی تربیت کی ذمہ داری ہوتی ہے اور زندگی کے ہر میدان میں وہی امت کی قیادت بھی کرتا ہے۔

امت کا نوجوان نیک وصالح اور مہذب ہوگا تو وہ امت بھی نیک وصالح اور مہذب ہوگی، اس کے برعکس اگر نئی نسل میں بگاڑ وخرابی ہے تو وہ امت بھی خراب ہوگی اس میں بگاڑ ہوگا کیونکہ نوجوان ہی معاشرہ کی روح وجان ہوتا ہے۔ نوجوان کی شخصیت ابھی مکمل نہیں ہوتی اس میں بننے اور بگڑنے کا بہت امکان ہوتا ہے اسلئے اگر اسے اچھی باتیں بتائی جائیں تو وہ ان کو قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسے نفع بھی پہونچاتا ہے اور اگر نوجوانی میں اس کی تعلیم وتربیت اور اس کو بنانے وسنوارنے کی فکر نہیں کی جاتی تو پھر وہ تباہ وبرباد ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ہمارا نوجوان انہی خطوط پر پروان چڑھتا ہے جن خطوط پر اس کے والدین اس کو پروان چڑھانا چاہتے ہیں۔

جیسا بیج ڈالوگے ویسا ہی پھل آئے گا

نوجوان کو ترقی کی راہ پر گامزن ہونے میں والدین کا رول بہت اہم ہوتا ہے والدین کی تربیت سے نوجوان راہ راست پر آ سکتا ہے اس لئے والدین کی بہت بڑی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اولاد کی تعلیم وتربیت پر بہت خاص توجہ دیں، اور اس سلسلہ میں غفلت وسستی اور کوتاہی سے ہرگز کام نہ لیں۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

معمار جب پہلی اینٹ ٹیڑھی رکھ دے گا تو وہ دیوار آسمان تک پہونچ کر ٹیڑھی ہی رہے گا۔ حدیث میں اولاد کی تعلیم وتربیت پر بہت خاص توجہ دی گئی۔ قرآن کریم میں بھی کئی جگہوں پرنوجوانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

یہی سب وجوہات ہیں جن کی وجہ سے اسلام نے نئی نسل کا بڑا اہتمام اور پاس ولحاظ کیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کونوجوانی کی عمر میں ہی نبی بنا کر مبعوث فرمایا، ورنوجوان ہی علم سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ (رواہ ابن ابی حاتم)

اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے واقعے میں ان کی قوم کی گفتگونقل کرتے ہوئے فرمایا: قَالُوْا سَمِعْنَا فَتًى يَّذْكُرُهُمْ يُقَالُ لَهٗ اِبْرٰهِيْمُ (الانبیاء:٦٠)

”بولے ہم نے ایک نوجوان کوان کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تھا جسے ابراہیم علیہ السلام کہا جاتا ہے“۔

بچوں کی تربیت میں کوتاہی نہ کریں

نبی اکرم ﷺ نے جب اعلان نبوت کیا تو اس دعوت کوقبول کرنے والے اکثر و بیشتر لوگ نوجوان ہی تھے جوانوں میں ایک جوش وجذبہ اور ولولہ ہوتا ہے وہ انقلاب برپا کرتا ہے۔ محنت کرنے کی ایک دھن اور لگن ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو معلم بنا کر مدینہ منورہ بھیجا تھا تا کہ ان کی تعلیم سے اہل مدینہ فیض یاب ہوں اور اسلام قبول کریں چنانچہ ان کی تعلیم کا بڑا اثر ہوا اور قبیلہ کا قبیلہ مسلمان ہوگیا یہ بھی ایک صالح نوجوان کی صالح دعوت کا نتیجہ تھا اسی طرح انبیائے سابقین پر

بھی ابتداءً اسلام لانے والے نوجوان ہی تھے نوجوانوں میں جب دینداری آئیگی تو معاشرے سے برائیاں ختم ہونگی نیکی کا ماحول پیدا ہوگا اور صالح و پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا اس لئے بزرگ والدین نوجوان اولاد کی تربیت میں ہرگز کسی طرح سستی نہ کریں اور یہ نہ سوچیں کہ بچے اب بڑے ہوگئے ہیں جس رخ پر اسے ڈھالیں گے اسی رخ پر وہ پڑے گا۔ آج کل بہت سے لوگوں کو یہ شکایت ہے کہ میرے بیٹے بیٹیاں جوان ہوگئیں مگر میری بات نہیں سنتی ہیں ظاہر ہے اس میں قصور والدین ہی کا ہے کیونکہ اولاد کو صحیح رخ پر نہیں ڈھالا تھا جتنا بچوں کے کھانے پینے اور آرام وراحت کا جتنا خیال کرتے ہیں اس سے کہیں زیادہ خیال کریں۔

نوجوان دین کا سرمایہ ہیں

اللہ تعالیٰ نے سورہ یوسف میں نوجوان یوسف علیہ السلام کا واقعہ بہت تفصیل سے بیان فرمایا ہے جس میں نوجوان نسل کیلئے بے شمار نصیحتیں اور فائدے ہیں۔ درحقیقت حضرت یوسف علیہ السلام نوجوان نسل کیلئے پاکدامنی، خوشنودی رب کو ہر چیز پر مقدم کرنے میں بہترین نمونہ ہیں، جب کہ ان کو اس کیلئے دنیا میں بے شمار مصائب وآلام سے دوچار ہونا پڑا لیکن انہوں نے اس کی پرواہ نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی سورہ کہف میں سات نوجوانوں کا تذکرہ کیا ہے: اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنٰهُمْ هُدًى (الکہف:١٣) ”یہ چندنوجوان اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں ترقی دی تھی“۔

اس قصہ میں نسل انسانی کے نوجوان عنصر کے لئے خصوصی پیغام اور ایک اعلیٰ نمونہ ہے، جو ہر زمانہ میں کام دے سکتا ہے، اور جو صرف دل ودماغ پر نہیں، بلکہ صلاحیتوں، حوصلوں اور عزائم پر بھی ایک تازیانہ کا کام دے سکتا ہے، وہ کبھی شبنم ٹپکاتا

ہے، کبھی پھول کی چھڑیاں لگاتا ہے۔ علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ وہ نوجوان تھے انہوں نے حق کو قبول کیا اور وہ اس حق کے حامل وداعی بن گئے، اپنے اس قلمرو سے باہر قدم نکالا اور رومی شہنشاہیت کے مرکز کے قریب جا کر دعوت پیش کی، اکثر دیکھا گیا ہے سن رسیدہ اور پختہ کار لوگوں کے مقابلے میں (جن کے پاؤں میں تجربات، مفادات، رسوم ورواج، اور خوف وامید کی بھاری بیڑیاں پڑی ہوتی ہیں اور ان کو کسی نئے تجربے اور انقلابی اقدام سے باز رکھتی ہیں) نوخیز اور جوان (جن کے پاؤں میں یہ بیڑیاں نہیں ہوتیں) اور ان کی وابستگیاں، اور ان کا Attachment ان چیزوں کے ساتھ نہیں رہتا، جن کے ساتھ عموماً بڑی عمر والوں کا ہوا کرتا ہے، نئی اور صالح دعوت کو جلد قبول کر لیتے ہیں، اس لئے اللہ اور اس کے رسول کے پیغام کو قبول کرنے والے زیادہ تر نوجوان ہی ہوتے ہیں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام قبول کرنے والے نوجوان ہی تھے، قریش کے سن رسیدہ اور پختہ کار لوگ اپنے باپ دادا کے دین پر قائم رہے ان میں چند ہی لوگ ایمان لائے۔

قَالُوْا وَجَدْنَا آبَائَنَا لَهَا عٰبِدِيْنَ ۔ جب بڑے اور سن رسیدہ لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے تو اسی طرح کی صدا لگاتے کہ ہمارے آباواجداد جس چیز کی عبادت کرتے آئے ہیں ہم اسی کی عبادت کریں گے۔ تو اس طرح آباواجداد کی اندھی تقلید میں ڈوبے رہے اور اکثروں کو اس سے نکلنے کی ہدایت نصیب نہ ہوئی اسلئے ضرورت اس بات کی ہے کہ نوجوان لڑکے لڑکیاں اپنے اندر سدھار پیدا کریں تاکہ کل جب ماں یا باپ بنیں اور اولاد کی اہم ذمہ داریاں ان کے سر آئیں تو بحسن وخوبی اس کو انجام دے سکیں۔ اللہ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

دور جہالت میں بچیوں کی زندہ درگوری

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ. وَلَا تَقْتُلُوْآ اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

محترمہ صدر معلّمہ سامعین عظام ماؤں اور بہنو! آج کی اس مجلس میں دور جہالت میں بچیوں کی زندہ درگوری، کے عنوان سے کچھ باتیں آپ کے گوش گذار کرنا ہے اسلام سے قبل لڑکیوں کو زندہ درگور کردینے کی ایک عام فضاء تھی اہل عرب میں ہمارے ہندوستان اور دیگر ملکوں کا حال بھی کچھ اچھا نہیں تھا یہاں ستی کا رواج عام تھا یعنی جس عورت کا شوہر مرجاتا اس کو اس قدر ذلیل اور بے حیثیت سمجھا جاتا تھا کہ وہ اپنی زندگی کو موت پر ترجیح دیتی تھی اور شوہر کی لاش کے ساتھ وہ بھی جل جاتی تھی اور

اگر زندہ رہتی تو ذلت وخواری کے ساتھ سینکڑوں طعن وتشنیع سن کر ہی بسر کرنا پڑتا تھا اور بعض جگہوں پر تو شوہر کے مرتے ہی رسم ورواج اور قانون کی بنیاد پر شوہر کے مرتے ہی فوراً اس کی لاش کے ساتھ زندہ جلا دیا جاتا تھا اسلام کی آمد سے صرف اہل عرب ہی کی اصلاح نہیں ہوئی بلکہ بیرون عرب عجمی ممالک میں بھی لڑکیوں اور عورتوں کو باعزت مقام ملا اور لڑکیوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت پر اسلام نے کافی زور دیا، اور لڑکی والوں کو بڑی خوشخبریاں سنائی اور لڑکیوں کو احساس کمتری سے نکال کر احساس برتری عطا کیا۔ ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت رکھ دی۔ اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہوا کہ لڑکیوں کی پرورش پر اور یتیم بچیوں کی تعلیم وتربیت پر لوگ ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے۔ مگر جیسے جیسے دور نبوت سے بعد ہوتا گیا لوگ زمانہ جاہلیت کے طور وطریق سے قریب ہوتے گئے اور بچیوں کی پیدائش پر لوگ وہ خوشی محسوس نہیں کرتے جو لڑکوں کی پیدائش پر کرتے ہیں۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد زمانۂ جاہلیت کی رسوم ومروجہ کی قدرے تفصیلی پیش خدمت ہے۔

عذرِ لنگ

جاہلیت کی سب سے زیادہ مذموم اور قبیح رسموں سے وَاَدُّالْبَـنَـاتِ اور قتل اولاد ہے۔ واد کے معنی زندہ درگور کرنے کے ہیں۔ یعنی عرب جاہلیت میں اپنی لڑکیوں کو زمین میں زندہ گاڑ دیتے تھے۔ یہ رسم بد عرب کے تمام قبیلوں میں جاری تھی لڑکیوں کے زندہ دفن کرنے اور اولاد کے قتل کرنے میں عرب کے لوگوں کی غرضیں مختلف تھیں۔ اکثر اس لئے دفن کرتے تھے کہ بعض اوقات لڑکیوں کی وجہ سے انہیں عار لاحق ہوتی تھی۔ کیونکہ عرب میں ہمیشہ کشت وقتال اور خون ریزیاں ہوتی رہتی تھیں اور عام طور پر لوٹ مار جاری رہتی تھی۔ جو فریق کسی فریق پر چڑھائی کرتا تھا۔ وہ اس کی

عورتوں اور لڑکیوں کو گرفتار کر کے لے جاتا تھا۔ اور پھر ان کے ساتھ اپنی حاجت پوری کرتا تھا۔ اس لئے ان کی حمیت اور غیرت ان کو اپنی لڑکیوں کے مار ڈالنے پر مجبور کرتی تھی۔ ''یعنی خس کم جہاں پاک'' نہ لڑکیاں ہوں گی نہ ان کی وجہ سے ان کو عار لاحق ہوگی۔ بنی تمیم اور ربیعہ اور اکثر قبائل اسی خوف سے اپنی لڑکیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے۔ تاریخ میں اس کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ بنی تمیم نعمان بن منذر کو خراج دیا کرتے تھے۔ پھر انہوں نے اسے خراج دینا بند کر دیا۔ نعمان نے اپنے بھائی ریان کو ایک دستہ فوج کا سپہ سالار مقرر کر کے ان پر چڑھائی کے لئے بھیجا۔ اس نے ان کے اونٹ پکڑ لیے اور ان کی ذریات کو قید کر لیا۔ اس کے بعد بنی تمیم کے چند معزز آدمی نعمان بن منذر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اس سے اپنی ذریات کے رہا کر دینے کی درخواست کی نعمان نے اس بارہ میں یہ فیصلہ کیا کہ عورتوں کو اختیار دیا گیا تو ان میں اختلاف ہوا بعض نے اپنے شوہروں کے ساتھ جانا پسند کیا اور بعض نے نہیں۔ انہیں عورتوں میں قیس بن عاصم رضی اللہ عنہ کی ایک لڑکی تھی۔ جس نے اپنے شوہر پر اپنے قید کرنے والے کو ترجیح دی۔ اس وقت سے قیس بن عاصم نے نذر کی کہ جو لڑکی اس کے پیدا ہوگی اس کو زمین میں زندہ گاڑ دے گا۔ چنانچہ اس نے دس سے زیادہ لڑکیاں زندہ گاڑ دیں۔

رزق کا مالک اللہ ہے

قیس بن عاصم نے زمانۂ اسلام کے بعد اپنی لڑکیوں کی زندہ درگوری کا دردناک واقعہ جو بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے آنسو بہہ پڑے لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کی یا لڑکوں کو پیدا ہوتے ہی قتل کرنے کی مختلف وجوہات تھیں بعض لوگ اپنے بچوں کو خواہ لڑکے ہوں یا لڑکی پیدا ہوتے ہی اس لئے قتل کر دیتے کہ

خود اپنے کھانے کو نہیں ہے۔ ان کو کہاں سے کھلائیں گے ایسی ذہنیت رکھنے والوں کے تعلق سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ. اپنی اولاد کو تنگدستی کے اندیشہ قتل مت کرو۔ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ہم ان کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ۔ زمین پر جتنے بھی چلنے والے ہیں سب کی روزی اللہ ہی کے ذمہ ہے۔ اور بعض لوگ صرف لڑکیوں کو قتل کرتے تھے اس عار سے کہ میں کسی کا خسر بن جاؤں گا اور میرا کوئی داماد ہو جائے یہ بھی بڑی جہالت کی بات تھی۔

زندہ درگور کرنے کی تاریخ

عرب میں سب سے پہلے جس قبیلہ نے لڑکیوں کو زندہ دفن کیا ربیعہ ہے جس کا سبب یہ ہوا کہ ان پر کسی قبیلہ نے لوٹ ڈالی جس میں ان کے ایک امیر کی بیٹی بھی لوٹی گئی۔ جب دونوں فریق میں باہم صلح ہوگئی تو اس کو اس کے باپ نے مانگا۔ ادھر سے اس کو اختیار دیدیا گیا کہ چاہے اپنے باپ کے پاس رہے، چاہے اس کے پاس رہے جس کے پاس ہے اس نے اپنے باپ پر اس کو ترجیح دی۔ اس کی اس حرکت سے اس کا باپ غصہ میں بھر گیا اور اپنی قوم کے لئے لڑکیوں کے زندہ دفن کرنے کی تجویز نکالی۔ انہوں نے اس خوف سے کہ کہیں پھر کوئی اسی قسم کا واقعہ نہ ہو۔ اس تجویز کو بخوشی منظور کیا اور رفتہ رفتہ تمام عرب میں یہ رسم پھیل گئی۔

ان دونوں روایتوں میں یہ تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ یہ دونوں واقعہ ہوئے ہوں اس طرح لڑکیوں کی زندہ درگوری کی ایک بری رسم پھیل گئی اور اسلام کے آنے اور نبی آخر الزماں ﷺ کے مبعوث کئے جانے تک یہی صورت تھی اور سب سے پہلے جس شخص نے لڑکیوں کو زندہ درگوری سے بچایا وہ مشہور شاعر ذوق کا دادا ہے

جو ظہور اسلام تک کم وبیش تین سو لڑکیوں کو زندہ درگور ہونے سے بچالیا جب اسے معلوم ہوتا کہ فلاں قبیلہ میں کوئی بچی پیدا ہوئی ہے اور وہ اسے زندہ درگور کرنا چاہتے ہیں تو ان کے پاس جاتا اور اونٹوں کے بدلہ اس بچی کو لے لیتا اور پرورش کرتا، یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ عرب کے سارے ہی لوگ لڑکیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے کیونکہ اگر سبھی لوگ زندہ درگور کرتے تو عربوں کی نسل کیسے چل سکتی؟ بہت سے اچھے لوگ تھے جو بڑے ناز سے بچیوں کی پرورش کرتے۔

سودہ بنت زہرہ کاہنہ کا قصہ

بعض لوگ فقط ان لڑکیوں کو گاڑتے تھے جو گنجی یا سانولی ہوتیں یا انہیں برص کی بیماری ہوتی یا ان کے پہلو پر داغ ہوتے کیونکہ وہ ان صفات کو موجب نحوست جانتے تھے سودہ بنت زہرہ بن کلاب کا قصہ اسی قبیل سے ہے۔ وہ قصہ یہ ہے کہ جب وہ ان صفات میں سے بعض صفات پر پیدا ہوئی اور اس کو اس کے باپ نے ان صفات پر دیکھا تو اس کے زندہ گاڑنے کا حکم دیا اور اسے حجون بھیجا تا کہ وہاں دفن کر دی جائے۔ جب گڑھا کھودنے والا اس کے لئے گڑھا کھود چکا اور اس نے اس کے دفن کا ارادہ کیا تو اس نے ایک ہاتف کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا ''اس لڑکی کو دفن نہ کرو اسے جنگل میں چھوڑ دے'' اس نے ادھر ادھر نظر اٹھا کر دیکھا تو اسے کوئی شے نظر نہ آئی جب اس نے پھر اس کے دفن کرنے کا ارادہ کیا تو پھر ہاتف کی آواز سنی۔ گڑھا کھودنے والا حیران ہو گیا اور فوراً اس کے باپ کے پاس لوٹ کر گیا اور جو کچھ سنا تھا اس سے اس کا آگاہ کیا اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکی کی کوئی عجیب حالت ہوگی اور یہ کسی بڑے مرتبہ پر پہنچے گی۔ پھر اس کو دفن کرنے کا خیال دل سے دور کیا اور ہاتف کے اشارے کے مطابق اس کو جنگل میں چھوڑ دیا۔ چنانچہ یہ لڑکی قریش کی بڑی کاہنہ

ہوئی۔ منجملہ اس کی کہانت کے ایک یہ بات ہے کہ ایک دن اس نے بنی زہرہ سے کہا کہ تم میں ایک لڑکی ایسی ہے جو نذیرہ ہوگی یا اس کے بطن سے ایک نذیر پیدا ہوگا۔ تم اپنی لڑکیاں مجھ پر پیش کرو۔ بنی زہرہ کی عورتوں نے اپنی لڑکیاں اس پر پیش کیں اس نے ان سب کو دیکھا اور ہر ایک کی بابت ایک ایک پیشین گوئی کی جو ایک زمانہ کے بعد پوری ہوئیں۔ جب اس پر آمنہ بنت وہب پیش کی گئیں تو ان کی نسبت اس نے کہا کہ یہ لڑکی خود نذیرہ ہوگی یا اس کے بطن سے ایک نذیر پیدا ہوگا۔

یہ قصہ بہت بڑا ہے جسے ابوبکر نقاش نے ذکر کیا ہے اس میں یہ بھی ہے کہ اس عورت نے جہنم کا نام لیا یہ لفظ عرب نے اس سے پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ جب لوگوں نے اس کی زبان سے یہ لفظ سنا تو اس سے پوچھا کہ جہنم کیا ہے؟ اس نے کہا جہنم کی خبر تمہیں نذیر دے گا۔ سیرت حلبیہ میں ہے کہ عبدالمطلب نے جو اپنے بیٹے عبداللہ کے لئے بنی زہرہ میں سے آمنہ خاتون کو پسند کیا اس کا باعث سودہ بنت زہرہ کاہنہ کا قول تھا جو اس نے آمنہ خاتون کے بارہ میں کہا تھا کہ اس کے بطن سے ایک نذیر پیدا ہوگا۔ یہ سودہ آمنہ کے والد ماجد وہب کی پھوپھی تھی۔ یہ لوگ فقر اور محتاجی کے خوف سے بھی اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔

یہ بھی زندہ درگوری سے کم نہیں

اگر زمانۂ جاہلیت میں لوگ اپنی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے تھے تو آج کا ماحول بھی کوئی بہت اچھا نہیں ہے۔ اسی دور میں بھی لڑکیوں کی قریب قریب وہی حالت ہے جو پہلے تھی بس طریقہ بدل گیا یہ ترقی کا دور کہلاتا ہے اس دور میں لڑکی کو پیدا ہوتے ہی ڈاکٹری چیک اپ کے ذریعہ رحم مادری ہی میں مار ڈالا جاتا ہے اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لڑکیوں کو کوڑے دان اور نالے وغیرہ میں ڈال دیا جاتا

ہے۔ اور اگر لڑکیوں کی جو پرورش کرتے ہیں تو اتنی توجہ نہیں دیتے جتنی کے لڑکوں پر جب کہ لڑکیاں اپنے والدین سے لڑکوں کے مقابلہ میں کئی گناہ زیادہ محبت کرتی ہیں معاشرے میں کافی بگاڑ آ گیا ہے۔ اس کی اصلاح کی سخت ضرورت ہے ایک اہم مسئلہ لڑکیوں کی میراث کا بھی ہے شادیوں میں فضول خرچیاں تو کرتے ہیں جب کہ شریعت نے اس سے منع کیا ہے اور میراث جس کا شریعت نے تاکیدی حکم دیا ہے اسی سے کنارہ کشی کرتے ہیں بعض دفعہ لڑکی تنگدست ہوتی اگر شرعی اصول کے مطابق میراث مل جائے تو اس کی معاشی حالت صحیح ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اسلام کے ایک ایک حکم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

لڑکیوں کے دفن اور قتل کرنے کی کیفیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَن لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَکُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْم.

سامعین باوقار میری معزز معلمات! طبقہ نسواں پر قدیم عرصہ سے ظلم وستم ہوتا چلا آرہا ہے۔قبل از اسلام ملک عرب ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کا عموماً یہی حال تھا کہ عورتوں کی کوئی حیثیت اور اہمیت نہ تھی اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی انسان ہی بنایا اور اسی کے ذریعہ کائنات کو رونق بخشی مگر معاملہ اس کے ساتھ بے جان مورتیوں جیسا بھی نہ کیا گیا۔کہیں اس کو شوہر کے مرجانے پرستی کردینے کا رواج تھا کہیں پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردینے کی رسم بدتو کہیں اس کو ناپاک اور منحوس قرار دینے کا عقیدۂ باطل تھا غرضیکہ عموماً لوگوں کی ایک گندی سوچ تھی اس سلسلہ میں عرب کے اندر لڑکیوں کے

زندہ درگور کرنے کی کیفیت عرض کرنا ہے۔لڑکیوں کے دفن اور قتل کرنے کی کیفیت مختلف تھی ایک یہ طریقہ یہ تھا کہ جب کسی کے لڑکی پیدا ہوتی اور وہ اس کو زندہ رکھنا چاہتا تو اسے صوف یا بالوں کا ایک جبہ پہنا دیتا اور چند اونٹ یا بکریاں اس کے سپرد کر کے ان کے چرانے کے لئے اسے جنگل میں چھوڑ دیتا وہ جنگل میں اس کے اونٹ اور بکریاں چرایا کرتی۔اور اگر اس کو مارنا چاہتا تو اس سے کوئی کام نہ لیتا۔جب چھ برس کی ہوجاتی تو اس کی ماں سے کہتا کہ اس کو خوب بنا سنوار کر آراستہ کر خوشبو سے معطر کر میں اس کو اس کے اقارب میں لئے جاتا ہوں پھر جنگل میں اس کیلئے ایک کنواں کھودتا اور اس کو اس کنوئیں پر لے جاتا اور اس سے کہتا کہ اس کے اندر جھانک جب وہ جھانکتی تو اس کے پیچھے سے دھکا دے کر اسے گرادیتا۔پھر اس کے اوپر مٹی ڈال کر کنوئیں کو بند کردیتا۔

لڑکیوں کے زندہ درگور کرنے کا ایک واقعہ

زمانہ جاہلیت میں ایسے بہت سے واقعات لڑکیوں کے زندہ درگور کردینے کے روایتوں کے اندر ملتے ہیں۔لوگ فقروفاقہ اور تنگدستی کے خوف سے ایسا کردیا کرتے تھے لیکن یہ حددرجہ بے رحمی اور قشاوت قلبی کی بات ہے کہ آدمی اپنی ہی اولاد کو مار ڈالے جب کہ کوئی جانور بھی اپنے بچوں کو نہیں مارتا پھر اشرف المخلوقات کہلانے والا انسان کیسے ایسی حرکتیں کیا کرتا تھا۔

روایت ہے کہ ایک شخص حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ہمارے پچھلے گناہ کیونکر معاف ہوں گے ہم لوگ جاہل اور بت پرست تھے۔اپنی اولاد کو مارڈالتے تھے میری ایک لڑکی تھی جب وہ چند سال کی ہوگئی اور جواب دینے لگی تو میں اس کے مارڈالنے کے درپے ہوا۔وہ لڑکی میری نہایت

فرمانبردار اور مطیع تھی جب میں اسے اپنے پاس بلاتا تھا وہ نہایت خوش ہوتی تھی اور دوڑ کر میرے پاس چلی آتی تھی۔ایک دن میں نے اسے بلایا اور کہا کہ میرے ساتھ چل وہ خوشی سے میرے پیچھے پیچھے ہولی میں اسے اپنے خاندان کے ایک کنوئیں پر جو میرے گھر سے بہت دور نہیں تھا لے گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر میں نے اسے اس کنوئیں میں دھکیل دیا۔وہ مجھے ابا جان ابا جان کہہ کر پکارتی رہی لیکن مجھے اس پر ذرا بھی رحم نہ آیا اور اسے دھکیل کر فوراً وہاں سے چل دیا۔رسول اللہ ﷺ اس کا یہ بیان سن کر رونے لگے اور اس قدر روئے کہ آنسوؤں سے آپ کی ریش مبارک تر ہوگئی پھر فرمایا کہ جاہلیت کی خطائیں خدا تعالیٰ نے معاف فرمائیں اب آئندہ اچھے عمل کر۔(حوالہ سنن راوی)

قبول اسلام گذشتہ گناہوں کا کفارہ

اسلام کس قدر پیارا مذہب ہے کہ اسلام لانے سے پہلے کتنا ہی گنہگار اور پاپی کیوں نہ ہو جیسے ہی اس نے اسلام قبول کرلیا اس کے سارے گناہ دھل گئے ۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:اَلْاِسْلَامُ یَھْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَہٗ ۔اسلام اپنے سے پہلے تمام گناہوں کو معاف کرڈالتا ہے،زمانہ جاہلیت میں اگر لوگ لڑکیوں کو زندہ درگور کردیا کرتے تھے تو آج جسے ترقی کا دور کہا جاتا ہے اس میں بھی لوگ بکثرت مانع حمل دوائیاں کھلاتے ہیں اور ولادت سے قبل میڈیکل چیک اپ کے ذریعہ معلوم کرلیتے ہیں کہ لڑکا ہے یا لڑکی؟ اگر لڑکی ہے تو رحم مادر ہی میں اس کو ماردیتے ہیں کیا یہ زندہ درگور کردینے سے کم ہے؟

زندہ درگور کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا

دوسرا طریقہ لڑکیوں کے گاڑنے کا یہ تھا کہ مرد نکاح کرتے وقت عورت سے یہ شرط کرلیتا کہ اگر اس کے لڑکیاں پیدا ہوں تو وہ ایک لڑکی زندہ رکھے اور ایک گاڑ

دے۔جب وہ لڑکی پیدا ہوتی جس کے گاڑنے کی شرط ہوتی تو مرد عورت سے یہ کہہ کر باہر نکل جاتا کہ میں باہر جاتا ہوں تھوڑی دیر میں واپس آؤں گا اگر تو نے میرے واپس آنے تک اسے زندہ درگور نہ کیا تو جس طرح میری ماں کی پیٹھ مجھ پر حرام ہے اسی طرح تو مجھ پر حرام ہے۔اس کے باہر چلے جانے کے بعد عورت لڑکی کے دفن کرنے کے لئے زمین میں ایک گڑھا کھودتی اور خاندان کی عورتوں کو بلواتی وہ سب اس کے پاس اکٹھی ہوجاتیں اور اسے معہ اس لڑکی کے گڑھے پر لے جاتیں اور اس کے شوہر کے آنے کی منتظر رہتیں جب وہ عورت اپنے شوہر کو واپس آتا دیکھتی تو اس لڑکی کو اس گڑھے میں ڈال دیتی اور اس کے اوپر مٹی ڈال کر گڑھا بند کردیتی یہ طریقہ قبیلہ مضر اور ربیعہ میں تھا جو فاقہ اور قید کے خوف سے ایسا کرتے تھے۔(تفسیر ابن جزیر جلد۸،صفحہ۳۵)

تعلیم نبوی کا نتیجہ

اہل عرب اسلام لانے سے پہلے ایسی حرکتیں کیا کرتے تھے لیکن جیسے اسلام آیا اور اس نے لڑکیوں کی تربیت اور پرورش پر زور دیا تو زمانہ جاہلیت کی ساری رسوم مروجہ داستان پارینہ بن کر رہ گئیں اور وہی لوگ جو لڑکیوں کو زندہ دفن کردیا کرتے تھے لڑکیوں کی پرورش پر ایک دوسرے پر سبقت کرنے لگے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:شعر

خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے رہبر بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کردیا

یہ آپ ﷺ کی اعلیٰ تعلیم کا نتیجہ تھا جس نے عرب کے بدوؤں کو جو صرف اونٹ چرانا اور لڑائی جھگڑا ہی کرنا جانتے خون خرابہ قتل وغارت گری جن کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی آپ علیہ السلام کی تعلیم کے نتیجہ میں دنیا کے فرمانبردار معلم اور رہبر بن گئے۔

بعض لوگ اس طرح بھی لڑکیوں کو مارتے تھے کہ وہ ان کو پہاڑ کی چوٹی یا اونچی جگہ سے نیچے گرادیتے تھے چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں اس وقت سے اب تک مجھے اسلام میں کچھ لذت محسوس نہیں ہوتی۔ جس کا سبب یہ ہے کہ جاہلیت میں میری ایک لڑکی تھی میں نے اپنی بیوی کو حکم دیا کہ اس لڑکی کو خوب آراستہ کر جب وہ آراستہ کر چکی تو میں اس کو ایک بہت گہرے نالہ پر لے گیا۔ اور اسے میں نے اس میں گرادیا۔ گرتے وقت اس نے یہ کلمہ کہا کہ ابا جان تم نے مجھے مار ڈالا جب مجھے اس کا یہ قول یاد آتا ہے تو مجھے کوئی شئے اچھی نہیں معلوم ہوتی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاہلیت کے تمام گناہ اسلام نے مٹادیئے اور گناہوں کو استغفار مٹادیتا ہے۔ یہ بھی طریق تھا کہ بعض لڑکیوں کو ڈبو دیتے تھے اور بعض ذبح کر ڈالتے تھے۔

طبقۂ نسواں پر اسلام کا احسان عظیم

نبی اکرم ﷺ کا احسان ساری کائنات پر ہے ہی مگر طبقہ نسواں پر سب سے زیادہ ہے کیونکہ اگر نبی کریم رحمت اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم نہ ہوتی تو دنیا تباہی و بربادی کے عمیق غار میں چلی جاتی اور آج جو حالت عورتوں کی ہے اس سے کہیں زیادہ بری حالت ہوتی آج اہل مغرب نے آزادئ نسواں اور مساوات کا نعرہ بلند کر کے درحقیقت عورتوں کا خون چوسا اور ان کی عزتوں سے کھلواڑ کیا اس نے مرد و عورت کے لئے جو ذمہ داریاں سونپی تھی اس کو بالائے طاق رکھ کر غیروں کی تقلید اور ان کی سہ لیسی کرنے میں اپنی عزت اور فخر محسوس کرنے لگے ہیں۔ نتیجہ نظروں کے سامنے ہے نہ مرد کو سکون نہ عورت کو قرار اگر چاہتے ہیں کہ سکون و اطمینان کی زندگی بسر کریں تو اسلامی تعلیمات اختیار کرنا لازم ہے۔

زندہ درگور کرنے کا اخروی انجام

اسلام نے سینکڑوں برس کی اس قبیح اور جاہلانہ رسم کو ایک آن میں مٹادیا۔ آیات قرآنی اور احادیث نبوی ﷺ میں انواع و اقسام کی مذمت بیان کی گئی ہے اور ایسے ناخدا ترس ظالموں کو سوائے دوزخ کے اور کہیں ٹھکانا نہیں دیا گیا۔ قرآن مجید میں اس فعل کی ممانعت میں متعدد آیات موجود ہیں۔ مثلاً وَلَا تَقْتُلُوْآ اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ، قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ، "محتاجی کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرو وہ لوگ بڑے بے نصیب ہیں جنہوں نے بغیر علم کے جہالت سے اپنی اولاد کو مار ڈالا۔ لیکن جس آیت میں سب سے زیادہ اس فعل پر وعید آئی ہے وہ یہ آیت ہے۔ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَيِّ ذَنْبٍ قُتِلَتْ. "یعنی اس لڑکی سے جو زندہ دفن کی گئی ہے پوچھا جائے گا کہ تو کس گناہ میں ماری گئی تھی"؟۔

اس آیت شریفہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ زندہ درگور کرنے والا خبیث اس قابل ہے کہ اس کی طرف نہ التفات کیا جائے اور نہ اس سے اس بارے میں پوچھ گچھ کی جائیگی۔ بلکہ فقط مظلوم لڑکی کی بیان سے ایک طرفہ کاروائی کر دی جائے گی اور اسی کے بیان پر اس خبیث کو دوزخ میں بھیج دیا جائے گا۔ جس طرح حضرت عیسی علیہ السلام کے مخالفین اس قابل نہیں ہیں کہ ان سے کچھ باز پرس کی جائے فقط حضرت عیسی علیہ السلام کا بیان لے کر ان دشمنوں کو دوزخ میں داخل کر دیا جائے گا۔

آج مسلمانوں کے دل سے بھی اسلامی تعلیمات کی اہمیت وقعت دل سے نکلتی جارہی ہے اور لڑکیوں کے تعلق سے مسلمانوں کا نظریہ بھی کچھ اچھا نہیں ہر دادی پوتے ہی کی خواہش کرتی اور پوتی کی پیدائش پر وہ خوشی محسوس نہیں کرتی جو پوتے کی پیدائش پر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس غلط سوچ سے مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆

حجاب میرا زیور ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یٰبَنِیْٓ آدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَیْکُمْ لِبَاسًا یُّوَارِیْ سَوْاٰتِکُمْ وَرِیْشًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

محترمہ صدر معلّمہ خواتین اسلام سامعین باوقار اور عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو!
آج کے اس اجلاس میں پردے کے تعلق سے ایسی خاتون کا تذکرہ کرنا ہے جس نے سیاست میں رہ کر بھی اسلام کے قوانین کو اپنایا اور لوگوں سے ہمیشہ پردہ ہی کیا۔

جناب محمد منظور احمد بنگلوری لکھتے ہیں کہ ایک عجیب منظر کا تصور فرمایئے جس میں دوسو سے زیادہ شیوسینا مہاراشٹرا ''نونرمان سینا'' کانگریس اور دوسری پارٹیوں کے کارپوریٹرس ممبئی میونسپل کارپوریشن کے مسائل کے متعلق نعرے بلند کررہے ہیں۔

ان میں حجاب پہنی ایک خاتون آفرین بھی شامل ہے۔ آفرین دونو خیزوں کی ماں ہے۔ فیاض احمد کی بیوی ہے۔ محترمہ کانگریس پارٹی سے منتخب ممبئی میونسپل کارپوریشن کی رکن ہیں۔

محترمہ آفرین ایک پارسی خاندان میں پیدا ہوئیں۔ جنوبی ممبئی کے ایک بہترین اسکول کی تعلیم یافتہ، جناب فیاض احمد سے بیاہی گئیں۔ آفرین کی داستان حیات بہت دلچسپ ہے۔ آفرین نے ۱۸ سال کی عمر میں مذہب اسلام اختیار کیا اور اس وقت مہاراشٹرا کے لیجسلیٹر اسمبلی کے رکن فیاض احمد سے شادی کی۔ گھریلو خاتون خانہ داری کی زندگی بس کرتی رہیں جب وہ مادھواپور حلقہ کی خواتین کے لئے محفوظ نشست کی کارپوریٹر بن گئیں۔

سیاسی حالات نے محترمہ کو گھر چھوڑ کر کارپوریشن کے کاموں میں مصروف رہنے پر مجبور کردیا حالاں کہ مسلمانوں کے لئے خصوصاً مسلم خواتین کے لئے یہ ایک آزمائش تھی۔ اپنے کارپوریٹر کو دیکھے بغیر یا ملے بغیر ان کے ووٹ کا معاملہ کچھ آسان نہیں تھا۔ ایک مقامی سماجی کارکن ۳۰ سالہ امتیاز احمد کا کہنا ہے کہ محترمہ آفرین کو کسی نے بھی دیکھا نہیں ہے سب جانتے ہیں کہ سب کا کام ہوجاتا ہے۔

آفرین اپنے حلقوں کے عمائدین سے گفتگو کے دوران یہ فرماتی سنی گئیں کہ 'حجاب میرا زیور ہے اور سامان آرائش ہے۔ میرے حلقے کے لوگوں کی خدمت میں وہ کبھی مانع نہیں ہوتا۔ وہ مزید فرماتی ہیں کہ 'ساری ہمت انہیں اللہ سے عطا ہوئی ہے۔ اور ان کے شوہر فیاض احمد ان کے لئے بڑا سہارا ہیں''۔

کارپوریشن میں سینکڑوں لوگوں کے ساتھ کام کرنے کے تجربے کا ذکر کرتے ہوئے محترمہ آفرین نے کہا کہ پہلے مجھے کچھ تکلیف ہوئی اب ان سب کے متفقانہ

روپے نے میری مشکل آسان کردی ہے۔سب میری عزت اورتحفظ کا خیال رکھتے ہیں۔کبھی کبھی توقع سے زیادہ میری خاطر مدارت کرتے ہیں۔

مہاراشٹرا اور خصوصاً میونسپل کارپوریشن میں صرف مراٹھی اخبار مشکلات کا ذریعہ ہے۔اگر کسی کو اپنا کام نکالنا ہوتو مراٹھی زبان سے گزرنا ہوتا ہے۔لیکن الحمد للہ مجھے مراٹھی کے ساتھ انگریزی، گجراتی اور ہندی اچھی طرح بولنا آتا ہے۔آفرین کہتی ہیں کہ ان کے کام نکل جاتے ہیں۔

پاک صاف پانی کی فراہمی: راستوں اورموریوں کا انتظام آفرین کے ایجنڈے میں سرفہرست مقام کے متقاضی ہیں۔ان معاملات نے انہیں بہت ستایا ان کی فراہمی کے مسئلے نے انہیں اپنے گھر سے باہر پھینکوا دیا تھا۔پانی کی فراہمی کا انتظام یکا یک ناکارہ ہوگیا تھا۔لوگ آدمی رات کو چار بجے پانی جمع کرنے پر مجبور ہوگئے تھے۔آفرین کی انتخابی مہم بہت مشکل مرحلے کا رشکار ہوگئی تھی۔اس واقعہ نے انہیں بہت رلادیا۔پھر ہمت سے کام لیا۔اپنے شوہر اور بہنوئی کی مدد سے الیکشن میں آخرکار کامیاب ہوگئیں۔اس کامیابی کے بعد ان کا کارنامہ پوسٹ مارٹم کے دوران ایک ڈاکٹر اور ایک مزدور کا تقرر قرار پایا۔انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ ایک حادثے میں ایک ۲۰ سالہ لڑکی کا انتقال ہوگیا تھا اور مجھے لاش حاصل کرنے کے لئے ہسپتال جانا پڑا تھا۔میں نے دیکھا کہ ایک شخص اس مردہ لڑکی کا جسم ڈھانک رہا ہے فطرتاً اس کے ہاتھ غریب ننگے مردہ جسم کو چھو رہے ہیں۔یہ دیکھ کر وہ کانپ گئی۔انہوں نے فیصلہ کرلیا کہ اس معاملے میں ایک تجویز وزیر اعظم کو بھیجیں گی۔مسلمانوں کی پسماندگی کے متعلق ان کا ماننا تھا کہ تعلیم اور ملازمت سے واقفیت انہیں قوت بخشے گی۔آفرین اپنے شوہر کی مدد سے راشن کارڈوں کے معلوماتی کیمپوں OBC سرٹیفکیٹوں انتخابی مہموں کے متعلق تنظیمات کا اہتمام کرتی ہیں۔یہ ایک کارپوریٹر کے لئے کارناموں کی انتہائی

ہوتی ہے۔ہم مسلمانوں کی اکثریت نہیں جانتی کہ ان دستاویزات کو کیسے حاصل کریں۔ان کا پیشگی حصول ہی انہیں حکومت کی تمام سہولتوں، مثلاً اسکالرشپ کے منصوبوں اور ملازمتوں کی معلومات سے واقفیت فراہم کرادیگی۔محترمہ آفرین نے اپنے علاقہ میں خواتین کے لئے ایک مستقل رہنما مرکز قائم کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔محترمہ نے مزید کہا کہ وہ اوران کے والینٹرز گھر گھر جا کر آگاہی مہم کے ذریعہ سب کو ضروری دستاویزات حاصل کرنے کی سہولتیں فراہم کروائیں گے۔آفرین مردوں کی تسلط شدہ سیاست میں خواتین کی مشکلات سے اچھی طرح واقف ہیں۔یہ ایک اضافی قابلیت ہے۔وہ مانتی ہیں کہ تمام سماجی اورٹیکنیکل کام وہ خود انجام دیتی ہیں اور ان کے شوہر اور دوسرے سب کاموں میں خصوصاً سیاست کے زمرے میں شامل کاموں میں ان کا ساتھ دیتے ہیں۔کارپوریشن میں مسلمانوں کے ریزرویشن کے سوال پر وہ کچھ تذبذب میں تھیں مگر ان کے شوہر فیاض احمد شدت کے ساتھ بل کی مخالفت کی جوان کی اپنی پارٹی نے پیش کی تھی۔

سارے انبیاء کی سنت ہے داڑھی

ایسی خواتین آنے والی نسلوں کے لئے نمونہ ہیں کہ اس پرفتن دور میں بھی مگر کوئی شخص اسلامی احکام پر عمل پیرا ہوکر زندگی گذارنا چاہے تو کوئی مشکل کام نہیں۔

اگر ہمت کریں تو کیا نہیں انسان کے بس میں
یہ ہے کم ہمتی جو بے بسی معلوم ہوتی ہے

ہمت وکوشش کریں تو اللہ تعالیٰ راہیں کھول دیتے ہیں آج پردے کے تعلق سے غیروں کی طرف سے اعتراضات ہوتے ہیں آئے دن اسکولوں اور کالجوں میں مسلم لڑکیوں کے اسکارف اور برقعے کی پابندی کی واردات آتی رہتی ہیں اس کی ایک بڑی

وجہ یہ ہے کہ مسلم خواتین خود ہی پردے کا اہتمام نہیں کرتی ہیں گویا ہم ہی اپنے ہاتھوں اسلام کو نقصان پہونچا رہے ہیں اگر ہم مضبوطی سے اسلام کے احکام پر عمل کریں تو ہرگز دوسروں کو پابندی لگانے اور اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ایک سکھ جس کا مذہب باطل ہے مگر وہ ایسا پکا ہوتا ہے کہ کہیں بھی چلا جائے مگر اپنی مذہبی شناخت کو برقرار رکھتا ہے اور کوئی اس پر انگلی نہیں اٹھا سکتا اور ہمارے مسلمان بھائیوں کا یہ حال ہے کہ داڑھیاں منڈائے اور غیروں کے طریقے پر پینٹ شرٹ پہن کر ٹائی لگائے پھرتے ہیں کیا ہمارے نبی ﷺ کا چہرہ یہی تھا کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کوئی ایسا تھا جس نے چہرے پر استرہ چلوایا ہو۔داڑھی سارے انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔داڑھی صلحا اور نیک لوگوں کی پہچان ہے لیکن افسوس ہے کہ نبی کے چہرے سے نفرت صلحا اور بزرگوں کے پرانوار چہرے سے بیزار ہیں ہم کو کامیابی کہاں سے ملے؟

غیر محرم رشتہ دار سے بے پردگی زیادہ خطرناک

یہی حال گھر کی خواتین کا بھی ہے پردے کا کوئی نظم نہیں شریعت نے جس سے پردہ کرنے کا حکم دیا ہے ان سے پردہ کرنا فرض ہے اگر پردہ نہیں کریں گی تو گنہگار ہونگی اور آج کل جو مختلف فتنے مرد وعورت کی بدکاری کے تعلق سے رونما ہوتے ہیں اس کی ایک بڑی وجہ عورتوں کا بے پردہ گھومنا پھرنا اور اپنے قریبی غیر محرم رشتہ داروں سے بے حجاب ملنا جلنا بھی ہے ایک دفعہ نبی اکرم ﷺ کے پاس دو ازواج مطہرات بیٹھی ہوئی تھیں اتنے میں ایک نابینا صحابی ام مکتوم رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان سے پردہ کرو تو ان دونوں ازواج مطہرات نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ نابینا نہیں ہے یہ تو ہم کو دیکھ نہیں رہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا ان کو دیکھ نہیں رہی ہو؟ غور کرنے کا مقام ہے۔کہ ایک طرف

امت کی مائیں ہیں اور خود نبی اکرم ﷺ پردہ کرنے کا حکم فرما رہے ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ صرف امت کو تعلیم دینے کے لئے ہے آج پردے کی بڑی سخت ضرورت ہے اس کے بغیر صالح و پاکیزہ معاشرے کی تشکیل نہیں ہوسکتی ہے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام اسلام پر مضبوطی سے عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

خواتین کا کردار اسوۂ حسنہ کی روشنی میں

﴾ ۱ ﴿

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

عفت مآب خواتین اسلام، معزز معلمات عزیزہ طالبات اور سامعین باوقار!

آج میری تقریر کا موضوع ہے خواتین کا کردار اسوۂ حسنہ کی روشنی میں۔ صنف نازک کو جو مقام ومرتبہ ملنا چاہئے تھا اور جس قدر ومنزلت کی حامل تھی آج اس کو وہ مقام ومرتبہ نہیں دیا جارہا ہے اور اسلام سے قبل خواتین کے ساتھ جو سلوک کیا جاتا تھا آج

کے ترقی یافتہ دور میں اس سے کچھ اچھا سلوک نہیں کیا جارہا ہے۔ عورتوں کے کردار کو مجروح کیا جاتا ہے ان کے جذبات کو ٹھیس پہونچائی جاتی ہے اگر غیر اپنی خواتین کے ساتھ ناروا سلوک کریں تو باعث حیرت واستعجاب نہیں مگر جو اسلام کے ماننے والے ہیں اور اپنے آپ کو اسلام کا پیروکار اور مومن ومسلم کہتے ہیں وہ بھی اپنی خواتین کے ساتھ بعض دفعہ بڑا ناروا سلوک کرتے ہیں جب کہ عورت کی تخلیقی صلاحیتوں کی جس بھرپور انداز میں قدردانی اسلام نے کی اس کی مثال کسی دوسرے مذہب میں ملنا مشکل ہے۔ کارخانۂ قدرت میں رب کریم نے اپنی ذات کی بہترین تخلیقی صلاحیتوں سے اپنی بندیوں کو نوازا اور اس شعبہ حیات میں نہ صرف اسے یکتا کیا بلکہ اس کی ان صلاحیتوں کی بنا پر اسے عظمتوں کی تمام تر بلندیاں عطا کیں۔ اس کی خدمات کا اعتراف ہی نہیں کیا بلکہ اس کی جزاء سے بھی نوازا اور ہادی کائنات ﷺ سے سوال کیا گیا کہ ماں باپ میں سے کس کا حق زیادہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا ماں کا۔ تین مرتبہ یہی جواب فرمایا چوتھی بار باپ کا نام لیا۔ عورت جب اپنی فطرت کے قریب ہوتی ہے اور اپنے فرائض منصبی ادا کرتی ہے تو عورت صرف عورت نہیں بلکہ وہ تعلیم کا بحر بیکراں اور ایک دانش کدہ ہوتی ہے جس سے بڑے بڑے عالم، سائنسداں، دانشور، بہادر جرنل، تاجر وحاکم فیض پاتے ہیں۔

جو بھی انسان دینی یا دنیوی ترقی کرتا ہے اگر آپ غور کریں تو اس کے پیچھے کسی صنف نازک ہی کا عمل کارفرما ہوتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ جن کے نام سے آج کون شخص ناآشنا ہے ماں کی نصیحت پر عمل کرنے کی وجہ سے بڑے بڑے ڈاکوؤں کو ہدایت مل گئی خود نبی کریم ﷺ کا کتنا ساتھ دیا ام المومنین حضرت خدیجہ الکبری ؓ نے ایسے وقت میں جب کہ پورا مکہ آپ ﷺ کا مخالف تھا ہر شخص دشمن بنا ہوا تھا ایسے وقت میں حضرت خدیجہ الکبری ؓ ہی مونس وغمخوار اور سچی رفیقۂ حیات تھیں۔

بچپن کا سبق بڑھاپے تک کام آتا ہے

ایک ماں اپنے بچے کو صرف دودھ ہی نہیں پلاتی بلکہ اس کے دل ودماغ میں اپنے جذبات واحساسات کی ایک دنیا بھی منتقل کرتی رہتی ہے۔ بچہ اوائل حیات میں ماں کے اشارۂ ابرو، گوشہ چشم اور حرکات وسکنات سے جو تعلیم حاصل کرتا ہے وہ زندگی بھر اس کے ساتھ رہتی ہے۔ بچے کے لاشعور اور تحت الشعور کی دنیا میں ماں کی سب باتیں جذب ہوتی رہتی ہیں وہ اپنی ماں سے صرف زبان ہی نہیں سیکھتا بلکہ بے شمار دوسرے خیالات ونظریات بھی اخذ کرتا رہتا ہے۔ اس کے بعد بچپن اور لڑکپن کے دور میں اگرچہ وہ گھر سے باہر بھی آجاتا ہے اور کھیلتا کودتا بھی ہے لیکن اپنی ماں کی شخصیت کے گہرے اثرات سے بے نیاز نہیں رہتا۔ اس لئے ماں کے اوپر بڑی ذمہ داریاں بھی ہوتی ہیں جو خصائل وعادات ماں کی ہونگی بچے بھی وہی سیکھیں گے اور بچپن میں جو کچھ سیکھیں گے تاحیات اس کے اثرات رہیں گے گویا کہ ماں کی گود بچے کے لئے پہلا مدرسہ اور تعلیم گاہ ہے اگر بچپن میں ماں کی تربیت صحیح نہیں تو خود ماں کے لئے بھی نقصان دہ ہے اور بچوں کا مستقبل صحیح نہیں ہوگا۔

اسلام نے خواتین کو ترقی سے منع نہیں کیا

مسلمان ماں اپنے بچے کی شخصیت پر جو اثر ڈالتی ہے اس پر تاریخ ہمیشہ فخر کرتی ہے اور اپنی ماؤں کی مثالیں تاریخ کا زریں باب ہیں۔ تمام صحابیات رضی اللہ عنہن نے اس ضمن میں روشن مثالیں قائم کیں۔

اللہ تعالیٰ کے رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو مملکت کی فلاح وبہبود کے کاموں میں حصہ لینے سے منع نہیں فرمایا۔ وہ ان کاموں میں حصہ لے سکتی ہیں اور فی الواقع لیتی

رہی ہیں۔ دور رسالت ﷺ کا واقعہ ہے کہ مسجد نبوی ﷺ میں منبر نہیں تھا۔ ایک خاتون نے حضور ﷺ سے عرض کیا میرا ایک غلام بڑھئی ہے اگر اجازت ہو تو کوئی اونچی چیز بنوادوں جس پر بیٹھ کر آپ ﷺ خطبے دے سکیں آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں منبر بنوادو''۔

اللہ رب العزت نے فرمایا: وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ. اور عورتوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آؤ اور نبی کریم ﷺ نے عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ وَأَنَا خَيْرُكُمْ لِأَهْلِي ۔ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو اپنی بیوی کیلئے سب سے بہتر ہو اور میں تم میں اپنی بیوی کیلئے سب سے بہتر ہوں کتنی پیاری تعلیم ہے مذہب اسلام کی اور کس قدر مشفق ومہربان ہیں۔ نبی اکرم ﷺ اپنی امت پر اور چاہتے ہیں کہ میری امت شفقت ومحبت کے ساتھ زندگی بسر کرے اور ہر موقع پر امت کی رہنمائی بھی فرماتے ہیں۔

سرور کائنات ﷺ نے ہر قدم پر خواتین کی دل جوئی کی اور انتہا درجے کے حسن سلوک کا مظاہرہ کیا تاکہ عورت میں اخلاقی پختگی اور اس کی سیرت کی تعمیر احکام الٰہی اور تعلیمات نبوی ﷺ کے عین مطابق ہو۔

غزوات میں صحابیات کی خدمات

اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کی خاطر خواتین اسلام نے دشمن کے خلاف محاذ جنگ پر اپنی خدمات انجام دیں۔ غزوہ احد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ام سلیط رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا مشک بھر بھر کر پانی لاتیں اور زخمیوں کو پلاتی تھیں۔ اسی غزوۂ میں ایک موقع پر کافروں نے بھرپور حملہ کیا تو اس وقت حضور ﷺ کے ساتھ چند جانثار صحابہ رضی اللہ عنہم رہ گئے۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئیں اور کفار کے حملے کو تیروں کی بوچھار اور تلوار سے روکتی رہیں۔ ایک حملہ آور کا

وار تو اس بہادری سے روکا کہ کندھے پر زخم بھی آیا۔ حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا نے بھی تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لئے اسے نقصان نہ پہنچا۔

دور اسلام کی عورتوں میں جرأت ودلیری آج کل کے مردوں سے بھی کہیں زیادہ تھی حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کی بہن نے نقاب پوش ہوکر لڑائی میں کفار کا مقابلہ میں اہم کردار ادا کیا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے خیمہ کا ستون اکھاڑ کر ایک یہودی کا کام تمام کر دیا۔

دشمنان اسلام کو ناکام بنانے میں خواتین نے جتنا براہ راست حصہ لیا ہے اس سے کہیں زیادہ بالواسطہ باطل قوتوں کا مقابلہ کیا ہے۔ اگر اس نے میدان جنگ میں تیر نہیں چلائے تو دشمن پر تیر اندازی کرنے والے ہاتھوں کو تیر فراہم کئے ہیں۔ اگر اس نے تلوار نہیں اٹھائی تو تیغ زنی کے قابل بنایا ہے۔ وہ گرتے تو یہ سہارا ہوتیں۔ وہ بھوکے پیاسے ہوتے تو یہ ان کے لئے پانی کا انتظام کرتیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا غزوہ احد کے موقع پر مشکیزے میں پانی بھر بھر کر لاتیں اور زخمی مجاہدین کو پانی پلاتیں اور ان کی مرہم پٹی کیا کرتی تھیں اور مختلف غزوات میں عورتیں مجاہدین کی مرہم پٹی کے لئے شریک ہوا کرتی تھیں۔ اور حضرت اقبدہ رضی اللہ عنہا تو لیڈی ڈاکٹر ہی تھیں جو عورتوں کا علاج کیا کرتی تھیں مسجد نبوی میں خیمہ لگتا تھا اور مریضوں کو دوائیں دیتی تھیں غرضیکہ دور نبوت میں عورتیں ہر میدان میں آگے آگے تھیں مگر اسلامی قوانین وضوابط کے حدود میں رہ کر اور پردے کا لحاظ کر کے یہ امور انجام دیا کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دور نبوت کے برگزیدہ شخصیات کی اتباع کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

خواتین کا کردار اسوۂ حسنہ کی روشنی میں

﴿ ۲ ﴾

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

عفت مآب خواتین اسلام معزز معلمات عزیزہ طالبات اور سامعین باوقار! آج میری تقریر کا موضوع ہے خواتین کا کردار اسوۂ حسنہ کی روشنی میں گذشتہ اجلاس میں بھی اسی عنوان کے تحت کچھ ضروری باتیں عرض کی تھیں آج بھی اسی تعلق سے کچھ اہم معروضات آپ کی خدمت میں پیش کرنی ہیں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے تعلق سے تو بہت

بیانات ہوتے ہیں البتہ صحابیات کا اتنا زیادہ تذکرہ نہیں ہوتا جب کہ صحابیات رضی اللہ عنہن نے بھی دین کی خاطر بڑی قربانیاں دی ہیں اور لڑائی وغیرہ میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی تھیں زخمی مجاہدین کی مرہم پٹی کیا کرتی اور پیاسوں کو پانی پلایا کرتی تھیں اور ایک نہیں بلکہ بہت سی صحابیات تھیں جو اس اہم کام کو انجام دیا کرتی تھیں۔

جنگوں میں خواتین کا قابل فخر کارنامہ

چنانچہ غزوۂ احد میں حضور کے دندان مبارک شہید ہوگئے۔ چہرہ مبارک پر بھی زخم آئے تو سیدۃ النساء حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جب دیکھا کہ میرے ابوجان کے چہرہ مبارک سے خون جاری ہے دوڑتی ہوئی آپ ﷺ کے پاس پہنچیں حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی لائے اور سیدۃ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے چہرۂ انور کو دھویا مگر جب خون نہ رکا تو چٹائی کا ٹکڑا جلایا اور پھر اس کی راکھ زخم پر لگادی جس سے اللہ کے رسول ﷺ کے زخم سے خون رک گیا۔ (سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ شبلی نعمانی)

جنگ یرموک میں بھی خواتین کا کردار قابل فخر تھا۔ اس غزوہ میں اسماء رضی اللہ عنہا بنت ابی بکر، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا اور حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے نہایت جرأت اور دلیری کا مظاہرہ کیا۔ انہی خواتین کی بروقت حوصلہ افزائی سے مجاہدین کی رگوں میں بجلی دوڑنے لگی اور پسپا ہونے والوں نے پیچھے پلٹ کر اس جرأت وشجاعت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھرپور حملہ کیا کہ ہاری ہوئی بازی کا پانسہ پلٹ دیا۔ (مسلم کتاب الجہاد)

غزوۂ احد میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا وغیرہ مشکیزے میں پانی بھر بھر کر لاتی تھیں اور زخمی مجاہدین کو پلاتی تھیں اور ان کی مرہم پٹی بھی کرتیں تو جس طرح مرد کفار سے جنگ میں لوہا لے رہے تھے اسی طرح عورتیں بھی ان مجاہدین کی مدد کرتی تھیں اور ان کا ساتھ دیتی تھیں خدمت دین کا جذبہ اور

شوق ان کے دلوں میں تھا اپنی اولاد اور جان ومال سے زیادہ دین کو اہمیت دیتی تھیں۔ اللہ کے رسول ﷺ سے اس درجہ میں محبت تھی کہ اس کے لئے سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار تھیں۔

اسی غزوہ میں ایک انصاری خاتون کے باپ بھائی شوہر تین پیاری جانیں شہید ہوگئیں اور ہر بار ان کو اطلاع ملتی رہی مگر وہ یہی پوچھتی تھیں کہ رحمت عالم ﷺ کا کیا حال ہے لوگوں نے بتایا کہ بخیر ہیں پاس آکر چہرہ انور دیکھا تو پکار اٹھیں کہ آپ کے ہوتے ہوئے ساری مصیبتیں ہیچ ہیں۔

اسلام کے لئے خواتین اسلام کی خدمات

اشاعت اسلام کے سلسلے میں بھی خواتین کی خدمات نہایت اہم ہیں۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کی ترغیب پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے آستانہ اسلام پر سر جھکایا۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اپنی بیوی ام حکیم کے سمجھانے پر مسلمان ہوئے اور حضرت فاطمہ بنت خطاب رضی اللہ عنہا کے چند الفاظ نے اپنے جلیل القدر بھائی حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے انقلاب عظیم کی شکل میں اسلام کی جو خدمت کی ہے وہ اہل اسلام پر ان کا احسان عظیم ہے۔ (الفاروق)

سمیرا بنت نہیک رضی اللہ عنہا کے متعلق ابن عبد البر نے لکھا ہے۔ وہ بازاروں میں گھوم پھر کر بھلائی کا حکم دیتی تھیں اور برائی سے روکتی تھیں۔ ان کے ہاتھ میں ایک کوڑا ہوتا تھا جس سے وہ لوگوں کو منکر کے ارتکاب پر مارتی تھیں۔ (استیعاب فی اسماء الاصحاب، تذکرہ سمرا بنت نہیک)

خدمت دین اور لوگوں کی اصلاح کا کس قدر جذبہ تھا ان کے دلوں میں اپنے معاشرے وخاندان بلکہ کسی بھی جگہ اگر برائی دیکھتی تھیں تو برداشت نہیں کر پاتی تھیں جس قدر بھی ممکن ہوتا اس کو دفع کرنے کی کوشش کرتیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے

مکان میں کچھ کرایہ دار رہا کرتے تھے جو شطرنج کھیلتے تھے انہوں نے اس سے منع کیا اور فرمایا کہ اگر اس لہو ولعب سے باز نہیں آؤ گے تو اپنے مکان سے نکلوا دوں گی غرضیکہ منکر پر نکیر کرنے کا ایک مزاج تھا خواتین میں بھی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حق گوئی

امور مملکت میں خواتین کی خدمات تاریخ میں مسلم ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیاسی بصیرت سے کسے انکار ہوسکتا ہے۔ حضرت مشفا بنت عبداللہ بڑی زیرک ، زود فہم ، ذہن وفطین خاتون تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم ان سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ حضور ﷺ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کرتے تھے کہ ''تمہاری اس دنیا کی تین چیزیں مجھے پسند ہیں خوشبو، عورت اور نماز جو میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے''۔ خواتین صحیح معنوں میں اگر اسلامی اقدار کو اپنائیں تو یقیناً امور مملکت میں بھرپور کردار ادا کرسکیں گی۔ ان کی ذمہ داریوں میں یہ بات شامل ہے کہ وہ خود اسلام کا عملی نمونہ بن کر پیش ہوں۔ پھر دوسروں کو اس طرف متوجہ اور راغب کریں۔ بیشک اسلام ہی وہ دین ہے جو بنی نوع انسان کی بھلائی اور ترقی کے لئے مکمل نظام پیش کرتا ہے مسلمان خواتین نے اپنے وقت کے خلفاء کو نصیحتیں بھی کی ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو لکھا کہ مجھے ایک مختصر سی نصیحت کیجئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اکرم ﷺ کا یہ ارشاد لکھ کر بھیجا۔

''جو شخص لوگوں کو ناخوش کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرے لوگ اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے انسانوں کے شر سے بچا لیتا ہے۔ لیکن جو شخص اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کی رضا ڈھونڈے تو اللہ تعالیٰ اسے ان ہی کے حوالے کر دیتا ہے۔ اور وہ جس طرح چاہتے ہیں اس پر حکومت کرتے ہیں''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا دین کے معاملہ میں ذرا بھی سستی اور غفلت کو برداشت نہیں کرسکتی تھیں ایک مرتبہ ان کے پاس کہیں سے بہت زیادہ روپے پیسے ہدیہ میں آئے تو انہوں نے اپنے معمول کے مطابق پورا کا پورا غریبوں میں تقسیم کردیا تو ان کے بھانجے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں خالہ جان کا ہاتھ روکوں گا کہ اس طرح خرچ نہ کرسکیں جب یہ بات عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوئی تو بہت ناراض ہوئیں اور قسم کھالی کہ میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بات نہیں کروں گی وہ مجھے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے روکتا ہے۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بڑے فکرمند ہوئے اور چند لوگوں کی سفارش سے جا کر معافی مانگی، خرچ کرنے کا یہ جذبہ تھا کہ ایک مرتبہ کہیں سے ڈھیر سارا مال آیا تو مدینہ میں اعلان کردیا اور غرباء کی بھیڑ لگ گئی اور جتنا مال تھا پورا کا پورا خرچ کردیا اور اپنے لئے کچھ بھی بچا کے نہ رکھا جب کہ اس دن روزے سے تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی علمی خدمات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد خاص عروہ بن زبیر ان کی علمی وسعت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔ ''میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ قرآن اور فرائض، حلال وحرام، شعر وادب اہل عرب کی تاریخ اور ان کے حسب ونسب کو جاننے والا کسی کو نہیں پایا''۔ اسلام نے تعمیر زندگی کا جو نقشہ تیار کیا ہے اس کا تعلق عبادات سے ہے۔ خاندانی نظم سے یا معاشرتی آداب سے۔ اقتصادی قوانین یا اصول تہذیب سے یا امور مملکت سے اسلام نے کسی بھی گوشہ میں خواتین کی حیثیت کو مجروح نہیں ہونے دیا۔ عورت کی ایک حیثیت معاشرہ میں عمومی رکن کی ہے جو اسے حق دیتا ہے۔ ملک کی سیاست ہو یا معیشت اور علم کا میدان ہو یا امور مملکت سب میں وہ اپنی صلاحیت کا بھرپور اظہار کرسکتی ہے۔

عورت کو احساس کمتری کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ گھر کی چہار دیواری کے اندر رہ کر ہی وہ بڑے بڑے کام انجام دے سکتی ہے بس ہمت وارادے کی ضرورت ہے کسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

اگر ہمت کریں تو کیا نہیں انسان کے بس میں
یہ ہے کم ہمتی جو بے بسی معلوم ہوتی ہے

اللہ سے دعا گو ہوں کہ ہم سب کو صحابہ وصحابیات رضوان اللہ علیہم اجمعین کے نقش قدم پر زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

مرد وعورت ایک دوسرے کی تکمیل

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لاَ یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوْا النِّسَآءَ کَرْھًا وَلاَ تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ وَّعَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

محترمہ صدر معلّمہ معزز خواتین عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر ہر چیز کے اندر جوڑا رکھا ہے حتی کہ جمادات ونباتات کے اندر بھی نر اور مادہ کا وجود پایا جاتا ہے انہیں جوڑں کے ذریعہ کائنات وجود میں آرہی ہیں۔ اللہ رب العزت نے کائنات کے اندر اشرف المخلوقات انسان کو بنایا اس لئے انسانوں کے

اندر نر اور مادہ یعنی مرد وعورت کے حقوق بھی رکھے گئے اور زندگی گذارنے کے اصول وضوابط بھی مقرر کئے گئے تاکہ حیوانوں کی طرح زندگی نہ گذارے اور مرد وعورت کو ایک دوسرے کا غمگسار اور رفیقۂ حیات قرار دیا اور مردوں کو تاکید کی گئی کہ عورتوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

’’ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اِلَّاۤ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ‘‘ (النساء:۱۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! تمہارے لئے یہ حلال نہیں کہ زبردستی عورتوں کے وارث بن بیٹھو اور نہ یہ حلال ہے کہ انہیں تنگ کرکے اس مہر کا کچھ اڑا لینے کی کوشش کرو، جو تم انہیں دے چکے ہو، ہاں اگر وہ کسی صریح بدچلنی کی مرتکب ہوں (تب دوسری بات ہے) اور ان کے ساتھ بھلے طریقہ سے زندگی بسر کرو۔

پروفیسر مولانا سعود عالم قاسمی لکھتے ہیں کہ انسانی زندگی اور انسانی معاشرہ کی بنیاد مرد وعورت کے پاکیزہ تعلقات پر ہے، اگر یہ تعلقات خوش گوار ہیں تو خاندان میں نظم وضبط اور استحکام ہے اور اگر ان تعلقات میں ناخوشگواری اور کھینچ تان ہے تو خاندان پریشان اور برباد ہے، تعمیر وترقی سے محروم اور اللہ کی رحمت سے دور ہے، اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو یکساں اہمیت دی ہے اور دونوں کو مناسب ذمہ داریوں کا متحمل بنایا ہے، مرد کو بال بچوں کے نان نفقہ اور تعلیم وتربیت کا ذمہ دار بنایا ہے اور عورت کو گھر کی حفاظت اور بچوں کی نگہداشت اور پرورش کا ذمہ دار بنایا ہے، یہ دونوں اپنی اپنی ذمہ داریوں کے بارے میں اللہ کے یہاں جواب دہ ہوں گے، رسول پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ’’اَلرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ وَالْمَرْأَةُ رَاعِیَةٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ فَكُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِهٖ‘‘ (بخاری کتاب الاحکام) مرد

اپنے اہل خانہ کا نگراں ہے اور عورت اپنے شوہر کے گھر اور بچوں کی نگراں ہے، تم میں سے ہر شخص نگراں ہے، اور اپنی نگرانی کے سلسلہ میں اللہ کے یہاں جواب دہ ہے۔

عورت اپنے شوہر کی عدم موجودگی میں اپنی عزت کی اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے اور کسی طرح کی خیانت نہ کرے۔ ورنہ قیامت میں باز پرس ہوگی۔ عورت مرد کے مال کی اپنے مال کی طرح حفاظت کرے تبھی مرد وعورت میں الفت ومحبت قائم ہوسکتی ہے۔ اور خوشگوار زندگی گذر سکتی ہے عورت اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھے اور مرد اپنی ذمہ داریوں کا خیال رکھے مرد وعورت دونوں زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں زندگی کی گاڑی صحیح رخ پر اسی وقت چل سکتی ہے جب کہ دونوں پہیے ٹھیک اور سلامت ہوں آج میاں میں لڑائیاں اور جھگڑے ہوتے رہتے ہیں جن کی بنیاد پر گھر کا سکون غارت ہوجاتا ہے اور پورا ماحول خراب ہوجاتا ہے مرد وعورت کے درمیان اتحاد واتفاق بہت ضروری ہے ورنہ بچوں پر اس کے غلط اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

مرد کو عورت پر ایک درجہ فوقیت ہے

اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت دونوں کو ایک دوسرے کی تکمیل وتسکین کا ذریعہ بنایا ہے اور دونوں کے حقوق ایک دوسرے پر مقرر کئے ہیں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ‘‘ (البقرہ:۲۲۸) عورتوں کے لئے بھی معروف طریقے پر ویسے ہی حقوق ہیں، جیسے مردوں کے حقوق ان پر ہیں البتہ مردوں کو ان پر ایک درجہ حاصل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت وبرتری عطا فرمائی ہے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ حاکمانہ درجہ اختیار کیا جائے اور معمولی معمولی غلطی اور فروگذاشت پر اس کی پٹائی کی جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں کوئی شخص اپنی بیوی کو اس

طرح نہ مارے جیسے کہ باندی کو مارتا ہے اسلام نے عورتوں کو مارنے سے سختی سے منع کیا ہاں اگر ضرورت ہی پڑ جائے تو فرمایا فَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ ایسی مار مارو جس سے کوئی نشان نہ پڑے ہڈی، وغیرہ نہ ٹوٹنے پائے سیرت نبوی ﷺ میں اس کی کہیں مثال نہیں ملتی ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی ازواج مطہرات میں سے کسی کو بھی مارا ہو کیا آج کل کے مردوں کے لئے یہ اسوہ اور نمونہ نہیں ہے؟ جو بات بات پر عورت کی پٹائی کرتے ہیں اور عورت کو ایک باندی اور نوکرانی تصور کرتے ہیں اور صرف اپنے حقوق وصول کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔

میاں بیوی دونوں کو برابر کے حقوق اور فرائض کا ذمہ دار قرار دینے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے شوہر کو بیوی پر معمولی فضیلت عطا کی ہے اور اس کی وجہ بھی دوسری آیت میں واضح کی ہے کہ مرد پر بیوی بچوں کی کفالت کی ذمہ داریاں ہے اور فطری بات ہے کہ کفیل اور ذمہ دار کو زیر کفالت افراد پر برتری حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ" (النساء:۳۴)

"مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بناء پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔"

شوہر اگر گھر کا نگراں اور منیجر ہے تو اسے گھر کے مسائل اہل خانہ کے مشورہ سے حل کرنا چاہئے، ڈکٹیٹر بن کر حکم نہیں چلانا چاہئے، گھر کے لوگوں کی عزت واحترام کرنی چاہئے، اور ان کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہدایات کی پابندی کرنی چاہئے، اسلام سے پہلے عرب کے سماج میں بلکہ دنیا کے دوسرے حصوں میں بھی عورتوں کو عزت واحترام کا مستحق نہیں سمجھا جاتا تھا، ان سے بدسلوکی کی جاتی تھی، ان پر ظلم کیا جاتا تھا، اور ان کے مال وجان پر ناجائز قبضہ جمالیا جاتا تھا، اسلام نے

جاہلیت کے اس غیر انسانی عمل کو ختم کر دیا اور عورتوں کو یکساں عزت واحترام کا مستحق قرار دیا، خاص طور پر بیوی کی عزت واکرام کو بہت پاکیزہ اور بلند مرتبہ تک پہونچا دیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید کی۔

بیوی کے ساتھ معاملہ کیسا کریں

ارشاد نبوی ﷺ ہے: "خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ" تم میں سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کیلئے سب سے بہتر ہو اور میں اپنی بیوی کیلئے سب سے بہتر ہوں۔ نبی کریم ﷺ اپنا عملی نمونہ پیش کر رہے ہیں صرف تعلیم ہی نہیں فرمارہے ہیں دیگر مذاہب میں صرف تعلیم ہی تعلیم کسی قدر ملتی ہے مگر اس کا عملی نمونہ نہیں ملتا ہے یہ صرف پیغمبر اسلام کی خصوصیت ہے کہ جس چیز کا حکم فرمایا اس کی عملی مثال کی پیش فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی شان میں ارشاد فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں بہتر پیروی اور عمدہ نمونہ ہے۔ آپ علیہ السلام نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ ہمیشہ شفقت ومحبت اور دوستانہ رویہ اختیار فرمایا، ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ سے ہمیشہ احتراز فرمایا۔ ازواج مطہرات بھی انسان ہی تھیں کبھی کبھی بتقاضائے بشریت ایسی باتیں ہو جایا کرتی تھیں جس سے آپ ﷺ وہ رویہ نہیں اختیار فرماتے تھے جیسا کہ آج کل کے جہلا اپنی بیویوں کے ساتھ کرتے ہیں۔ مرد وعورت دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ان کا معاملہ کرتے ہوئے زندگی بسر کریں اور صبر وتحمل کا مظاہرہ کریں تاکہ آئے دن کے جھگڑے سے نجات مل سکے اور میاں بیوی میں خوشگوار زندگی بسر ہو سکے۔ اللہ ہمیں اور آپ سبھی کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

عورتوں سے حسنِ سلوک

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ. قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ”خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ“ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

مشفقہ ومہربان معلمات عزیزہ طالبات بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں انسانوں کے لئے پیدا فرمائیں اور انسانوں کو اپنے لئے پیدا فرمایا مگر انسان صرف مرد ہی نہیں ہیں بلکہ عورتیں بھی انسان ہیں اور جس طرح مردوں کے حقوق ومراتب ہیں اسی طرح عورتوں کے بھی حقوق ومراتب ہیں خوشگوار زندگی اسی وقت گذار سکتی ہے جب کہ عورتوں کو ان کے جائز حقوق عطا کئے جائیں اسمیں کسی طرح کی کمی نہ کی جائے۔ ویسے تو عورتوں کے ساتھ ہر دور میں

ظلم وستم روا رکھا گیا اور آج بھی کوئی اچھا سلوک نہیں کیا جاتا اور مغربی تہذیب وتمدن نے آزادئ نسواں کا نعرۂ پرفریب لگا کر ان کے اندر رہی سہی شرم وحیا اور عزت وناموس کو پامال کر دیا اور اسلام کی تعلیم جس کی وجہ سے عورت کو عزت ملتی ہے اور اس کی حیا وشرم کی کفیل اور ضامن ہے دشمنان اسلام اسی کی مخالفت کرتے ہیں۔ جب کہ پیغمبر اسلام نے اپنا نمونہ اور اسوۂ حسنہ بھی پیش فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے حسن سلوک اور ان کی عزت وتکریم کو مردوں کی شرافت کا معیار بنایا ہے، آپ ارشاد فرماتے ہیں: ”خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ“ (ترمذی، ابواب المناقب) تم میں سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنی فیملی کے لئے بہتر ہو اور میں تم لوگوں میں اپنی فیملی کے لئے سب سے زیادہ بہتر ہوں۔

”اِنَّ مِنْ اَكْمَلِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنَهُمْ خُلُقًا وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ“ مومنو! تم میں سب سے کامل ایمان اس کا ہے جس کا اخلاق زیادہ اچھا ہو اور تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے سلسلہ میں بہتر ہیں۔ (ترمذی، ابواب الایمان)

عورتوں کے ساتھ حسن خلق کی کتنی ترغیبیں دی گئی ہیں شریعت میں مگر لوگ اس پر کم ہی توجہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور عورتوں کے ساتھ قاعدے کے موافق زندگی بسر کرو اور سورہ طلاق میں عورتوں کے ساتھ رہن سہن اور ان پر خرچ کئے جانے کے تعلق سے ارشاد فرمایا جارہا ہے۔ اَسْكِنُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُّجْدِكُمْ وَلَا تُضَآرُّوْهُنَّ لِتُضَيِّقُوْا عَلَيْهِنَّ. تم ان کو (عورتوں) کو ٹھہراؤ ایسی جگہ جہاں خود رہتے ہو۔ اپنی حیثیت کے مطابق اور ان کو تکلیف نہ پہونچاؤ کہ ان پر تنگی کرو۔ یعنی عورتوں کو اپنی حسب حیثیت اچھے مکان میں ٹھہراؤ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اچھے اخلاق سے پیش آؤ اور ایک دوست کی طرح زندگی بسر کرو حاکم اور بادشاہ بن کر زندگی نہ گذارو۔

عورتوں سے بدسلوکی کرنے والے اچھے لوگ نہیں

آپ نے دیکھا اور سنا ہوگا کہ بہت سے لوگ جو باہر کی دنیا میں، مجلسوں میں، دفتروں میں، بہت مہذب شریف اور باوقار نظر آتے ہیں، جب اپنے گھر میں جاتے ہیں تو بیوی بچوں پر ظلم ڈھاتے ہیں، ان کے حق میں ظالم اور سفاک ہوجاتے ہیں، بہت سے بظاہر دیندار بھی یہی حرکت کرتے ہیں، یہ سب جاہلیت کی عادتیں ہیں، جن کو اسلام ختم کرنے کے لئے آیا تھا۔ لیکن افسوس کہ آج لوگ انہیں چیزوں کو دہرانے لگے ہیں اور جیسے قبل از اسلام عورتوں کو ایک خادمہ کی حیثیت دی جاتی تھی اور ان کے ساتھ ظلم وستم کو روا رکھا جاتا تھا اور بیچاری عورت ہمیشہ ظلم ہی سہتی تھی اس کی زندگی میں خوشی ومسرت ہی نہ تھی نہ اس کا کوئی اختیار ہوا کرتا تھا، نہ کسی چیز کی مالک بنتی آج کل عورتیں اتنی مظلوم تو نہیں ہیں مگر نئے طریقے سے ان پر ظلم کیا جاتا تھا ان کی عزت وناموس پر حملے کئے جاتے ہیں اگر اسلام کی تعلیم کو اپنایا جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔

حضرت ایاس بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو یہ کہہ کر بیوی کو مارنے سے منع فرمایا: ''لَاتَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰہِ'' اللہ کی بندیوں کو نہ مارو، چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس پر عمل کیا، نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عمر حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ عورتیں اپنے شوہروں پر جری ہوگئی ہیں اور ان کی تادیب کی اجازت چاہی، حضور اکرم ﷺ نے اجازت دیدی، پھر تو بہت سی عورتیں حضور اکرم ﷺ کے گھر آئیں اور اپنے شوہروں کی بدسلوکی کا شکوہ کرنے لگیں، تب نبی اکرم ﷺ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو مخاطب کرکے فرمایا: ''لَقَدْ طَافَ بِآلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ نِسَاءٌ کَثِیْرٌ یَشْکُوْنَ اَزْوَاجَھُنَّ لَیْسَ اُولٰئِکَ بِخِیَارِکُمْ'' (ابوداؤد، کتاب النکاح) بہت سی عورتوں نے محمد ﷺ کے گھر چکر لگایا، یہ عورتیں اپنے شوہروں کی بدسلوکی کا شکوہ کررہی تھیں، ان سے بدسلوکی کرنے والے تم میں سے اچھے لوگ نہیں ہیں۔

غور کرنے کی بات ہے کہ عورت بیچاری مرد کی کتنی خدمت کرتی ہے اس کے لئے کھانا پکاتی ہے اس کے بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کرتی ہے ان کے کپڑے دھوتی ہے، شوہر کی عفت وعصمت کو محفوظ رکھتی ہے اس کو گناہوں سے باز رکھتی ہے اس کے ہر کام میں مددگار ہوتی ہے اور شوہر کی وفادار ہوتی ہے بالخصوص مشرقی عورتیں تو بہت ہی زیادہ اپنے شوہروں کی خدمت کرتی ہیں۔

صنف نازک سے حسن سلوک کی تاکید

حضور ﷺ نے اپنے آخری خطبہ حجۃ الوداع میں بھی عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کی خصوصی تاکید کی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اِتَّقُوْا اللّٰہَ فِی النِّسَاءِ فَاِنَّھُنَّ عَوَانٌ فِیْ اَیْدِیْکُمْ اَخَذْتُمُوْھُنَّ بِاَمَانَةِ اللّٰہِ وَاسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوْجَھُنَّ بِکَلِمَةِ اللّٰہِ'' (مسلم، کتاب الحج) عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہو، اس لئے کہ وہ تمہارے پاس اللہ کی امانت ہیں، تم نے ان کو اللہ کی امانت کے ساتھ لیا ہے، اور ان کی شرمگاہیں تم پر اللہ کے کلمہ کی وجہ سے حلال ہوئی ہیں۔

کتنی بڑی خوشخبری ہے عورتوں کیلئے کہ وہ اللہ کی پناہ میں آگئی اور کتنی سخت وعید ہے مردوں کیلئے کہ اگر عورتوں پر ظلم کرتے ہیں تو گویا اللہ کی پناہ کو توڑتے ہیں۔ چونکہ عورت کمزور ہوتی ہے اس لئے مردوں کو خصوصی طور پر تاکید کی جارہی ہے کہ عورتوں کا خیال رہے اور صحیح معنوں میں خوشگوار زندگی اسی وقت بسر ہوسکتی ہے جب کہ عورتوں کو خوش رکھا جائے اور میاں بیوی آپس میں ایک دوسرے کے حقوق قاعدے کے مطابق ادا کریں جس گھر کے اندر میاں بیوی میں لڑائی ہو اور ہر وقت ان بن رہتی ہو وہ گھر ہی جہنم کا ایک حصہ ہے اور اس میں تربیت پانے والے بچے کبھی بھی سکون واطمینان حاصل نہیں کرسکتے۔

بدسلوکی خلاف شرافت ہے

دینی تعلیم اور شرافت کی کمی کی وجہ سے آج بھی بہت سے مسلمان اپنی بیویوں کے ساتھ بدسلوکی کرر ہے ہیں، بہت سے شوہر اپنی بیوی سے محبت نہیں کرتے اور گناہ کی طرف مائل ہوجاتے ہیں، بہت سے شوہر اپنی بیوی کا نان ونفقہ نہیں دیتے، بہت سے شوہر بیوی کو میکے چھوڑ آتے ہیں، بہت سے شوہر مدتوں ان سے نہیں ملتے، نہ ان کو رکھتے ہیں اور نہ آزاد کرتے ہیں، بلکہ معلقہ بنا کر چھوڑ دیتے ہیں، بہت سے شوہر جوانی میں ان سے استفادہ کرتے ہیں اور جب ان کی عمر ڈھلتی ہے یا وہ بیمار ہوتی ہیں تو ان سے بے توجہی برتتے ہیں، یہ سب حرکتیں انسانیت سے گری ہوئی ہیں اور یہ اسلامی تعلیمات کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔

ایسے مرد وعورت پر لعنت فرمائی گئی ہے جو مزے چکھنے کیلئے شادیاں کرتے ہیں اور طلاق دیتے ہیں نکاح کوئی وقتی معاملہ نہیں بلکہ زندگی بھر کیلئے گویا میاں بیوی کے درمیان اسلامی شریعت کے مطابق زندگی گذارنے کا معاہدہ ہوتا ہے۔

زوجین ایک دوسرے کی خوبیوں پر نظر رکھیں

ایک ساتھ رہنے سہنے سے بعض تکلیفیں بھی ہوتی ہیں، بعض باتیں ناموافق بھی ہوتی ہیں اور بعض عادتیں ناپسندیدہ بھی ہوسکتی ہیں، اللہ کا حکم یہ ہے کہ ان چیزوں پر صبر کرو اور حکمت سے ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کرو، جہاں تک اصلاح کی گنجائش ہو ایسا نہ ہو کہ ان سے نفرت کرنے لگو اور وہ سلوک اپناؤ جو تمہاری غیرت اور شرافت کو داغ دار کردے، رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: ''لَایَفْرَکْ مُوْمِنٌ مُوْمِنَةً اِنْ کَرِہَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا آخَر '' (مسلم، کتاب الرضاع) کوئی مومن مرد کسی

مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر وہ اس کی بعض عادتوں کو ناپسند کرتا ہے تو اس کی دوسری عادتوں سے وہ خوش بھی ہوتا ہے۔

بیویوں کی کمزوری کو نظر انداز کرنا ان سے سختی نہ کرنا بلکہ مہربانی اور خوش اخلاقی سے پیش آنا مہذب انسان اور مہذب معاشرہ کی پہچان ہے، اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت کا اور عورت کو مرد کا رفیق بنایا، اور ایک دوسرے کا لباس قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے: ''هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ'' (البقرہ:۱۸۷)

لباس کی تین اہم خوبیاں ہیں: (۱) انسان کے جسم کی حفاظت کرتا ہے۔ (۲) پردہ پوشی کرتا ہے۔ (۳) زینت اور راحت ہے۔ ٹھیک اسی طرح مرد وعورت ایک دوسرے کے محافظ ہیں، پردہ پوش ہیں اور زینت اور راحت ہیں۔

عورت مرد کو برائیوں سے محفوظ رکھے اور کوشش یہ کرے کہ میرے شوہر کی غلط نگاہ کسی دوسری عورت کی طرف نہ اٹھنے پائے اور مرد بھی اس کا خیال رکھے اور میاں بیوی میں سے کسی ایک کے اندر کوئی عیب ہو تو اس کو چھپانے کی کوشش کریں اور ایک دوسرے کے لئے ظاہری وباطنی طور پر زیب وزینت بھی اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

عورت اور نقاب

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدَہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَمَوْلاَنَا مَحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَاعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم. یٰۤاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَبَنٰتِکَ وَنِسَآءِ الْمُوْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلاَ بِیْبِھِنَّ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

معزز خواتین مشفقہ ومہربان معلمات آج کے اس اجلاس میں عورت اور نقاب کے عنوان سے کچھ لب کشائی کرنا ہے اللہ تعالیٰ نے جتنی مخلوقات پیدا فرمائیں ان کے رہنے سہنے اور زندگی گذارنے کے اصول وضوابط بھی بیان فرمادیے اور انہیں اصولوں کو

اپنا کر زندگی گذارنے میں انسان کی ظاہر وباطنی خوبصورتی وفلاح وبہبود کا راز پوشیدہ ہے مردوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے داڑھی کو زینت اور خوبصورتی کا ذریعہ بنایا اور عورتوں کی خوبصورتی لمبے بال رکھنے اور پردے کے ساتھ رہنے کو بنائی ہے اور اس کے لئے نقاب ضروری قرار دیا ہے۔

"نقاب" اگر لفظاً نہیں تو معناً وحقیقتاً خود قرآن عظیم کی تجویز کردہ چیز ہے، جس ذات مقدس پر قرآن کریم نازل ہوا تھا، اس کی آنکھوں کے سامنے خواتین اسلام نے اس چیز کو اپنے خارج البیت لباس کا جزء بنایا تھا اور اس زمانہ میں بھی اس چیز کا نام "نقاب" ہی تھا۔

جی ہاں! یہ وہی چیز ہے جس کا نام کسی مشرقی قوم کی جہالت اور تمدنی پسماندگی کے ذکر میں سب سے پہلے لیا جاتا ہے، اور جب یہ بیان کرنا ہوتا ہے کہ کوئی مشرقی قوم تہذیب وتمدن میں ترقی کر رہی ہے تو سب سے پہلے جس بات کا ذکر بڑے انشراح وانبساط کے ساتھ کیا جاتا ہے وہ یہی ہے کہ اس قوم سے "نقاب" رخصت ہوگیا، اگر آپ بھی ترقی کے خواہشمند ہیں اور آپ کو درکار "تہذیب" ہے، تو آپ کے لئے وہ مذہب کیسے قابل اتباع ہوسکتا ہے جو خواتین کو شمع انجمن بننے سے نہ روکتا ہو، حیا اور پردہ اور عفت مآبی کی تعلیم نہ دیتا ہو، گھر کی ملکہ کو اہل خانہ کے سوا ہر ایک کے لئے قرۃ العین بننے سے منع کرتا ہو۔

مگر یاد رکھیں ایسی ترقی کوئی ترقی نہیں ہے جس میں حیا وعفت کا جنازہ نکل جاتا ہے خواتین کی عزتیں نیلام ہوجاتی ہوں اور مغرب کی آوارہ تہذیب کے قدم بقدم پیروی واتباع کرنے میں ہر ناجائز کو جائز اور ہر حرام کو حلال قرار دیا جاتا ہو اور اسی کو تہذیب نو اور خوبصورت فیشن قرار دیا جاتا ہو۔ نہ باپ کو بیٹی سے کوئی شرم وحیا نہ بیٹی کو باپ سے کوئی شرم وحیا اور غیروں سے پردہ کرنا تو ایک معیوب سی چیز سمجھی جانے لگی ہے۔

زیب وزینت صرف شوہر ہی کے لئے

آج کل اگر فیشن ایبل عورتیں باہر نکلنے سے پہلے دو گھنٹے تک تمام مشاغل سے دست کش ہوکر صرف اپنی تزئین وآرائش میں مشغول ہوجائیں تمام جسم کو معطر کریں، رنگ اور وضع کی مناسبت سے انتہا درجہ کا جاذب نظر لباس زیب تن فرمائیں، مختلف قسم کے غازوں سے چہرہ اور باہوں کی تنویر بڑھائیں، ہونٹوں کو لپ اسٹک سے مزین کریں، کمان ابرو کو درست اور آنکھوں کو تیر اندازی کے لئے چست کریں اور ان سب کرشموں سے مسلح ہوکر گھر سے باہر نکلیں اور اس سے بھی ذوق خود آرائی کی تسکین نہ ہو تو آئینہ اور سنگھار کا سامان ہر وقت ساتھ رہے، تاکہ تھوڑی تھوڑی دیر بعد اسباب زینت کے خفیف ترین نقصانات کی بھی تلافی کی جاتی رہے۔

ظاہر ہے یہ سب کس کے لئے ہورہا ہے کیا گھر میں رہتے ہوئے اپنے شوہروں کے لئے ایسا کرتی ہیں؟ ہرگز نہیں جب کہ شادی کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ مرد کی نگاہ کو عورت اپنے زیب وزینت اور بناؤ سنگھار کے ذریعہ غیروں کی طرف ملتفت ہونے سے باز رکھے اور اپنی حیا وپاکدامنی کی حفاظت شوہر ہی کے ذریعہ کرے قرآن میں مرد وعورت کو ایک دوسرے کے لئے لباس قرار دیا: **هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ** . عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم عورتوں کیلئے لباس ہو۔ لباس کا کام کیا ہے لباس انسان کی پردہ پوشی کرتا ہے اگر کوئی عیب انسان کے بدن پر ہو تو کپڑا اس عیب کو پوشیدہ رکھتا ہے اسی طرح مرد وعورت بھی ایک دوسرے کے عیوب کو چھپائیں اس کو ظاہر نہ کریں، اسی طرح کپڑا اللہ تعالیٰ نے زینت کیلئے اتارا ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يٰبَنِىٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِىْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا** ۔ اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے لئے کپڑا اتارا جو تمہاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے اور تمہارے

لئے زینت کا کام دیتا ہے اور ہر ایک مرد وعورت کی زینت کیلئے جتنی مقدار کپڑوں کی ضرورت ہوسکتی ہے شریعت نے اس کو بیان فرمادیا۔ عورتیں اپنی ہتھیلیاں، چہرے اور پاؤں کے علاوہ کوئی چیز ظاہر نہ کریں اور مرد کیلئے پورے بدن کو چھپانا شریعت نے ضروری نہیں قرار دیا مگر آج کل کے فیشن کے دور میں مرد تو پورے جسم ڈھک کر چلتا ہے اور عورت جسم کا اکثر حصہ کھول کر چلتی ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

اس دور کا ہر نقشہ الٹا نظر آتا ہے
مجنوں نظر آتی ہے لیلیٰ نظر آتا ہے

اور جو خواتین عفت وپاکدامنی کے ساتھ زندگی گذارنا چاہتی ہیں اور پردے وغیرہ کا مکمل خیال کرتی ہیں اس کو دنیانوسی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور پورے بدن کو کھول کر روڈ پر پھرنا فیشن قرار دیا جاتا ہے۔ **اَلْعِيَاذُ بِاللّٰهِ!**

حسن انسانی کا مظہر چہرہ ہے

جو شخص اسلامی قانون کے مقاصد سمجھتا ہو اور اس کے ساتھ کچھ عقل عام بھی رکھتا ہو اس کے لئے یہ سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ عورتوں کو کھلے چہروں کے ساتھ باہر پھرنے کی عام اجازت دینا ان مقاصد کے بالکل خلاف ہے جن کو اسلام اس قدر اہمیت دے رہا ہے، ایک انسان کو دوسرے انسان کی جو چیز سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے وہ اس کا چہرہ ہی ہے، انسان کی خلقی وپیدائشی زینت یا دوسرے الفاظ میں انسانی حسن کا سب سے بڑا مظہر چہرہ ہے، نگاہوں کو سب سے زیادہ یہی کھینچتا ہے، جذبات کو سب سے زیادہ وہی بھڑکاتا ہے، اس بات کو سمجھنے کے لئے نفسیات کے کسی گہرے علم کی بھی ضرورت نہیں، خود اپنے دل کو ٹٹولئے، اپنی آنکھوں سے فتویٰ طلب کیجئے، اپنے نفسی تجربات کا جائزہ لے کر دیکھ لیجئے کہ آپ اس میں کس حد تک ملوث ہیں، اس سے بچنے

کیلئے ہر ممکن جدوجہد کیجئے۔ (کیونکہ جس طریقہ پر آپ چل رہے ہیں یا اس کو اپنائے ہوئے ہیں وہ سیدھا جہنم تک پہنچاتا ہے) آپ اسی نتیجہ پر پہونچیں گے کہ خواتین کا چہرہ پر نقاب رکھنا اور مردوں کا اپنی نظر کو غیر محرم کے چہرہ سے بچانا ہی اس کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔ اللہ پاک ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین!

آنکھ کی حفاظت کتنی اہم ہے

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مرد وعورت کو الگ الگ طور پر مخاطب کرکے فرمایا جب کہ احکام میں عموماً عورتوں کو مردوں کے تابع کرکے ذکر کردیا جاتا ہے، نماز روزہ زکوۃ حج ہر ایک کے اندر خطاب صرف مردوں ہی کو کیا گیا ہے اور عورتیں اس کے ضمن میں داخل ہیں اور جب باری پردے کی حیاء وپاکدامنی عفت وعصمت کی تو اللہ تعالیٰ مرد وعورت کو ایک ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ فرمایا ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ . اے نبی ﷺ آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور عورتوں کو مخاطب کرکے فرمایا: وَقُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ :اور اے نبی ﷺ مسلمان عورتوں سے فرمادیجئے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں مرد وعورت کو الگ الگ ذکر کرنے میں یہی راز ہے کہ اصل برائی کی جڑ ہے بے پردگی اور مرد وعورت کا ایک دوسرے کو دیکھنا ہے اگر اسلامی اصول کے مطابق پردے کا مکمل خیال کیا جائے تو گناہوں سے حفاظت ہوسکتی ہے اور معاشرے کے اندر پھیلی ہوئی بے حیائی سے نجات مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ☆

مدارس اسلامیہ کی افادیت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ .صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ" اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور پیاری بہنو! علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اس علم سے مراد علم دین ہی ہے نہ کہ دنیوی علم۔ قرآن کریم کی پہلی وحی جو آئی اس میں پہلا لفظ اقرأ ہی ہے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں اور اسلام نے تعلیم پر بڑی خاص توجہ دی ہے اور اہل ایمان اور اہل علم کے لئے بڑے بڑے فضائل بیان فرمائے ہیں۔ ایک دور تھا جب کہ دینی ودنیوی ترقی کا ذریعہ صرف علم دین ہی تھا آج حالات میں کسی قدر تبدیلی آگئی اور دنیوی ترقی کے لئے عصری علوم کا جاننا بھی

ضروری ہے۔مگر اسلام کی بقا وتحفظ اور مسلمانوں کے ایمان ویقین کی حفاظت کے لئے دینی علوم کا حاصل کرنا ضروری ہے۔دشمنان اسلام پورے طور پر اسلام کو نقصان پہونچانے اور اس کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کررہے ہیں اس لئے ایسے حالات میں ہمارے لئے دینی علوم کا حاصل کرنا اور بھی زیادہ ضروری ہے عصری علوم کو حاصل کرنے والے تو بہت سے لوگ ہے۔مگر دینی علوم حاصل کرنے والوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی ہے اس لئے ان حضرات پر اور بھی بڑی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ علوم دینیہ میں مہارت تامہ حاصل کریں۔

یہ مدارس اسلامی قلعے ہیں

ہندوستان میں انگریزوں کی حکمرانی سے پہلے بہت سے مدارس تھے مگر ان بدبختوں نے بلڈوزر سے انہیں تہس نہس کردیا لیکن اللہ تعالیٰ کو اس دین کی حفاظت منظور تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اصحاب توفیق کو الہام فرمایا، غیبی قوتوں نے ظہور فرمایا، اہل اللہ کے سینے سے نکلی ہوئی آہوں نے بارگاہ الٰہی میں قبولیت پائی اور ہندوستان میں مدارس اسلامیہ کے قیام کی طرح ڈالی گئی۔اول سرزمین دیوبند اس سعادت کبریٰ اور نعمت عظمیٰ سے سرفراز ہوئی، حق تعالیٰ نے نظر عنایت فرمائی، زیادہ وقت نہیں گزرتا تھا کہ ہندوستان کے بہت علاقوں میں مدارس اسلامیہ کی بنیادیں قائم ہوتی چلی گئیں۔

یہ مدارس ہندوستان میں دین اسلام کی بقا اور تحفظ کے مضبوط قلعے اور اہل اسلام کے لئے نعمت عظمیٰ اور غنیمت کبریٰ ہیں، آج جہاں کہیں اس ملک میں حق وہدایت کی شمع روشن ہے انہیں مدارس کا فیض ہے۔

اور آج دارالعلوم دیوبند کا فیض صرف ہندوستان وپاکستان ہی نہیں بلکہ دنیا کے چپہ چپہ میں پہونچ رہا ہے آپ دنیا کے کسی گوشہ میں چلے جائیں تو دارالعلوم کا بالواسطہ

یا بلاواسطہ کوئی فیض یافتہ ضرور ملے گا یہ ان بزرگوں کے اخلاص کی برکت ہے جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے رورو کر دین حنیف کی بقاء تحفظ کیلئے دعائیں مانگی تھیں۔انگریزوں کی یہ ناپاک اور گندی سازش تھی کہ پورا ملک ہندوستان عیسائیت میں تبدیل کردیا جائے۔اس کے لئے عیسائیوں کے جلسے جلوس ہوتے اور انگلینڈ سے بڑے بڑے پادری بلائے جاتے تاکہ وہ آکر ہندوستان کے عوام کو گمراہ کرسکیں اور ان کو عیسائیت کی دعوت دیں۔چنانچہ عیسائی پادری ملک میں کیڑے مکوڑوں کی طرح پھیل گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے علماء پیدا کئے جنہوں نے امت کی دکھتی رگوں پر مرہم رکھا اور بڑے بڑے پادریوں سے مناظرہ کیا اور ایسی شکست فاش دی کہ دوبارہ ان کو مناظرے کی ہمت نہ پڑی اور اس طرح لوگوں کے سامنے حق وباطل ظاہر ہوگیا مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ علم عطا کیا تھا پادریوں، پنڈتوں اور دیگر مذاہب کے لوگوں سے مناظرے ہوئے اور ہر دفعہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ہی کو فتح وکامیابی عطا کی۔حضرت نے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اسی طرح مرادآباد میں مدرسہ قاسمیہ کی بنیاد رکھی اس کے علاوہ کئی مدارس کی اور بھی بنیاد رکھی بحمد للہ شاخ در شاخ مدارس کا جال پھیل گیا۔

مدارس نے اخلاص ونیت کو باقی رکھا

اسلامیان ہند بلکہ مسلمانان عالم اس نعمت عظمیٰ پر اللہ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ان مدارس نے علوم دینیہ کو زندہ رکھا، اخلاص وللّٰہیت کو باقی رکھا، کردار وعمل کی صحیح شکل وصورت کو محفوظ رکھا، اور حق یہ ہے کہ دین کی ہمہ جہتی حفاظت میں ان کا اہم کردار رہا ہے۔چاہنے والوں نے بہت چاہا کہ مدارس کو ان کی اس ڈگر سے ہٹادیں جس پر چلتے رہنے کیلئے ان کا وجود قائم ہوا تھا، کچھ ایسے لوگوں نے بھی چاہا جن کی

نگاہوں میں یہ مدارس خار بن کر کھٹکتے ہیں، وہ اسے دنیوی ترقی اور عیش وعشرت یا یوں کہئے کہ نفسانی خواہشوں کی راہ میں رکاوٹ سمجھتے ہیں، انہوں نے چاہا کہ اسے فنا کردیں، ایسا ان کے بس میں نہیں ہوا تو انہوں نے دوسرا داؤ کھیلا کہ ان مدارس کے نصاب میں، ان کے طریقۂ کار میں ایسی چیزیں داخل کردیں جو بظاہر دیکھنے میں خوشنما ہوں لیکن انجام یہ ہوگا کہ یہ دین کی ڈگر سے منحرف ہوکر محض دنیا کی راہ اختیار کرلیں گے، یہ بات بڑی وضاحت سے سمجھ لینی چاہئے کہ دنیا طلبی، جاہ پرستی اور دولت وثروت کی دیوانہ وار فتنگی کے سمندر میں یہ مدارس دین وملت کے محفوظ جزیرے ہیں جہاں مذہب اسلام کے سرمایہ کی حفاظت کی جاتی ہے، اگر ان میں وہ چیزیں داخل کردی گئی یا انہیں داخل ہونے کا راستہ دے دیا گیا جن کو دین سے مناسبت کم اور دنیا سے مناسبت زیادہ ہے تو دیر نہیں گذرے گی کہ دین وملت کے جزیرے دنیا پرستی کے سمندر میں غرقاب ہوجائیں گے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جن مدارس نے دنیا کی ان ہواؤں کو اپنے حصار میں آنے کی اجازت دی وہاں دین مغلوب ہوچکا ہے اور دنیا پرستی غالب ہوگئی ہے۔

مدارس سے بھی ایمان کا تحفظ ہے

انہیں مدارس کی بدولت دین زندہ ہے اسلام باقی رہے اور مسلمان اپنے دین ومذہب پر آزادی کے ساتھ عمل کررہے ہیں خدانخواستہ اگر یہ مدارس اسلامیہ نہ ہوں تو نماز جنازہ پڑھنے والا کوئی نہ ملے گا اسپین کا حال کوئی ڈھکا چھپا نہیں ہے ایک طویل عرصہ تک اس ملک نے دین واسلام کی عظیم الشان خدمات انجام دی۔ مدارس ہی کی بدولت جب تک مدارس کا صحیح طور پر قیام ونظام رہا اصول وضوابط کے مطابق مدارس چلتے رہے بڑے بڑے علماء، مفتیان دین شرع متین بڑے بڑے محدث ومفسر پیدا

ہوتے رہے جنہوں نے دین اسلام کی ایسی خدمات انجام دی ہیں کہ آج تک لوگ ان سے مستفید ہورہے ہیں، لیکن جب مدارس سے عوام کا رشتہ ٹوٹ گیا اور علماء کا عوام سے کوئی رابطہ نہیں رہا تو نتیجہ یہ ہوا کہ پوری دنیا میں شان وشوکت رکھنے والا عظیم الشان ملک عیسائیوں کے قبضے میں چلا گیا علماء کا صفایا ہوگیا مسلم بچے اور بچیوں کو عیسائیوں نے اپنے گھروں میں رکھ کر ان کو عیسائی بنالیا مردوں کو قتل کردیا عورتوں کی کھلے عام عزتیں لوٹی گئیں اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ پورے ملک میں ایک بھی کلمہ گو باقی نہ رہا علامہ اقبالؒ نے اسی کی منظرکشی کی ہے۔

اے گلستان اندلس وہ دن ہیں یاد مجھ کو
تھا بڑی ڈالیوں پہ جب آشیاں ہمارا

ہمارے ملک ہندوستان میں بھی اسپین کی تاریخ دہرانے کی کوششیں کی جارہی ہیں اور اس کے لئے سب سے پہلے مدارس کو نشانہ بنایا جارہا ہے جب کہ مدارس تو امن وامان، پیار ومحبت، اخوت وبھائی چارگی، وطن پرستی اور وفاداری کا درس دیتے ہیں، انہیں مدارس کے فارغین، علماء وحفاظ نے ہی ملک کو انگریزوں کے پنجۂ استبداد سے آزاد کرایا اور ملک وطن کی خاطر سینکڑوں ہزاروں علمائے کرام نے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا جب تک یہ مدارس ہیں ملک میں امن وامان رہے گا، اور جب ہمارا ایمان محفوظ رہے گا۔ عورتوں کی عفت وعصمت اور پاکدامنی محفوظ رہے گی۔ اس لئے مدارس کا قیام اس کی وجود وبقاء بہت اہم اور ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ مدارس اسلامیہ کی حفاظت فرمائے اور دن دونی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

تربیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل الرَّبِّ الرْحَمْهُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ قال قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبٍ حُسْنٍ" اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامَ.

محترمہ صدر معلّمہ خواتین اسلام بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو! نبی اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی چیز عطیہ نہیں پیش کیا آدمی اپنی اولاد کو روپے پیسے کھانے پینے کی چیزیں دیا کرتا ہے مگر سب سے بہتر چیز اولاد کو اچھا ادب سکھا دیتا ہے، جس سے دنیا بھی سدھر جائے گی اور آخرت بھی سدھر جاتی ہے جو لوگ اپنی اولاد کو تعلیم وتربیت اور زیور ادب سے آراستہ نہیں کرتے ان کی اولاد دنیا ہی میں والدین کی بدنامی ورسوائی کا ذریعہ اور سبب بنتی ہے والدین

بڑھاپے کی عمر کو پہونچ جاتے ہیں اولاد کی خدمت اور مدد کے محتاج ہوتے ہیں مگر اولاد توجہ بھی نہیں کرتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تعلیم وتربیت اور پرورش کا طریقہ سکھلا دیا ہے کہ بچوں کی کس طرح پرورش کی جائے چنانچہ بخاری میں ہے کہ حضرت ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے زیر پرورش تھا اور میرا ہاتھ (کھاتے وقت) پیالہ میں گھومتا تھا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یَا غُلَامُ سَمِّ اللّٰهَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ اے لڑکے اللہ کا نام لو (بسم اللہ پڑھو) دائیں ہاتھ سے کھانا کھاؤ اور اپنے قریب سے کھاؤ۔ (بخاری: باب التسمية على الطعام والاكل باليمين)

ابوسلمہ ابھی بچے تھے، تعلیم وتربیت کے دور سے گزر رہے تھے اور آپ ہی کے زیر پرورش تھے، اسلئے بروقت براہ راست غلطی پر متنبہ کرنا ضروری تھا لہٰذا آپ ﷺ نے غلطی پر تنبیہ کی لیکن نہایت محبت ودلسوزی اور پیار بھرے انداز میں، کھانے پینے کے مختلف آداب سکھاتے ہوئے کہ غلطی کرنے والا احساس کمتری کا شکار بھی نہ ہو اور اپنی غلطی کی اصلاح بھی کرلے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ خدمت نبوی ﷺ میں

ہمارا حال یہ ہے کہ بچوں کو اپنے ساتھ کھلانا ہی معیوب سمجھتے ہیں، تربیت کیا کریں گے بچوں کا دل سادی تختی کے مانند ہوتا ہے جو چاہو اس پر نقش کردو تربیت کا خاص اثر بچوں بلکہ بڑوں پر بھی پڑتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی تربیت ہی کا تو اثر تھا کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے ساری دنیا کے لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی عمر دس سال تھی جب نبی کریم ﷺ مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کرکے تشریف لائے۔ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ کو ان کی ماں ام سلیم نے آپ ﷺ کی خدمت کے لئے پیش فرمادیا آپ ﷺ نے قبول فرمالیا اور اس طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ دربار نبوی میں ایک خادم

کی حیثیت سے رہنے لگے۔اور دس سال تک ان کو خدمت کا شرف حاصل رہا وہ بیان فرماتے ہیں کہ کبھی آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ کام کیوں کیا؟ اور یہ کام نہیں کیا؟ ظاہر ہے کہ وہ بچے تھے کبھی بچوں کی سی حرکتیں ہو جاتی تھیں مگر نبی کریم ﷺ نے کسی کام کے لئے بھیجنا چاہا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا فرماتے ہیں کہ میرے دل میں تھا کہ میں ضرور کروں گا مگر میرے انکار کے باوجود آپ ﷺ نے ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا بعد میں اس کام کے لئے چلا گیا راستہ میں بچے کھیل رہے تھے میں بھی وہیں کھڑا ہو گیا آپ علیہ السلام نے خیال فرمایا کہ میں کام کے لئے نہیں گیا ہوں اس لئے خود ہی تشریف لے جانے لگے راستہ میں مجھے بچوں کے کھیل میں مشغول دیکھا تو فرمایا تم گئے نہیں میں نے عرض کیا ابھی جاتا ہوں۔

ایک نوجوان کو نصیحت

حضرت ابوامامہ کا بیان ہے کہ قریش کا ایک نوجوان نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول مجھے زنا کی اجازت دیجئے۔لوگوں نے اسے ڈانٹا اور کہا دور ہو جاؤ یہاں سے، آپ ﷺ نے اسے اپنے قریب بلایا اور دریافت کیا: کیا تو اپنی ماں کے لئے زنا کو پسند کرتا ہے؟ نوجوان نے جواب دیا: لا یا رسول اللہ: اللہ کی قسم بالکل نہیں اے اللہ کے رسول۔آپ ﷺ نے کہا اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی ماؤں کے ساتھ زنا کو پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ نے نوجوان سے دریافت کیا: کیا تو اپنی بیٹی کے لئے زنا کو پسند کرتا ہے؟ نوجوان نے جواب دیا لا واللہ یا رسول اللہ: اللہ کی قسم بالکل نہیں اے اللہ کے رسول۔آپ ﷺ نے فرمایا اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی بیٹیوں کے لئے زنا کو پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ نے نوجوان سے دریافت کیا: کیا تو اپنی بہن کے لئے زنا کو پسند کرتا ہے؟ نوجوان نے کہا: لا واللہ یا

رسول اللہ: اللہ کی قسم بالکل نہیں، اے اللہ کے رسول۔آپ ﷺ نے کہا اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی بہنوں کے ساتھ زنا کو پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے نوجوان سے دریافت کیا۔کیا تو اپنی پھوپھی کے لئے زنا کو پسند کرتا ہے؟ نوجوان نے جواب دیا: لا واللہ یا رسول اللہ: اللہ کی قسم بالکل نہیں اے اللہ کے رسول۔آپ ﷺ نے کہا اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی پھوپھیوں کے ساتھ زنا کو پسند نہیں کرتے۔ آپ ﷺ نے پھر نوجوان سے دریافت کیا۔کیا تو اپنی خالہ کے لئے زنا کو پسند کرتا ہے؟ نوجوان نے کہا: لا واللہ یا رسول اللہ۔اللہ کی قسم بالکل نہیں اے اللہ کے رسول۔ آپ ﷺ نے کہا اسی طرح دوسرے لوگ بھی اپنی خالاؤں کے ساتھ کسی کے زنا کو پسند نہیں کرتے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس کے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ ذَنْبِہٖ وَطَھِّرْ قَلْبِہٖ وَاَحْصِنْ فَرْجِہٖ: اے اللہ اس کا گناہ معاف فرما دے، اس کا دل پاک کر دے اور اس کی شرم گاہ کی حفاظت فرما۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد)

نوجوان کیسا ذہنی مریض تھا۔کس قدر برائی کے نشے میں ڈوبا ہوا تھا کہ اسے نبی ﷺ سے اتنی بڑی برائی کی اجازت مانگتے ہوئے شرم تک نہیں آئی، لیکن آپ ﷺ نے حکمت و دانائی کے ساتھ مختلف مثالیں دے کر نوجوان کے دل و دماغ سے اس برائی کو اس طرح نکالا کہ راوی کا بیان ہے کہ وہ نوجوان اس کے بعد کبھی زنا کی طرف مائل نہیں ہوا۔

ہماری باتوں کا اثر کیسے پیدا ہو

ہمارا حال یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہم سے اس طرح کی بات کرے تو اس کے منہ پر تھپڑ رسید کریں گے آج کل لوگ نصیحتیں کرتے ہیں، بیانات اور مواعظ ہوتے ہیں مگر نہ تو متکلم پر اثر ہوتا ہے نہ ہی سننے والوں پر۔

واعظ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی — برق طبعی نہ رہی شعلہ فعالی نہ رہی
رہ گئی رسم اذاں روح بلالی نہ رہی — فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے — یعنی وہ صاحب اوصاف مجازی نہ رہے

صرف بیان کر دینا وعظ ونصیحت کر دینا ہرگز موثر نہیں ہوسکتا جب تک کہ خود بیان کرنے والے کے اندر تڑپ اور دلسوزی نہ ہو۔ اخلاص وللّٰہیت نہ ہو۔ قوم کا درد وامت کی فکر نہ ہو، آج بھی مقررین وخطبا قرآن وحدیث ہی سے بیان کرتے ہیں لیکن لوگ ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں۔ البتہ کچھ ایسے مخلص اور فرشتہ صفت لوگ آج بھی ہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں لوگ بسر وچشم قبول کرلیا کرتے ہیں ہم بھی اپنے اندر اخلاص پیدا کریں اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت اسلامی طرز پر کریں اور ایک مسلمان بن کر نبی آخرالزماں ﷺ کا سچا پیروکار بن کر زندگی گذاریں تاکہ ایک سچا وپکا امتی کہلائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نبی کریم ﷺ کا سچا امتی بنائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

تعلیم میں انحطاط کیوں؟

اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد.قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. "طَلَبُ كَسْبِ الْحَلاَلِ فَرِيْضَةٌ بَّعْدَ الْفَرِيْضَةِ" اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمَ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات سامعین باوقار ماؤں اور پیاری بہنو! علم کی دو قسمیں ہیں: دنیوی اوراخروی۔ نجات کا ذریعہ تو صرف اخروی علم یعنی علم دین ہے اور رہا دنیوی اور عصری علم تو یہ کسب معاش کا ذریعہ ہے۔ دنیوی ترقیاں عصری علوم کے ذریعہ ملتی ہیں۔ البتہ جس علم کے سیکھنے اور حاصل کرنے کی حدیث شریف میں فضیلت آئی ہے اس سے مراد علم دین ہی ہے اور جس دور سے ہم گذر رہے ہیں اس میں

عصری علوم کی بہت ہی اہمیت ہے اس لئے اس کی طرف توجہ دینا بھی مسلمانوں کے لئے بہت ہی ضروری ہے اور دنیوی ترقی ہم کو اسی وقت مل سکتی ہے جب کہ دینی علوم کے ساتھ دنیوی علوم بھی حاصل کریں اس کے لئے اچھے اسکول اور ماہر اساتذہ کا انتخاب بہت ہی ضروری ہے آجکل ہر سو تعلیم کا چرچا ہونے کے باوجود تعلیم میں بڑی حد تک گراوٹ اور کمی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک اسکول میں تعلیمی جائزہ کے دوران بی ایس اے کے ذمہ داران نے ایک طالب علم سے فطرت کی انگریزی معلوم کی تو اس نے حاضر جوابی کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے کہا سر ’’نٹورے‘‘(Nature)۔ ذمہ داران نے برہم ہو کر ہیڈ ماسٹر سے شکایت کی تو ہیڈ ماسٹر نے افسوس کے ساتھ کہا کہ سر بہت ہی نالائق بچہ ہے۔ اس کو کئی بار اسکول سے نکالنے کے بارے میں بھی سوچا لیکن پھر یہ سوچ کر چھوڑ دیا کہ اس سے اس کا فیوچر (Future) خراب ہو جائے گا۔

یہ تو لطیفہ کی حد تک بات تھی لیکن آج ہر چہار جانب تعلیم کا بول بالا ہونے کے باوجود تعلیمی معیار میں حد درجہ گراوٹ دیکھنے میں آرہی ہے، ہزاروں روپئے فیس کے نام پر خرچ کرنے والا بچہ بھی صلاحیت میں زیرو نظر آجاتا ہے، اس درجہ گراوٹ کے جہاں دوسرے کئی اسباب ہیں وہیں ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج تعلیمی میدان بطور پیشہ نہیں برائے پیسہ اختیار کیا جاتا ہے۔

داخلہ سے ٹی سی تک جس مرحلہ پر آپ دیکھیں گے پیسے کا بول بالا ہے، پیسے ہی کے لئے اسکول اور مدرسہ قائم کیا جاتا ہے، کمیشن کے راستہ آنے والے مال ہی کے لئے ہر سال کورس تبدیل کیا جاتا ہے، مال ہی کے لئے اسکول میں نہ پڑھا کر ٹیوشن پڑھایا جاتا ہے، ڈریس، شناختی کارڈ مختلف حیلوں اور حوالوں سے کئی طرح کی فیس لی جاتی ہے، روپئے پیسے ہی کے لئے مختلف پروگرام مرتب کئے جاتے ہیں، اور رزلٹ کارڈ دیا جاتا ہے اور روپئے کے لئے ہی آخر میں ٹی سی دی جاتی ہے، اور اسی پیسہ کو

بچانے کی خاطر انتہائی کم تنخواہ والے غیر مستحق لیاقت وصلاحیت سے عاری اساتذہ رکھے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے بڑے مجرم اسکولوں کے ذمہ دار ہیں، بچوں سے فیس تو مختلف بہانوں سے لیتے ہیں لیکن بچوں کی تعلیم وتربیت کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے اور ان کے مستقبل کی ذرا بھی فکر نہیں کرتے کہ یہ قوم کے بچے جو ہمارے پاس ہیں اور ان کے والدین اپنی محنت کی گاڑھی کمائی ان بچوں پر صرف کرتے ہیں اور مستقبل میں امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہیں آگے چل کر یہ بچے اچھی سے اچھی ڈگریاں حاصل کریں گے اور اچھے پیسے کمائیں گے آخر ذمہ دارانِ اسکول کو بھی تو سوچنا چاہئے۔ پیسہ بچانے کی خاطر قوم کے بچوں کا ستیہ ناس کرتے ہیں۔ الحمد للہ آج بھی اچھے اور قابل استعداد اساتذہ موجود ہیں اگر ان کو معقول تنخواہیں دی جائیں تو یقیناً تعلیمی سدھار آئے گا اور بچوں کا مستقبل سنور جائے گا اور بچوں کے والدین اور سرپرست بھی اپنا کچھ وقت نکال کر ان کی تعلیم وتربیت پر توجہ کریں۔

طلبہ میں استعداد کہاں سے پیدا ہو

اسے معاشرہ کی بدقسمتی ہی کہا جاسکتا ہے کہ ماضی قریب تک بھی جہاں نہایت مخلص محنتی صاحب لیاقت اور فرض شناس حضرات تدریس کا پیشہ اختیار کرتے تھے وہیں آج معاملہ بالکل برعکس ہو گیا ہے، آج اساتذہ کی اکثریت ان لوگوں پر مشتمل ہے جو اس پیشہ کو بحالت مجبوری یا جز وقتی مشغلہ (پارٹ ٹائم جاب) کے طور پر اختیار کئے ہوئے ہیں، جو عنقریب اس کو الوداع کہدیں گے۔ ایسے لوگ بھلا کیا اس مقدس پیشہ کا حق ادا کرسکیں گے۔ کل تک ذی صلاحیت لوگ اس شعبہ میں آتے تھے لیکن آج ہر طالب علم ڈاکٹر انجینئر یا کوئی بھی بڑی ڈگری حاصل کر کے اعلیٰ عہدہ پر فائز ہونا چاہتا ہے اگر قسمت نے یاری کی تو فبہا اور کچھ نہ بن سکا تو ٹیچر بن جاتا ہے، والدین کا بھی

مزاج بن چکا ہے کہ اگر بچہ کا ذہن تعلیمی میدان میں ساتھ نہیں دیتا، سائنس، ریاضی اور بایولوجی میں نہیں چل پاتا تو ہم اس کو آرٹ پڑھاتے اور ٹیچر بنا دیتے ہیں، ہم نے بچپن میں سنا تھا کہ استاذ اگر پہاڑ ہے تو شاگرد ٹیلہ ہی بن پاتا ہے، طلبہ اساتذہ کا پر تو ہوتے ہیں جب اساتذہ کا یہ حال ہوگا تو طلبہ کیا بنیں گے اندازہ کیا جا سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ کو کئی آدھے ادھورے ڈاکٹر انجینئر بھی جھولا چھاپ نظر آئیں گے۔

تعلیمی سلسلہ کئی عناصر سے مل کر آگے بڑھتا ہے اس میں اساتذہ طلبہ، منتظمین، والدین اچھا ماحول اچھی کتابیں ہر ایک کی بنیادی اہمیت ہے، کھیت میں بیج ڈالنے، کھیتی کی اچھی دیکھ بھال کرنے روئی نکالنے، دھاگہ بنانے کپڑا بننے اور درزی کے کپڑا سینے تک اگر ہر جگہ ماہرین ہیں، محنت لگن اور دلچسپی سے کام کیا گیا ہے تو یقیناً اچھا لباس تیار ہوگا اور اگر کسی جگہ خامی رہ گئی ہے تو کپڑے کا متاثر ہونا لازمی ہے، یہی حال تعلیم کا بھی ہے، لیکن پھر بھی اس کے سب سے بنیادی عناصر اساتذہ وطلبہ ہی ہیں اگر ان لازم وملزوم دونوں کڑیوں میں سے کوئی ایک بھی کمزور ہے تو اس کا لازمی نتیجہ معیار تعلیم میں گراوٹ کی شکل میں سامنے آئے گا۔

بعض اسکولوں میں اساتذہ بالکل ناکارہ ہوتے ہیں پڑھانے کی استعداد وصلاحیت ان کے اندر ہوتی ہی نہیں خصوصاً سرکاری اسکولوں میں کسی طرح ڈگریاں حاصل کر لیتے ہیں اور پڑھانے کے لئے بیٹھ جاتے ہیں اور دن بھر چند ٹیچر مل کر گپ شپ کرتے ہیں اور حاضری لگا کر چل جاتے ہیں نہ تو حکومت کے کارندوں کو جائزہ لینے کی توفیق ہوتی ہے اور نہ اساتذہ کو بچوں کی تعلیم وتربیت سے کوئی سروکار اور بچوں کے والدین اور سرپرست غربت وافلاس کی وجہ سے ایسے ہی اسکولوں میں پڑھانے پر مجبور ہوتے ہیں جہاں فیس نہ لگتی ہو۔ کیونکہ پرائیوٹ اسکولوں میں داخلہ فیس اور ماہانہ فیس ادا کرنا ان کے بس میں نہیں ہوتا۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں کی زندگیاں ضائع

ہوتی ہیں، اسکولوں میں جانے سے پہلے بھی زیرو تھے اور وہاں سے نکلنے کے بعد بھی صفر ہی رہے۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ سرکاری اسکولوں کو بہتر سے بہتر بنائے اس میں اچھے اور ذی استعداد اساتذہ کا تقرر کرے۔ پیسے تو گورنمنٹ خوب دیتی ہے مگر تعلیم کی طرف توجہ نہیں کرتی۔

کثرت تعطیل تعلیم کے لئے مضر

ایک افسوس ناک پہلو یہ بھی ہے کہ ہمارے ملک میں چھٹیوں کی بہتات ہے مذہبی تقریبات اور تیوہار تو بے شمار ہیں ہی، کسی کی پیدائش پر چھٹی تو کسی کی وفات پر چھٹی، کبھی دھرنے اور احتجاج کی وجہ سے چھٹی تو کبھی کانوڑ کے سبب ایک ہفتہ تک آمد ورفت کی سہولیات معطل ہونے کی وجہ سے چھٹی، کبھی سخت گرمی اور سخت سردی کی وجہ سے لامحدود (تاحکم ثانی) ضلعی انتظامیہ کی طرف سے چھٹی کے احکامات اور اس پر اس قدر شدت کے ساتھ عمل ہوتا ہے کہ مجرمین کی گرفتاری میں بھی اتنی تگ ودو نہیں کی جاتی، باقاعدہ انکوائری ہوتی ہے لوگ جاکر اسکول کا معائنہ کرتے ہیں، مقامی اخبار والے برابر خبر رسانی کرتے ہیں کہ خدانخواستہ کوئی اسکول بچوں کو پڑھا تو نہیں رہا۔

سرکاری اسکولوں کی حالت تو اور بھی بدتر ہے اساتذہ کا موڈ بنا تو ہفتہ میں ایک دوبار یا مہینہ میں دو چار چکر لگا دئے آخر گھر کے بھی تو کام ہیں رشتہ داروں کی بھی خیر خبر رکھنی ہے کاروبار بھی دیکھنا ہوتا ہے، حاضری برابر جاری ہے، اگر موجود بھی ہیں تو ملکی وبین الاقوامی حالات پر نظر رکھنا، زمانہ کے احوال اور گرد ونواح کی خبریں جاننے کے لئے اخبار پڑھنا اور ساتھیوں کی مع اہل خانہ بالتفصیل خیر وعافیت معلوم کرنا بھی ضروری ہے، ورنہ اخوت ومروت کا تو جنازہ ہی نکل جائے گا، اس پر مستزاد یہ کہ تقریباً ہر سال ہی اساتذہ کو دوسرے اہم کاموں مثلاً پولیو تحریک، ووٹر لسٹ کی تیاری، شناختی

کارڈ، اس کا کنفرمیشن مردم شماری اور مقامی، صوبائی اور پارلیمانی انتخابات کے مواقع پر اساتذہ کی ہی ڈیوٹیاں لگائی جاتی ہیں۔

مذکورہ عوامل کے رہتے ہوئے تعلیمی تسلسل باقی نہیں رہ پاتا، اساتذہ میں عدم دلچسپی کی کیفیت اور طلبہ میں تعلیم کے تعلق سے بے رغبتی پیدا ہوتی اور اہمیت ختم ہو جاتی ہے، اساتذہ اور طلبہ دونوں ہی اپنے کار مفروضہ میں کوتاہی برتتے ہیں، لہٰذا نتیجہ کا فیصد گھٹ جانا لازمی چیز ہے، ایسے میں اگر اساتذہ کی باز پرس ہوتی ہے تو حفظ ماتقدم کے تحت امتحان میں نقل کرائی جاتی ہے، جو معیارِ تعلیم کے لئے سب سے بڑھ کر سم قاتل ہے۔

امتحان بھی تجارت بن گیا

امتحان میں نقل کرانے کے لئے باقاعدہ طور پر اساتذہ رشوتیں لیتے ہیں اور نقل کراتے ہیں ایک تو بچوں کے فیل ہونے کی وجہ سے جو بدنامی ہوتی اس سے وہ بچتے ہیں دوسری طرف اپنی جیب گرم کرتے ہیں گویا امتحان بھی ایک تجارت بن کر رہ گیا ہے اس طریقہ سے بچے جب پڑھیں گے اور امتحان میں رشوتیں دے کر نقل کر کے کامیاب ہوں گے تو ان بچوں کا مستقبل کیا تابناک ہوگا اور ان سے کیا توقع کی جاسکتی ہے جب انہوں نے اپنے اساتذہ کو رشوتیں لیتے اور نقل کرتے دیکھا ہے تو آگے چل کر وہ بھی یہی کام کریں گے کیونکہ بڑے جیسے کرتے ہیں چھوٹے بھی ویسے ہی کرتے ہیں۔ اس لئے کہ تعلیم کے میدان میں اساتذہ کا کردار بڑا ہی اہم ہوا کرتا ہے استاد کو اپنے طالب علموں کے لئے ایک اچھا نمونہ پیش کرنا چاہئے اور گورنمنٹ کو تعلیم وتربیت پر خاص توجہ دینی چاہئے۔ گورنمنٹ کے توجہ نہ دینے کی وجہ سے پرائیوٹ اسکول اور نرسیاں وجود میں آتی ہیں یہ ادارے اپنے فیصد رزلٹ اور معیار

تعلیم کا ڈھنڈورا تو خوب پیٹتے ہیں لیکن حقیقی معیارِ تعلیم تک وہ بھی نہیں پہونچ پاتے اور چونکہ یہ کاروباری نظریہ سے قائم ہوتے ہیں اس لئے ان کا سیدھا اثر طلبہ کے والدین کی جیبوں پر پڑتا ہے جو اس گرانی کے دور میں اکثر والدین کے لئے ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ اور بہت سے لوگ اپنی اولاد کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے کم عمری ہی میں کاروباری لائن میں لگا دیتے ہیں اور اولاد تعلیم سے بالکل عاری ہوتی ہے اس لئے تعلیم کو عام کرنے کے ساتھ اس کو آسان اور سہل بنانے کی ضرورت ہے تاکہ قوم کے بچے جاہل وناخواندہ نہ رہیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

دینی مدارس کو حقارت سے مت دیکھئے

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ . وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّامِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مَنْ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُّنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَّدْعُوْ لَهٗ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

مشفق ومہربان معلمات معزز خواتین اسلامی ماؤں اور پیاری بہنو!

اس میں کوئی شک نہیں کہ ابتدائے آفرینش ہی سے حق وباطل کے درمیان کشمکش رہی ہے، باطل طاقتوں نے ہمیشہ اسلام کی حقیقی صورت کو مسخ کرنے کی ناکام کوشش کی ہے مگر اللہ کے فرمان: وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۔(بنی اسرائیل:۸۱) کے تحت وہ طاقتیں ہمیشہ بے بس اور ناکام رہیں اور آفتاب اسلام آج بھی پوری آب وتاب پر ہے۔اور وقتاً فوقتاً اسلامی تعلیمات واحکام سے متاثر ہوکر شرف بہ اسلام ہوتے رہتے ہیں چونکہ اسلام ایک صالح معاشرے کی تشکیل کرتا ہے اور عفت وپاکدامنی کے ساتھ زندگی گذارنے کی تعلیم کرتا اور خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت وپرستش کرنے کا حکم کرتا ہے اور یہ نہیں چاہتا کہ انسان سینکڑوں مخلوقات کا غلام اور بندہ بن کر رہے بلکہ صرف اور صرف ایک اللہ تعالیٰ کی غلامی کرے اسی کی اطاعت وفرمانبرداری میں زندگی بسر کرے۔ یہی خوبی دشمنوں کی نظروں کو بھاتی ہیں لیکن رنج والم اور دلی کوفت اس وقت ہوتی ہے جب غیروں کی ان ناپاک کوششوں میں اپنے بھی شامل نظر آتے ہیں اور اسلام کے ناقابل تسخیر قلعے میں آگ لگانے کی کوشش کرتے ہیں اور ان گھناؤنی حرکات کے بعد اپنے آپ کو شیدائیان اسلام ہونے کا بھی دعویٰ کرتے ہیں۔

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

یہ مدارس نعمت عظمیٰ ہیں

یہ ایک تلخ مگر مسلمہ حقیقت ہے کہ آج ہمارے سماج ومعاشرہ میں دینی مدارس اور اہل مدارس کو حقارت آمیز نظروں سے دیکھا جاتا ہے، مدراس کے سفراء اور ذمہ داران حضرات کو قوم کا بدترین افراد شمار کیا جاتا ہے۔ساتھ ہی ان کو دہشت گرد اور

دہشت گردی کا اڈا کہا جاتا ہے، جب کہ ہندوستان کی آزادی اور اس کی ترقی میں مدارس اور اہل مدارس نے جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، ان کو تاریخ کے صفحات کبھی بھی فراموش نہ کرسکیں گے۔ اور خدمت خلق کا درس دینا ہے، دینی مدارس کے خلاف اغیار کے جھوٹے پروپیگنڈوں سے ان دینی مدارس سے مسلمانوں میں بڑھتی بے اعتمادی، بلکہ بدگمانی قابل تشویش ہے، حقیقت یہ ہے کہ ان مدارس کی طرف بے اعتمادی اور بدگمانی خود اسلام سے بدگمانی اور دینی تعلیم سے محرومی ہے جب کہ ”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ“ کا واضح فارمولا ہمارے سامنے موجود ہے۔ کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان کیلئے فرض ہے اگر یہ مدارس اسلامیہ نہ ہوں تو مسلمانوں کے بچے علم دین حاصل کرنے کیلئے کہاں جائیں گے اور دشمنوں کی طرف سے اسلام کے خلاف آئے دن نئے نئے اعتراضات اور پروپیگنڈے ہو رہے ہیں ان کا دفاع کون کرے گا، اور ان کو دنداں شکن جواب کون دے گا، یہی مدارس اس دور میں اسلام کی بقاو تحفظ کا اہم ذریعہ ہیں درحقیقت یہ مدارس اس دور میں نعمت عظمیٰ ہیں اور ہمارے ایمان اور اسلام کی حفاظت کا اہم سبب ہیں۔

قوم کی ترقی علم ہی کے ذریعہ ہے

کسی بھی قوم کی ترقی وتعمیر میں تعلیم کی بڑی اہمیت ہوتی ہے، جنگ آزادی میں اپنا گراں قدر کردار ادا کرنے کے بعد مدارس اسلامیہ نے تعلیم کے میدان میں بھی بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں، جامعہ ملیہ اسلامیہ، عثمانہ یونیورسٹی اور کشمیر یونیورسٹی جیسی عالمی شہرت یافتہ جامعات جن بزرگوں کی مرہون منت ہیں وہ سب مدارس ہی کے فارغین تھے۔

جب گلستاں کو خوں کی ضرورت پڑی
سب سے پہلے گردن ہماری ہی کٹی

پھر بھی کہتے ہیں ہم سے یہ اہل وطن
یہ چمن ہمارا ہے تمہارا نہیں

حقیقت یہ ہے کہ قوم وملت کی صحیح خدمات انہی مدارس سے فیض پانے والے علماء انجام دے سکتے ہیں جیسے کہ ماضی کی تاریخ اس بات پر شاہد اور گواہ ہے کہ جب بھی قوم وملت اور ملک وملت کے لئے قربانیوں کی ضرورت پڑی انہی علماء نے دی ہے اور انہیں کے ذریعہ ملک کی حفاظت ہوئی اور غیروں کو ملک چھوڑ کر اپنے وطن کی راہ لینی پڑی اور سچ تو یہ ہے کہ ملک وقوم کی ترقی انہی مدارس کے فیض یافتہ افراد کے ذریعہ ہوسکتی ہے۔

افسوس ہے کہ دور حاضر میں ملک کی ترقی کے کچھ دشمن حضرات، انسانیت اور حب الوطنی کا درس دینے والے مدارس اسلامیہ کو دہشت گردی کا اڈا تصور کرتے ہیں جب کہ مدارس کے قیام کا مقصد ہی ایمانداری، سچائی، امانت داری، اخلاص وللّٰہیت اور دین ومذہب، قوم وملت اور ملک وطن کی خدمت ہے پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ علماء دہشت پھیلائیں اور لوگوں کو ہراساں کریں اور ان کو ڈرائیں دھمکائیں اور ان کی جانیں تلف کریں کوئی ایک بھی مثال پیش نہیں کی جاسکتی کہ ان مدارس میں پڑھنے والے کسی فرد نے ملک وطن کے ساتھ غداری کی ہو۔ بلکہ جب بھی تحقیق کی جاتی ہے تو دوسرے ہی لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں اور یہ سب دشمنان اسلام کی طرف سے ایک ڈھونگ ہے کہ غلط بات کو بار بار دہرائیں یہاں تک کہ لوگ اس کو سچ سمجھنے لگیں اور آج وہی ہو رہا ہے۔

سفرا کو خالی ہاتھ نہ لوٹاؤ

آج مسلم معاشرہ علماء کے تعلق سے عمومی چندہ کے سلسلے میں بھی بدظن ہے جب کہ وہ حضرات بخوبی واقف ہیں کہ مدارس کے جملہ اخراجات انہیں دردمند محسنین

اور اہل خیر کے تعاون ہی سے پورے ہوتے ہیں، جس کے لئے مدارس کے سفراء حضرات رمضان کے ماہ مبارک میں روزہ رکھتے ہوئے در بدر بھٹکتے ہیں۔

روزہ کی حالت میں جب یہ سفراء اہل خیر حضرات کے دربار میں حاضری دیتے ہیں تو انہیں حقارت بھری نظروں سے دیکھا جاتا ہے اور بسا اوقات انہیں کچھ دیئے بغیر اور فرمان الٰہی (وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ) کا پاس ولحاظ نہ رکھتے ہوئے خالی ہاتھ واپس کر دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اخلاص کے ساتھ اس کی راہ میں خرچ کرنے کی لذت سے آشنا خوش نصیبوں کو خدام مدارس کی قدر ومنزلت اور ان کی خدمت کرنے کی توفیق دیتے ہیں، اس کے برخلاف بخل کے مریضوں، مہاجنوں اور نام ونمود کے لئے خرچ کرنے والوں کو ان قابل رشک خدام دین میں کمیوں کے سوا کچھ نظر نہیں آتا۔ دو پیسوں کے نشے میں یا مغربی پروپیگنڈہ سے متاثر بھولے بھالے مسلمانوں میں ان مدارس اور خدام مدارس کی قدر ومنزلت کا بڑا فقدان پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ مدارس کے حقیقی فائدے سے محروم رہتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بعض لوگ غلط طریقے سے چندے کرتے ہیں اور اس کو بجائے مدرسوں میں صرف کرنے کے اپنی ذات پر خرچ کر لیتے ہیں جس سے مدرسہ کے بچوں کا نقصان ہوتا ہے جس کی وجہ سے مدارس میں کام کرنے والوں کا دل ٹوٹتا ہے اور مدارس کی بدنامی ہوتی ہے لوگ علماء سے بدظن ہوتے ہیں مگر یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ اگر چند لوگوں نے یہ غلط رویہ اختیار کر لیا تو اس کی وجہ سے سارے مدرسے اور ان میں پڑھنے والے سارے بچے محروم کر دیئے جائیں اور ان کی امداد نہ کی جائے اگر ایسا کیا جائے تو اسلام کا بڑا نقصان ہوگا۔

مدارس کی کثرت رحمت خداوندی ہے

ملک کا ایک بڑا تعلیم یافتہ طبقہ مدارس کے قیام کے سلسلے میں بھی بدظن ہے اور مدارس اسلامیہ کو علماء کے مالی وسائل اور معاش کا ذریعہ بتاتا ہے، سفراء مدارس کی بڑھتی تعداد سے عاجز نظر آتا ہے جب کہ مدارس اسلامیہ کی اتنی بڑی تعداد ہو جانے کے باوجود بھی اس ملک کے پانچ فیصد مسلمانوں کی بنیادی دینی تعلیم کی ضرورت بھی پوری نہیں ہو پاتی۔ اس کے باوجود مسلمانوں میں مدارس کے قیام کی فکر کے بجائے مدارس کی زیادتی ایک عیب اور برائی نظر آتی ہے، بنیادی دینی تعلیم کی ضرورت محسوس کرنے والے کچھ دردمند مسلمان بھی یہ خیال رکھتے ہیں کہ اتنی بڑی تعداد میں دینی مدارس کی ضرورت نہیں ہے، ان دانشور حضرات کو خود محاسبہ کرنا چاہئے کہ آج مدارس اسلامیہ سے فارغ علماء بعض حکومتی اسکولوں میں استاذ دینیات متعین کئے جاتے ہیں، ائمہ مساجد کا فریضہ بھی یہی علماء انجام دیتے ہیں، اس کے علاوہ مدارس اسلامیہ کو بھی علماء کی ایک بڑی تعداد کی ضرورت ہوتی ہے، جو درس وتدریس اور دعوت وتبلیغ کی اہم ذمہ داریاں سنبھالتے ہیں، اس کے باوجود آج ہندوستان کے کتنے ہی علاقے بلکہ صوبے ایسے ہیں جہاں کے مسلمان نہ تو قرآن کریم کی تعلیم سے واقف ہیں اور نہ ہی شریعت اسلامیہ کے دیگر ضروری امور سے، ان کے دلوں کو اگر کوئی ایمان کی دولت سے مالا مال کرے گا تو یہی علماء ہوں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ“۔

جن فرشتہ صفت انسانوں کو اللہ رب العزت نے فلاح اور کامیابی کی ضمانت دی ہے وہ یہی علماء ہیں اسکے باوجود مدارس کی وقعت اور اہمیت کا اندازہ مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کے تعلیمی معیار پر ایک سرسری نگاہ ڈالنے سے ہوتا ہے۔

جن کا مقصد علم دین حاصل کر کے لوگوں کو اللہ و رسول سے آشنا کرانا ہوتا ہے اور ایسے افراد کے ذریعہ ہی ملک میں بھی امن وامان قائم ہوتا ہے اس کے برخلاف آپ کالج اور اسکولوں میں پڑھنے والے اسٹوڈنٹس کو دیکھ لیجئے جن کو ناچ گانے اور بے حیائی کی تعلیم دی جاتی ہے لڑکے اور لڑکیاں ایک ساتھ تعلیم حاصل کرتی ہیں نہ پردے کا کوئی نظم ہوتا ہے نہ حیاء و پاکدامنی کی کوئی پرواہ اور آئے دن ناخوشگوار واقعات پیش آتے رہتے ہیں جو والدین کے لئے روحانی تکلیف سے کم نہیں مدارس اور کالجوں کے پڑھنے والوں میں زمین وآسمان کا فرق پایا جاتا ہے۔

اچھے اور ذہین طلبہ کو مدرسہ میں بھیجیں

ایک تلخ حقیقت یہ بھی ہے کہ آج دینی مدارس میں صرف وہ طلباء داخل کیے جاتے ہیں جو مالی لحاظ سے بالکل کمزور ہوتے ہیں دوسرے وہ طلباء جو اسکولوں اور کالجوں میں فیل ہوجاتے ہیں یا پھر جو آخری درجے میں شریر ہوتے ہیں، افسوس ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ کے فرمان: ''اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ'' جیسے عظیم منصب کے لئے آپ نے جس لڑکے کو نبی کریم ﷺ کا نائب اور قوم کا امام بنانے کے لئے انتخاب کیا ہے وہ نہایت ہی خام مال ہے جس کی بازار میں کوئی قیمت نہیں ہے، اس کے برعکس جو لڑکا ذہین اور ہونہار ہے اسے عصری علوم کے لئے چنا ہے جس سے اس کی دنیا تو یقیناً سنور جائے گی مگر آخرت بگڑ جائے گی اور میدان حشر میں آپ کو کف افسوس ملنا ہوگا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ مسلمان اپنی آئندہ نسلوں کو اسلام پر باقی رکھنے کے لئے اور ان کو دینی، فکری بلکہ کلی ارتداد سے بچا کر رکھنے کے لئے ٹھوس بنیادوں پر ان کی ابتدائی دینی تعلیم کا نظم کرے اور یہ گمان کہ دینی تعلیم سے محروم رہ کر آئندہ نسلیں اسلام پر باقی رہ سکیں گی خیال عبث ہے۔ بلکہ دینی تعلیم سے محروم بچوں کے ارتداد کا

خطرہ یقینی ہے اس لحاظ سے ہندوستان میں دینی اداروں کا وجود اور ان کی بقا نہایت ضروری ہے۔ مدارس اسلامیہ کو بے فیض سمجھنے کے ساتھ مدارس اور اہل مدارس کے سلسلے میں مسلمانوں میں جو استخفاف بلکہ اہانت کا جذبہ پایا جاتا ہے یہ ایک ناسور ہے جس کے علاج کی ذمہ داری خود انہیں علماء پر ہے کہ وہ مدارس کی ضرورت وافادیت کا احساس دلاکر ملت اسلامیہ کی ذہن سازی کریں حقائق کی روشنی میں ان کو باور کرائیں کہ ہماری دنیا وآخرت بنانے میں ان مدارس کا بڑا اہم کردار ہے۔

اللہ تعالیٰ علماء اسلام اور اہل مدارس کو عوام کے ان ناشائستہ حرکتوں اور ذلت آمیز تنقیدوں سے بچائے، اور مدارس کو ترقی اور خدمت دین کی مزید توفیق دے تاکہ حق کا عروج ہو اور باطل دم توڑ دے۔

آج انہیں مدارس اسلامیہ اور علماء اسلام ہی کی وجہ سے دین کی شناخت ہو رہی ہے ورنہ ظاہری شکل وصورت سے تو مسلم اور غیر مسلم سبھی برابر ہیں یہ مدارس اسلامی قلعے ہیں اگر ان کو نقصان پہونچائے جائیں گے تو دین کا ملیامیٹ ہوجائے گا ان مدارس کی حفاظت ہر ایک مسلمان دینی فریضہ ہے۔ عصری علوم میں مہارت رکھنے والے چاند پر کمندیں ڈالنے والے محیر العقول کارنامے انجام دینے والے یقیناً اہل دنیا تو ان کے کارناموں کو یاد رکھیں اور ان کی داد دیں گے مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں ایسے کاموں کی قدر نہیں اقبال مرحوم نے کیا خوب کہا ہے۔ ؎

ڈھونڈھنے والے ستاروں کی گذرگاہوں کے — اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم وپیچ میں الجھا ایسا — آج تک فیصلۂ نفع وضرر کر نہ سکا

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

طلبہ اور طالبات کے لئے چند نصیحتیں

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . " اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَا اَوْ اِمْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيْهِ " اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

معزز معلمات عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! علم بہت بڑی دولت ہے دنیا میں اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اس لئے اس کو بڑی ہی محنت اور دلجمعی کے ساتھ حاصل کرنا چاہئے اور اپنی نیتوں کو خالص رکھیں کیونکہ علم دین حاصل کرنے میں اگر نیتیں صاف نہیں ہیں تو بجائے فائدے کے الٹا نقصان ہوگا۔ دنیوی علوم کا مقصد دنیا کمانا

ہوتا ہے مگر علم دین کا مقصد رضائے الٰہی ہونا چاہئے دنیا جو کچھ مقدر میں ہے وہ تو مل کر رہے گی اس میں کسی طرح کی کمی نہیں ہوسکتی اور اللہ تعالیٰ علم دین حاصل کرنے والوں کو کبھی بھوکا نہیں رکھتے دنیا میں بھی سرخروئی عطا کرتے ہیں اور آخرت میں بھی بلند مقام سے نوازیں گے۔

اصل امتحان فراغت کے بعد ہے

طالبانِ علوم نبوت! امت کو تمہارے بلند عزائم وحوصلوں کی سخت ضرورت ہے، تم ہی کو امت کا معمار ومحافظ بننا ہے۔ تم بغیر صبر وتحمل، عاجزی وانکساری، کدوکاوش اور مکمل حوالی کے علم کے فوائد سے بہرہ اندوز ہرگز نہیں ہوسکتے، شیخ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مشہور مقولہ ہے: "اَعْطِ الْعِلْمَ كُلَّكَ يُعْطِكَ الْعِلْمُ بَعْضَهٗ" (یعنی علم کو اپنا سب کچھ سونپ دو تب علم تمہیں اپنا کچھ حصہ دے گا)، تمہارے مطمح نظر صرف امتحان کی کامیابی نہ ہو بلکہ علمی سطح کو اونچا کرنا اور علمی بلندی مقصود ہو۔ اس لئے ہر گھڑی امتحان سمجھو اور جس طرح امتحان کے زمانوں میں محنتیں کرتے ہیں رات دن ایک کر دیتے ہو ہر زمانے میں محنت کرو اور اصل امتحان تو اس وقت ہوگا جب مدرسہ سے پڑھ کر نکلو گے جب تک مدرسہ کی چہار دیواری کے اندر ہو اس وقت تک عوام سے سابقہ نہیں پڑے گا تو لوگ آپ سے مسائل دریافت نہیں کریں گے آپ کو یہاں مستقبل کو سنوارنے اور بنانے کا اچھا موقع اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اس کی قدر کریں اور جب مدرسہ سے نکلیں تو ایک سچا نائب رسول بن کر نکلیں۔

یہ ایسا زمانہ پھر کبھی نہ آئے گا

اذان سنتے ہی مسجد روانہ ہو جایا کرو، اسلئے کہ حکم ربانی ہے: اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مَّوْقُوْتًا.

یاد رکھو! جس شخص نے فرائض الٰہی کو ضائع کیا تو وہ دوسری چیزوں کو (مثلاً سنن ومستحبات) کو بھی ضائع کرے گا۔تم ہی اپنے ادارہ کے اصل مقصود اور آبرو ہو، چنانچہ اپنے علم واخلاق، سیرت وکردار، محنت ولگن میں قابل تقلید نمونہ نہ بنو۔

عوام الناس بہترین قیادت اور اعلیٰ نمائندگی کے ضرورت مند ہیں، اس بلند مرتبہ ومقام کے لئے تمہارا ہی انتخاب ہوا ہے، لہٰذا قوم نے تم سے جو نیک تمنائیں اور امیدیں وابستہ کر رکھی ہیں ان کو پوری کرو۔کل کے دن تمہارے ہی ہاتھ میں باگ ڈور ہوگی تمہیں ہی امت کی قیادت اور سربراہی کرنی ہے میدان تمہارے لئے خالی پڑا ہے اس کے لئے خوب تیاریاں کرلو اور ایسا وقت کبھی ہاتھ نہیں آئے گا اساتذہ کرام کی نگرانی ذمہ داری کی توجہات مدرسہ کی طرف سے ہر چیز کی سہولیات گھروں کی مشغولیات سے بےفکری ایسا موقع کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔

استاذ شاگرد میں گہرا رشتہ

نظم وضبط، پابندی سے درجہ میں حاضری، جہد مسلسل، درجہ کی حاضری، حصول کیلئے نہ صرف ضروری بلکہ بنیادی شرائط ہیں، درسگاہ سے غیر حاضری نہایت شدید ضرورت درپیش ہو تبھی ہو ورنہ نہیں۔استاد جو تمہارے دل ودماغ کی صحیح تربیت کرتے ہیں، جس سے تمہاری دنیا وآخرت سنور جائے وہ درحقیقت تمہارے لئے باپ کی حیثیت رکھتے ہیں، لہٰذا ان کی وہ عزت وتوقیر، ادب واحترام کرو جو ان کے شایان شان ہو۔طالبان علوم نبوت کو علم اسلام اور دینی اخوت کا ہی رشتہ مربوط کرتا ہے۔

یوتوں سارے ہی مسلمان بھائی بھائی ہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اِنَّمَا الْمُؤمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں مگر علم نبوت حاصل کرنے والے طلباء کے درمیان بڑا خاص رشتہ اور تعلق ہے یہ علم نبوت

کی برکت ہے ایک استاد اور طالب علم کے درمیان اٹوٹ رشتہ ہوتا ہے جو کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والے طلبہ واساتذہ میں کبھی نہیں ہوسکتا مدرسہ میں پڑھنے والے طلبا اپنے اساتذہ کی خدمت کرنا سعادت سمجھتے ہیں اور ماں باپ سے زیادہ عزت واحترام اپنے اساتذہ کا کرتے ہیں اور مستقبل میں وہی طلبہ کامیاب ہوتے ہیں جو اپنے اساتذہ کی خدمت کرتے ہیں ان کی جوتیاں سیدھی کرتے ہیں اور انہیں کے علوم سے امت کو فائدہ پہونچتا ہے۔گمراہی کے دلدل میں پھنسے ہوئے لوگ ہدایت کی روشنی میں آتے ہیں اس لئے علم دین کو حقیر مت سمجھو اور اساتذہ کی خدمت کو بےکار مت تصور کرو ایک استاد اپنے شاگرد کے لئے ہمیشہ اچھا ہی سوچتا ہے اور چاہتا ہے کہ میرا یہ شاگرد خوب سے خوب ترقی کرے استاد کبھی بھی اپنے شاگرد سے حسد نہیں کرتا بلکہ اس کی ترقی سے ہمیشہ خوش ہوتا ہے۔

نظام الاوقات بناؤ

وہ طلباء جو بیرون ملک حصول علم کی غرض سے بھیجے جاتے ہیں وہ اپنے اپنے ملک کے نمائندے ہوتے ہیں، لوگ ان کو دیکھ کر ان کے ملک کا اندازہ لگاتے ہیں، چنانچہ ان کو ایسے ہی کام کرنے چاہئیں جو ان کے ملک کے لئے باعث شرف وعزت اور ان کے خاندان واعزاء کے لئے باعث مسرت ہو۔

تمہاری مادر علمی تمہاری کامیابی اور سرخروئی چاہتی ہے، تمہارے حق میں بہتری وبھلائی ووسائل مہیا کرتی ہے، لہٰذا تم اپنے مقصد کے حصول اور مشکلات کو حل کرنے میں اپنے ادارہ سے فائدہ اٹھانے میں کوتاہی نہ کرو۔ذمہ داریاں وقت کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہیں، زندگی ہی اصل سرمایہ ہے اس لئے اس سے گھاٹے کا سودا مت کرو، نہ ہی اسے غیر مفید کاموں میں صرف کرو۔

ایک ایک لمحہ کی قدر کرو، عربی کا مشہور مقولہ ہے: اَلْوَقْتُ اَثْمَنُ مِنَ الذَّهَبِ وقت سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے جو وقت گذر گیا وہ کبھی لوٹ کر واپس نہیں آئے گا دنیا میں ہر چیز کی قضا ہوسکتی ہے مگر وقت کی قضا نہیں ہے یقیناً وہ لمحہ جو آپ بے کار ضائع کررہے ہیں آپ کے لئے بڑا ہی نقصان دہ ہے آپ اگر یہاں مدرسے کی چہار دیواری میں رہ کر اپنا نظام الاوقات بنالیں گے تو بقیہ زندگی بھی آپ کے لئے بڑی خوشگوار ہوگی آپ اکابر واسلاف کی سیرتیں پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ کس طرح انہوں نے اپنے اوقات کو منظم کیا یہی چوبیس گھنٹے ان کیلئے بھی تھے وہ بھی انسان ہی تھے انسانی ضروریات انہیں بھی لاحق تھیں اور ہم سے کہیں زیادہ ان کو مصروفیات تھیں مسلسل اسفار کتابوں کی تصنیف دعوت وتبلیغ وعظ وارشاد یہ ساری چیزیں ان کے ساتھ لگی ہوئی تھی مگر پھر بھی ہر چیز کو حسن وخوبی انجام دیا کرتے تھے اور ہر موقع پر کامیاب تھے۔

اسباق کا اعادہ وتکرار شروع ہی سے جاری رکھو، سبق کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھو، اس لئے کہ جس مضمون کو سمجھ کر پڑھو گے، اس سے تم کو مناسبت اور لگاؤ پیدا ہوگا ورنہ اس سے تمہارا دل گھبرا جائے گا، جیسا کہ عربی کا مقولہ ہے: "مَنْ کَرِهَ شَیْئًا عَادَاهُ".

نفع بخش مشغلہ (Hobby) اختیار کرو، اسی مشغلہ میں اپنا خارجی وقت صرف کرو، اس سے تم کو فائدہ وسکون حاصل ہوگا مثلاً ورزش، خارجی مطالعہ، معاشرہ وسوسائٹی کی بے لوث خدمت، ان جیسے اور دیگر مشاغل میں اپنا وقت صرف کرو۔

اپنا محاسبہ کرو اور کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق قائم کرلو

طالبان علوم نبوت! رات کو سونے سے قبل کچھ وقت محاسبہ نفس کے لئے خاص کرلو۔ جس میں اپنے دن بھر کے مشاغل کا جائزہ لیا کرو اور اگر قابل اطمینان پاؤ تو خدا کا سجدۂ شکر بجالاؤ اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہو تو اللہ عزوجل سے مغفرت چاہو،

ساتھ ہی بلند مقاصد، عزائم جلیل کی بھی نیت کرو: "حَاسِبُوْا اَنْفُسَکُمْ قَبْلَ اِنْ تُحَاسَبُوْا وَزِنُوْا اَعْمَالَکُمْ قَبْلَ اَنْ تُوْزَنَ عَلَیْکُمْ"۔ اپنے نفسوں کا محاسبہ کرو اس کیلئے تمہارا محاسبہ کیا جائے اور اپنے اعمال کو وزن کرو قبل اس کے تمہارے اعمال وزن کئے جائیں، علم دین حاصل کرنے کے لئے عبادت الٰہی بھی بہت ضروری ہے نمازوں کی خاص پابندی کریں کبھی بھی نماز فوت نہ ہونے دیں، قرآن کریم کی تلاوت کا معمول بنائیں، ذکر واذکار کی عادت ڈالیں اور کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق بھی قائم کرلیں ہمارے اکابر واسلاف نے جب علم ظاہری حاصل کرلیا اور مہارت تامہ پیدا کرلی تو اسی پر اکتفاء نہیں کرلیا بلکہ کسی مصلح کے ہاتھ پر بیعت بھی کی تب جاکر ان کی زندگیوں میں نکھار پیدا ہوا اور قوم نے ان کو اپنے ہاتھوں پر بٹھایا اور آج بھی ہم ان کا نام بڑے ادب واحترام کے ساتھ لیتے ہیں کسی سے بیعت ہونے کا ایک اہم فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جو علوم انہوں نے مدرسوں میں سیکھے ہیں، خانقاہوں میں چند دن گذار لینے سے اور کسی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدینے سے ان علوم پر عمل کرنے کی توفیق مل جاتی ہے علم کی وجہ سے اگر تکبر پیدا ہورہا ہے تو خانقاہوں کی برکت سے وہ تکبر زائل ہوجاتا ہے اور تواضع کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور تواضع کرنے والا ہی ترقی کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ نَکَرَ فَوَضَعَهُ اللّٰهُ. جس نے اللہ کے لئے تواضع کیا اللہ اسے بلند کردیں گے اور جو تکبر کرے گا اللہ اسے پست کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو علم دین حاصل کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

اسلامی مدارس

موجودہ دور کیلئے نعمت عظمیٰ

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . " اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ " اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی حفاظت کا وعدہ فرمایا ہے اسلئے رہتی دنیا تک یہ دین لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہے گا اس کے مقابل اٹھنے والی ساری آوازیں خود بخود دب کررہ جائیں گی اوراس کی مخالفت کرنے والے سب کے سب اپنی موت آپ مرجائیں گے۔اقبال مرحوم کیا خوب کہا ہے:

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے ہے شرار بولہبی

دین اسلام کے اندر ہر ایک مذہب سے مقابلہ کرنے کی طاقت ہے کبھی بھی اسلام مغلوب نہیں ہوسکتا اس دور میں اسلام کی حفاظت کا ایک اہم ذریعہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کردیا کہ مدارس اسلامیہ کا جگہ جگہ قیام عمل میں آیا اورلوگ وہاں جاکر علوم سے سیراب ہوتے ہیں اور دین کا کما حقہ علم حاصل کر کے اپنے وطن واپس لوٹتے ہیں تو ان کو دین اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔

سلطنت مغلیہ کا زوال اور انگریزوں کی دسیسہ کاریاں

ہندوستان میں مسلمانوں کی سلطنت کے زوال کے بعد نہ صرف مسلمانوں کے خلاف بلکہ خود مذہب اسلام کے خلاف فتنوں کی یلغار شروع ہوگئی ، اس وقت اس ملک میں سمندر پار کی ایک اجنبی سفید فام اور سیاہ قلب قوم تجارت کی راہ سے سیاست میں قدم جمارہی تھی ، یہ قوم وہ تھی جس نے چند صدی پیشتر مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگوں کا خونیں معرکہ چھیڑ رکھا تھا اور آخر میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے فولادی ہاتھوں سے اس نے وہ شکست کھائی تھی کہ اس کا زخم ناسور بن کر صدیوں اس قوم کی تکلیف اور دشمنی کا سبب بنا رہا، اس قوم کو اسلام سے اور مسلمانوں سے گہری عداوت تھی ، یہ قوم جب ہندوستان کے ساحل پر اتری تو یہاں اس کو انہیں مسلمانوں سے سابقہ پڑا جن کے ہاتھوں اسے صلیبی جنگوں میں تاریخی شکست ہوئی تھی ، اس نے اپنی دشمنی کا لاوا نکالنے کے لئے ہتھیاروں کا استعمال نہیں کیا ، بلکہ ان پر سازش اور دسیسہ کاریوں کے ہتھیار آزمائے ، حکومت سے تجارت کی اجازت لی ، ایک تجارتی کمپنی بنائی اور پھر آہستہ آہستہ اپنی فوجوں کو یہاں اتارنا شروع کیا ، اس قوم کی دراندازی

کے بعد اس ملک میں سیاسی، تعلیمی، مذہبی، اخلاقی اور معاشی اتل پتھل شروع ہوئی، اس کا ہر قدم اسلام اور مسلمانوں کے خلاف اٹھتا تھا، کبھی برنگ ہمدردی، کبھی برنگ سازش وفریب! مگر رخ یہ تھا کہ مسلمانوں کو پست وذلیل بھی کیا جائے اور اسلام کا اعتماد ان کے دلوں سے نکال بھی دیا جائے۔ اس کے لئے علم وہنر کے نئے نئے زاویئے، نئے نئے انداز پیش کئے، اور اس کے لئے صلیبی پادریوں کی ٹیمیں بھی اس نے ملک کے طول وعرض میں اتاریں اور اس نے خود مسلمانوں میں ایسے افراد کو منتخب کرنے کی مہم چلائی جو نام اور خاندان کے لحاظ سے تو مسلمان ہوں، لیکن مسلمانوں کے علوم وفنون اور اسلامی نظریات واعتقادات پر انہیں اعتماد نہ ہو، نبی کا نام اور تعلق تو چھیننا مشکل تھا، اس لئے اس نام کو باقی رکھتے ہوئے ان کی تعلیمات کے صحیح مفہوم ومطلب سے انحراف کو فروغ دینے کی کوشش کی، الفاظ وہی رہیں، جو قرآن وحدیث میں آئے ہیں، مگر ان کا مطلب ومعنی کچھ سے کچھ کر دیا جائے، تفسیر میں تحریف، حدیث کے مفہوم میں تحریف، فقہی مسائل میں تحریف وتاویل، تاریخ میں تحریف، تہذیب وتمدن میں تشکیک! اس قوم نے ایسی صورت حال پیدا کردی کہ دین اسلام باقی نہ رہے، اور اگر باقی رہے تو کچھ سے کچھ ہو کر! نام کے مسلمان باقی رہے مگر وفاداری صلیبی اقوام کے ساتھ ہو، مغلوں کی حکومت کے کمزور ہوجانے اور سمٹ کر لال قلعہ میں محدود ہوجانے کے بعد اس قوم کو کھیلنے کا موقع ملا، حکومت گئی تو طاقت ٹوٹ گئی، علم کمزور پڑ گیا، جہالت نے سر ابھارا صلیبی پادریوں نے اسلام کے خلاف آندھی چلائی، ملحدوں اور دہریوں نے علمی انداز میں شکوک وشبہات کے گرد وغبار اڑائے، جس کی وجہ سے خود مسلمانوں میں متعدد فرقے ایسے وجود میں آگئے جو بجائے اسلامی تعلیم پر کاربند ہونے کے اسلام ہی کی جڑ کھوکھلی کرنے لگے، جھوٹے نبی پیدا کئے گئے، بدعات وخرافات کی سرپرستی کرنے والے، انہیں عبادت وتقرب

الٰہی کی سند دینے والے ڈھونڈھے گئے، حدیثوں کے انکار اور فقہ اسلامی سے انحراف کی راہیں ہموار کی گئیں، غرض ہر وہ تدبیر اختیار کی گئی جس سے مسلمان نام رکھتے ہوئے آدمی اسلام سے منحرف ہوجائے، تاریخ اسلام پر اعتماد باقی نہ رہے، ایسے حالات پیدا کردئے گئے تھے کہ اسلام اور اسلامی تعلیم فنا کے گھاٹ اتر جائے۔

بزرگوں کے فیوض وبرکات

لیکن حکمت الٰہی کو منظور نہ تھا کہ جس سرزمین سے میرِ عرب ﷺ کو ٹھنڈی ہوا آئی تھی، جہاں اسلامی مجاہدین نے دین ودیانت کا علم نصب کیا تھا، جس سرزمین پر حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ نے قدم جمائے تھے، اور ان کی برکت سے ملک کے بیشتر حصے میں مذہب اسلام کے قدم جمے تھے، جس کے مرکز میں بیٹھ کر خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی علیہ الرحمہ نے اپنے خلفاء متوسلین کو بھیج کر یہاں کے ہر ہر خطّے کو دیانت وروحانیت کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا، جس کے ایک گوشے میں رہ کر مجدد الف ثانی حضرت امام شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے دین اسلام کی تعلیمات اور اس کی روحانیت کو اس طاقت وقوت سے پھیلایا کہ خانقاہوں، زاویوں اور مدارس سے آگے بڑھ کر مغل بادشاہوں کے بام ودر اس کے نور سے روشن اور اس کی تاثیر سے سرشار ہوگئے، جس ملک کی راجدھانی میں بیٹھ کر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے علم حدیث اور سلوک وروحانیت کا وہ مرکز قائم کیا جہاں سے علم وعمل کی ایک عدیم المثال کہکشاں تیار ہوئی، جس کی روشنی سے سارا ہندوستان جگمگا اٹھا، جس سرزمین کے ایک خطے سے اٹھ کر امیر المومنین وامام المجاہدین سیدنا سید احمد شہید قدس سرہ نے اپنے بزرگ خلفاء ورفقاء کے ساتھ اصلاح وتجدید اور جہاد فی سبیل اللہ کا وہ نعرہ بلند کیا کہ اس کی گونج آج تک مسلمانوں کے قلوب کو گرما رہی ہے، حق تعالیٰ کو منظور نہ ہوا کہ اس

ملک سے دین اسلام کے قدم اکھڑیں، اللہ نے احسان فرمایا، اس کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ یہاں دین اسلام کے قدم جمے رہیں اور اس روشنی کی تب وتاب باقی رہے۔

قیام دارالعلوم دیوبند

اللہ رب العزت نے اولیائے کاملین کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ دارالعلوم کا قیام عمل میں آئے ۔ چنانچہ حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبند کی سرزمین پر ایک مدرسہ کی بنیاد رکھی اللہ تعالیٰ اسے وہ مقبولیت عطا کی کہ مدرسہ کے قیام کے چند ہی روز بعد بیرون ممالک سے طلبہ کشاں کشاں اس مدرسہ میں آنے لگے جب کہ اس کے لئے نہ تو اشتہار چسپا کئے گئے نہ تو پمفلٹ شائع ہوئے لیکن اللہ نے لوگوں کے دلوں میں اس کی مقبولیت ڈالدی اور بخارا، سمرقند، افغانستان، ترکستان سے طلبہ آکر علم حاصل کرنے لگے پھر اسی دارالعلوم کے نہج پر برصغیر میں بہت سے مدارس وجود میں آئے اور اس میں علم حاصل کرنے والے ہی باطل قوتوں کا مقابلہ کرتے ہیں اور مسلمانوں کے ایمان وعقیدے کی حفاظت کرتے ہیں اس لئے ان مدارس کی حفاظت مسلمان کا فریضہ ہے اگر یہ مدارس ہیں تو ہمارا ایمان محفوظ ہے اور اگر یہ مدارس کمزور پڑ گئے تو ہمارا ایمان بھی کمزور ہوجائے گا ان مدارس کی حفاظت درحقیقت ایمان واسلام کی حفاظت ہے اس لئے ہم کبھی بھی ان مدارس پر کسی طرح کی آنچ نہ آنے دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حکمت کے ساتھ تربیت اور نصیحت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ اما بعد.

فَاعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات محترم خواتین ماؤں اور بہنو! دعوت وتبلیغ کا ایک اہم اصول حکمت ودانائی کے ساتھ کوئی بات مخاطب کے سامنے پیش کرنا بھی ہے تاکہ سننے والے کے دل پر اثر پڑے۔ قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر اور نصیحت کی تاکید آئی ہے۔ وَذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ اور نصیحت کرو اس لئے کہ نصیحت مسلمانوں کے لئے نفع بخش ہے، حکمت ودانائی کے ساتھ جب نصیحت کی جاتی ہے تو یقیناً اس نصیحت کا خاطر خواہ فائدہ ہوتا ہے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جس نے بھی اپنے زیرِ نگرانی افراد کی تربیت میں حکمت اختیار کی وہ کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہوا۔ اور جس نے اس سے بے توجہی برتی اسے ناکامی ونامرادی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں دعوت وتربیت کے میدان میں ''حکمت'' استعمال کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: اُدْعُ اِلٰی سَبِيْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ. (النحل:۱۲۵) ''اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلایئے اور ان سے بہترین طریقہ سے گفتگو کیجئے''۔

عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمۃ اللہ علیہ ''حکمت'' کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''ہر ایک کو اس کے حال، اس کی فہم اور اس کے اندر قبولیت اور اطاعت کے مادے کے مطابق دعوت دیجئے۔ حکمت یہ ہے کہ جہل کے بجائے علم کے ذریعے سے دعوت دی جائے اور اس چیز سے ابتدا کی جائے جو سب سے زیادہ اہم، عقل اور فہم کے سب سے زیادہ قریب ہو اور ایسے نرم طریقے سے دعوت دی جائے کہ اسے کامل طور پر قبول کر لیا جائے۔ اگر حکمت کے ساتھ دی گئی دعوت کے سامنے سر تسلیم خم کردے تو ٹھیک ورنہ اچھی نصیحت کے ذریعے سے دعوت کی طرف منتقل ہوجائے۔ (تفسیر السعدی رج ۲/۱۴۴۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ایک مقصد کتاب وحکمت کی تعلیم بھی بتائی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ. (سورہ الجمعہ/۲) ''وہی ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول بھیجا جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت سکھاتا ہے''۔

''سورہ بقرۃ'' میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی بڑی تعریف کی جسے حکمت کی دولت سے نوازا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ

خَيْرًا كَثِيْرًا. (البقرہ:۲۶۹) جسے حکمت دی گئی اسے بہت سی بھلائی عطا کی گئی۔ گویا حکمت اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے جو ہر ایک کو نہیں ملا کرتی ہے اور عقلمند آدمی وہی ہوتا ہے جو حکمت کے ساتھ دعوت وتبلیغ کے فریضہ کو انجام دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی تاکید فرمائی کہ حکمت وموعظت کے ساتھ لوگوں کو دعوت دیجئے اور دعوت وتبلیغ کیلئے تین درجے بتائے گئے ہیں۔ پہلے تو حکمت ہے، دوسرے نمبر پر موعظت ہے اور تیسرے نمبر ہے احسن طریقے پر بحث ومباحثے کے ذریعہ چونکہ لوگوں کی طبیعتیں بڑی مختلف ہوتی ہیں بعض بحث ومباحثہ اور مناظرہ پر اتر آتے ہیں اور ان کو اسی طریقے سے تبلیغ کی جائے اور اسلامی تعلیمات کو دلائل وبراہین کی روشنی میں پیش کی جائے تاکہ سارے اعتراضات اور شکوک وشبہات کافور ہوجائیں۔

ایک اعرابی کے مسجد میں پیشاب کرنے کا واقعہ

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی آیا اور مسجد میں پیشاب کرنے لگا۔ صحابۂ کرام نے اسے روکنا چاہا تو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو مت روکو۔ لوگوں نے چھوڑ دیا۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور کہا: اِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَیْئٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذْرِ اِنَّمَا هِیَ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَالصَّلَاةِ وَقِرَأَةِ الْقُرْآنِ. (مسلم رباب النہی عن الاغتسال فی الماء الراکد) ''مسجدیں پیشاب اور نجاست کیلئے مناسب نہیں یہ تو اللہ کی یاد، نماز اور قرآن پڑھنے کیلئے بنائی گئی ہیں: پھر ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ ایک ڈول پانی لاکر اس پر بہادے''۔

اعرابی کی اس غلطی کے موقعہ پر اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت ودانائی استعمال کرتے ہوئے صحابۂ کرام کو سختی کرنے سے روکا نہ ہوتا اور دیہاتی کے ساتھ شفقت ونرمی کا معاملہ کیا نہ ہوتا تو ایک طرف یا تو وہ پیشاب کرتا ہوا بھاگتا نتیجہ میں پیشاب کے

قطرے اس کے بدن اور کپڑے میں لگنے کے علاوہ مسجد کے مختلف حصے میں پھیل جاتے یا وہ پیشاب روک لیتا جو اس کی صحت کے لئے نقصان کا باعث ہوتا۔ دوسری طرف دیہاتی آپ ﷺ کے اخلاق سے متاثر ہونے کے بجائے آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے اخلاق وکردار کے تعلق سے منفی ذہن قائم کر لیتا۔

نصیحت وخیر خواہی ہر ایک کے ساتھ

آج ایسے واقعات پیش آجائیں تو بجائے نصیحت کرنے اور سمجھانے کے لڑائی ہی شروع کر دیں گے تو ظاہر ہے کہ فائدہ کہاں سے ہوسکتا ہے ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے آکر زنا کی اجازت طلب کرنے لگا آپ ﷺ نے غصہ نہیں کیا مارا پیٹا نہیں بلکہ اس کو اپنے قریب بٹھایا اور سمجھا بجھا کر فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہاری ماں اور بہن کے ساتھ کوئی بدکاری کرے تو اس نوجوان نے کہا یا رسول اللہ میں تو ہرگز اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص میری ماں بہن کے ساتھ منہ کالا کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا ایسے ہی ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ میری ماں بہن کی عزت سلامت رہے اور کوئی بھی ان کے ساتھ منہ کالا نہیں کرے پھر وہ نوجوان باز آگیا اگر اس طرح نصیحت کرنے کے بجائے اس کو ڈانٹا جاتا اور مارا پیٹا جاتا تو بجائے اس کے کہ آپ ﷺ کی بات سنتا اس کے دل میں نفرت بیٹھ جاتی اور گناہوں پر وہ شخص دلیر ہو جاتا لیکن حکمت ودانائی کے ساتھ ایک بات تھی سختی اور مار پیٹ کے ذریعہ کی جانے والی سو نصیحتوں پر بھاری ہوا کرتی ہے اس لئے کبھی بھی اس مسلمہ اصول کو ہاتھ سے نہیں چھوڑنا چاہئے اور بے جا غصہ بھی بڑا نقصان دہ ہوتا ہے۔

چنانچہ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ اس بات پر شاہد ہے کہ آپ نے دعوت وتربیت کے میدان میں ہر موقعہ پر حکمت ودانائی استعمال کی، جہاں جیسی حکمت استعمال کرنے

کی ضرورت پڑی وہاں ویسی حکمت آپ ﷺ نے استعمال کی۔ مثلاً جہاں شفقت ونرمی کو مفید سمجھا وہاں شفقت ونرمی استعمال کی، جہاں اجتماعی پند ونصائح سے کام پورا ہو رہا تھا، اسی پر اکتفا کیا، جہاں انفرادی نصیحت کی ضرورت محسوس کی وہاں انفرادی نصیحت کو بروئے کار لائے، جہاں جذبات واحساسات کو صحیح رخ دینے کا موقع آیا وہاں بڑی ہی حکمت ودانائی کے ساتھ مزاج ونفسیات کا خیال رکھتے ہوئے جذبات واحساسات کو صحیح رخ دیا، جہاں عملی نمونہ پیش کرنے کی ضرورت پڑی وہاں عملی نمونہ پیش کیا اور جہاں اشارہ وکنایہ ہی کافی تھے وہاں اشارہ وکنایہ ہی سے کام لیا۔ احادیث میں آپ کے طریقۂ تربیت کی کئی ایک مثالیں موجود ہیں:

ایک یہودی جب مہمان رسول بنا

ایک یہودی دربار رسالت میں پہونچا اور آپ ﷺ کا مہمان بنا اور شام کے وقت کئی آدمیوں کے حصے کے بقدر کھا لیا اور پیٹ خراب ہوگیا اور پورا بستر گندہ کر دیا جب صبح ہوئی تو جلدی سے بھاگ گیا شرم کی وجہ سے آپ ﷺ نے صبح کو آکر دیکھا کہ مہمان ہیں نہیں اور بستر سے بدبو آرہی ہے اور اس نے پاخانہ کر دیا ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے بنفس نفیس اس بستر کو اٹھایا اور اپنے دست مبارک سے اس یہودی کا پاخانہ صاف کرنے لگے صحابہ کرام نے بہت اصرار کیا کہ یا رسول اللہ ہم صاف کر دیں گے مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرا مہمان تھا اس لئے میں ہی اس کی خدمت کرنا پسند کرتا ہوں اور یہودی بھاگ تو گیا تھا مگر اس کی تلوار کمرے میں چھوٹ گئی تھی جس کی وجہ سے دوبارہ لوٹ کر آنا پڑا تو کیا دیکھتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے دست مبارک سے اس کا پاخانہ صاف کر رہے ہیں وہ شخص اتنا متاثر ہوا کہ اسی وقت مشرف بہ اسلام ہوکر اسلام کا حلقہ اطاعت وفرمانبرداری اپنے گلے میں ڈال لیتا ہے کسی شاعر نے آپ ﷺ کی منقبت میں کیا خوب کہا ہے۔ ؎

ظالم سے لیا ظلم کا بدلہ نہ کبھی بھی
مارا بھی تو اخلاق کی تلوار سے مارا

آج بڑی کثرت سے لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے مگر کسی کی زندگی میں انقلاب برپا نہیں ہوتا کیونکہ خود داعی بھی ان باتوں کو اخلاص وللّٰہیت کے ساتھ پیش نہیں کرتا۔ مستورات بھی بڑی کثرت سے جماعتوں میں جاتی ہیں حتی کہ بیرون ملک جاتی ہیں اور چار مہینے سال بھر لگا کر آتی ہیں مگر جیسے پہلے ہمارے اخلاق وعادات تھے ویسے جماعتوں سے واپس لوٹ کر آنے کے بعد بھی ہیں اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ اخلاص ونیک نیتی اور حکمت ودانائی کے ساتھ اپنی بات مکمل کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حافظ قرآن کی فضیلت

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ، فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ. اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

مشفقہ ومہربان معلمات اور صدر معلّمہ معزز خواتین! یہ میرے لئے بڑی خوش قسمتی کا موقع ہے کہ آپ کے اجلاس میں مجھے لب کشائی کا موقع ملا اس موقع پر آج حافظ قرآن کی فضیلت کے تعلق سے کچھ معروضات پیش کرنی ہے میں نے جو آیت مبارکہ اور حدیث شریف آپ کے سامنے پڑھی ہے اس میں قرآن مجید کا ہی ذکر ہے، ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے اچھا وہ شخص ہے جو قرآن کریم کو سیکھے اور سکھائے اس سے حافظِ قرآن کی فضیلت واہمیت کا پتہ چلتا

ہے کیونکہ قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے والے کو سب سے بہتر کہا گیا ہے۔قرآن کریم کی فضیلت وشرافت ہر مسلمان کے نزدیک مسلم ہے اس کی سب سے بڑی فضیلت یہی ہے کہ یہ ذات باری سے براہ راست نکلا ہوا کلام ہے جو اشرف الملائکہ حضرت جبرئیل امین کے واسطہ سے اشرف الانبیاء حضرت محمد عربی ﷺ کے قلب مبارک پر نازل ہوا، ارشاد باری ہے: وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ. اور یہ قرآن رب العالمین کا بھیجا ہوا ہے اس کو امانت دار فرشتہ لے کر آیا ہے، آپ ﷺ کے قلب پر صاف عربی زبان میں تاکہ آپ (بھی) منجملہ ڈرانے والوں کے ہوں۔(بیان القرآن)

ذخیرۂ احادیث میں بے شمار فضائل نبی اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے منقول ہیں، ہر ہر حرف پر دس نیکیاں ملنے کے ساتھ اس کو عقیدت کی نگاہ سے دیکھنا باعث ثواب ہے اس کا سننا بھی باعث ثواب ہے اور اسکے تعلق سے جو کچھ خدمات انجام دی جائیں وہ حسب باعث گواہ ہیں اور پھر زماں ومکاں کے اعتبار سے ثواب میں مزید بڑھوتری ہو جاتی ہے رمضان المبارک کے مہینہ میں نفل کا ثواب فرض کے برابر کردیا جاتا ہے تو تلاوت قرآن کا ثواب بہت ہی زیادہ بڑھ جاتا ہے۔

تقرب الٰہی کا ذریعہ تلاوت قرآن کریم

قرآن کریم کی تلاوت افضل العبادات اور تقرب بارگاہ الٰہی کا بہترین ذریعہ ہے جب تک آدمی تلاوت کرتا ہے اللہ سے ہم کلام ہوتا رہتا ہے، حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے ننانوے مرتبہ خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا اور ہر دفعہ ایک ہی سوال کیا کہ الٰہی کوئی ایسا وظیفہ بتا جسکو پڑھوں اور تیرا مقرب بندہ بن جاؤں، امام صاحب فرماتے ہیں کہ ہر دفعہ یہی جواب کہ احمد بن حنبل! قرآن کی تلاوت کرتا جا اور میرا

محبوب ومقرب بنتا جا، اسی لئے اپنے اکابر کے یہاں اس کا بہت خاص اہتمام رہتا ہے۔اور بڑی پابندی کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرتے ہیں بعض اکابر تو راتوں کو نوافل میں کئی کئی پارے پڑھ لیا کرتے اور کتنے ایسے خدا کے بندے گذرے ہیں جو ایک ایک رات میں پورا قرآن کریم تلاوت کیا کرتے تھے اور یہ تو مشاہدہ ہے کہ جب کسی کو کسی کے کلام سے محبت ہو جاتی ہے تو اس کو بار بار پڑھتا ہے سنتا ہے اس کو بیان کرتا ہے۔اور قرآن تو اللہ رب العزت کا کلام ہے تو اس سے ہر چیز سے بڑھ کر محبت اور عشق ہونا ہی چاہئے۔

حفاظ قرآن کا مرتبہ

قرآن کریم جیسی کتاب مقدس کو سینوں میں محفوظ رکھنے والے حفاظ کرام کا مقام ومرتبہ بیان کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پاک پڑھا اور اس کو یاد کیا اور قرآن کے حلال بتائے ہوئے کو حلال اور اسکے حرام بتائے ہوئے کو حرام سمجھا اور عمل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا، اور اس کے گھر سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول فرمائے گا جن کیلئے دوزخ واجب ہو چکی تھی۔(ترمذی، ج:۲/۱۱۸) اور ایک حدیث میں ہے کہ حفاظ قرآن کی عزت کرو کیونکہ ان کی جس نے عزت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی عزت کی، خبردار! حاملین قرآن کی بے حرمتی اور ان کے حقوق میں کمی نہ کرو، اسلئے کہ ان کا اللہ کے نزدیک ایسا مرتبہ ہے کہ ان کو انبیاء کا قرب حاصل ہوگا قیامت کے دن، حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب حاملِ قرآن مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ زمین کو حکم کرتا ہے کہ وہ اس کے گوشت کو نہ کھائے زمین عرض کرتی ہے کہ آپ کا کلام اسکے پیٹ اور سینہ میں ہے پھر کس طرح میں اسکے گوشت کو کھا سکتی ہوں۔(کنزالعمال)

حافظ قرآن کا مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ قیامت میں دس ایسے آدمیوں کو جن کیلئے دوزخ میں جانے کا فیصلہ کیا گیا ان کے گناہوں کی بدولت، حافظ قرآن کو اللہ تعالیٰ یہ فضیلت عطا فرمائیں گے کہ اگر وہ سفارش کردے تو اس کی سفارش قبول کی جائے گی اور ان سب کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کردیا جائے گا اور حافظ کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جو سورج سے بھی زیادہ روشن ہوگا۔

جنت میں بلندیٔ درجات

ویسے تو تمام مومنین ہی جنت میں جائیں گے لیکن حفاظ کا مرتبہ دوسروں سے بلند وبالا ہوگا، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص حضور نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن حافظ سے کہا جائے گا، قرآن کریم پڑھتا جا اور جنت کے درجات پر چڑھتا جا اور اسی طرح سنوار سنوار کر پڑھ جیسا کہ تم دنیا میں پڑھا کرتے تھے تمہارا درجہ اسی آیت کے ختم پر ہے جس کو تم پڑھو۔ (یعنی جتنی آیتیں پڑھو گے اتنے درجے ملیں گے) (ترمذی شریف، ج:۲/۱۱۹) حافظ ابن حجر ہیتمی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حفاظ ہیں کیوں کہ ویسے ناظرہ خواں تو سبھی مسلمان ہیں مگر درجوں کا فرق حفاظ اور غیر حفاظ میں ہوگا۔

آج کل بعض لوگ کہدیا کرتے ہیں کہ بغیر معنی ومطلب سمجھے ہوئے ویسے ہی طوطے کی طرح قرآن پڑھنے سے کیا فائدہ؟ یہ بڑی جہالت اور بد دینی کی بات ہے، یہ تو قرآن کریم کا اعزاز ہے کہ اگر کوئی بلا سمجھے پڑھے تو بھی اس کو ثواب ملتا ہے اور سمجھ کر پڑھے تو مزید ثواب ملتا ہے اس لئے کبھی بھی اپنی زبانوں سے ایسے الفاظ نہیں کہنے چاہئے کیونکہ ہر ایک کے لئے قرآن کریم کا سمجھنا آسان نہیں ہے لوگوں کی زبانیں مختلف ہیں اور قرآن عربی زبان میں ہے۔

حافظ قرآن مقدس فرشتوں کی جھرمٹ میں ہونگے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو لوگ قرآن کو پڑھتے ہیں اور حافظ بھی ہیں وہ مقدس فرشتوں کے ساتھ ہوں گے اور جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں اور ان کیلئے پڑھنا مشکل ہوتا ہے مگر پھر بھی پڑھتے تو ایسے لوگوں کیلئے دوہرا اجر ہے۔ (بخاری: ج۲/۷۳۵)

یہ وہی مقدس فرشتے ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ مقدس وپاکیزہ صحیفے انہیں کے ہاتھوں میں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فِیْ صُحُفٍ مُّکَرَّمَۃٍ مَّرْفُوْعَۃٍ مُّطَهَّرَۃٍ بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ۔ (عبس)

یہ ہے حفاظ کرام کی فضیلت اور ان کا مقام ومرتبہ کہ اللہ نے ان کی عزت کرنے کو اپنی عزت گردانا، فرشتوں جیسا مقام ومرتبہ عطا کیا، اہل خاندان میں سے دس آدمیوں کیلئے سفارشی بنایا۔ یہ اعزاز اور مقام صرف حفاظ ہی کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے اور قرآن کریم کو بھی ایسی فضیلت وبرتری ملی کہ دنیا کی کسی اور کتاب کو یہ اعزاز نہیں ملا کہ لوگ اس کو اس طرح حفظ کرتے ہیں جس سے کہ قرآن کریم کا ہر دور میں لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں حفاظ موجود رہتے ہیں اور قرآن کی خدمت کرنے والوں کی اللہ تعالیٰ عزت بھی کرتے ہیں اگر حافظ احکام شرع پر بجا طور پر عمل کرے۔

قرآن کریم کے بھی کچھ حقوق ہیں

(۱) اپنے آپ کو فرائض وواجبات اور سنن کا پابند بنائیں، اور حرام ومنہیات ودیگر لایعنی چیزوں کے ارتکاب سے بچائیں، اس لئے کہ اتنی پاکیزہ دولت اپنے سینے میں لئے ہوئے گناہ معصیت میں مبتلا رہیں، یہ تقدس قرآن کے خلاف اور اس

کی توہین ہے، بلکہ اندیشہ اس بات کا ہے کہ قرآن پاک اس کے اوپر وبال نہ بن جائے۔(۲) قرآن کریم سے ذرا بھی غفلت نہ کرے، کیونکہ اگر اس سے غفلت برتی تو چونکہ یہ بے نیازی باری تعالیٰ کا کلام ہے اس کے اندر بھی غیرت ہے فوراً یہ سینے سے نکل جائے گا، حدیث شریف میں ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حافظ قرآن کی مثال ایسی ہے جیسے اونٹ والے کی ہو جس کے اونٹ رسی سے بندھے ہوں، اگر ان کی حفاظت کرے گا تو وہ رہیں گے اور اگر چھوڑ دے گا تو چلے جائیں گے۔ (نسائی شریف: ج۱/۱۱۰) حفاظ کا جیسا مقام و مرتبہ ہے اسی طرح ان کی ذمہ داریاں بھی ہیں صرف قرآن کریم کو یاد کر لینا کافی نہیں بلکہ اس کو باقی بھی رکھنا ہے اور اس کے تقاضوں پر عمل بھی کرنا ہے اگر یاد کر لینے کے بعد اس کی تلاوت نہیں کریں گے تو قرآن سینوں میں محفوظ نہیں رہ سکتا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص قرآن پاک سیکھے اور اس کو پڑھے یاد کرے یعنی حفظ کرے اور پھر بعد میں اس کو ترک کر کے بھلا دے تو قیامت کے روز اللہ سے ایسی حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں گے، یعنی اس کے پاس نہ کوئی حجت ہوگی اور نہ ہی کوئی خیر اور بھلائی کی چیز ہوگی۔ (ابوداؤد شریف: ج:۲۰۷)

اسی وجہ سے بعض فقہاء کے نزدیک قرآن کریم یاد کر کے بھول جانا گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن کریم کو حفظ کر کے اس کو باقی رکھنا کوئی مشکل چیز نہیں ہے آدمی تھوڑا تھوڑا اپنی سہولت کے اعتبار سے تھوڑا تھوڑا روزانہ پابندی کے ساتھ پڑھتا رہے تو انشاء اللہ قرآن کبھی اسے بھول نہیں سکتا ہے مگر عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ جیسے ہی رمضان ختم ہوتا ہے تو اس کی تلاوت وغیرہ بھی بند کر دیتے ہیں۔

(۳) قرآن کریم کو دنیا کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں، ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: جو شخص قرآن پڑھے تاکہ اس کے ذریعہ لوگوں سے کھائے، قیامت

کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ محض ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔ (شعب الایمان للبیہقی، ج:۲/۵۲۲) ایک حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا: جُبُّ الْحُزْن سے پناہ مانگو، حضرات صحابۂ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ جُبُّ الْحُزْن کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا: دوزخ میں ایک وادی ہے جس سے خود دوزخ چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے، حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! کون لوگ اس میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا یہ ان قاریوں کے لئے تیار کی گئی جو اپنے اعمال دکھا دکھا کر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ قراء ہیں جو امیروں کے یہاں آمد و رفت کرتے ہیں۔ (ابن ماجہ: ص۲۳)

یہ کتنی سخت وعید ہے ان لوگوں کے لئے جو دنیا کی چند حقیر اور معمولی چیزوں کی خاطر اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی ناقدری کرتے ہیں اور مالداروں کے گھروں کا چکر کاٹتے ہیں کتنے افسوس کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی عظیم الشان نعمت دی کہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں اس کے مقابلہ میں ہیچ ہیں کیونکہ دنیا فانی ہے آخرت میں کام آنے والی نہیں ہے تو کیوں ہم دنیا کی حقیر تر چیزوں پر آخرت کو ترجیح دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

نوجوان طلباء وطالبات کے لئے حضور ﷺ کے ارشادات

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدَہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالیٰ . لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْم.

معزز سامعین، ماؤں اور بہنو! قرآن کریم کی آیت کا ٹکڑا میں نے پڑھا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ کی طہارت و پاکیزگی کی شہادت دی

ہے۔اس لئے کہ اللہ رب العزت نے رہتی دنیا تک کے انسانوں کو یہ بتادیا کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں عمدہ نمونہ ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اور آپ ﷺ خواہش نفس سے کوئی بات نہیں فرماتے۔ اس لئے کامیابی سیرت نبوی کی اتباع و پیروی ہی میں مل سکتی ہے۔

مشعل راہ

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے: کہ ”حق تعالیٰ شانہ ارشاد فرماتا ہے“ میں بندے کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر یعنی فرشتوں کے مجمع میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں، اور اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ ادھر متوجہ ہوتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں“۔ (مسند احمد)

محدثین کی اصطلاح میں ایسی حدیثوں کو جن میں حضور ﷺ اللہ کی طرف نسبت کر کے کسی چیز کو بیان کریں حدیث قدسی کہتے ہیں یعنی الفاظ تو آپ ﷺ کے ہوتے ہیں اور معانی اللہ کے ہوتے ہیں۔

قرآن کریم الفاظ و معانی دونوں ہی اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں اور دوسری چیز یہ ہے کہ قرآن تواتر کے ساتھ منقول ہے اور حدیث قدسی میں تواتر نہیں پایا جاتا ہے یہ تو ضمناً ایک بات بیان کر دی گئی اللہ تعالیٰ کو کس درجہ محبت ہے اپنے بندوں سے اور کتنا پیار ہے ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ جب اللہ مجھ کو یاد کرتے ہیں تو مجھے معلوم

ہوجاتا ہے کسی نے پوچھا کیسے؟ تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: فَاذْكُرُونِيْ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو میں تمہیں کروں گا جب بندہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر مجلس میں یعنی فرشتوں کی مجلس میں اس کو یاد کرتے ہیں۔

قناعت پسندی

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اللہ اپنے بندوں کو جو کچھ دیتا ہے، اس سے ان کی آزمائش کرتا ہے اگر وہ اپنی قسمت پر راضی ہوجائیں تو ان کی روزی میں برکت عطا فرماتا ہے اور اگر راضی نہ ہوں تو ان کی روزی کو وسیع نہیں کرتا''۔(مسند احمد)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ تھوڑی سی روزی پر راضی ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہوجاتا ہے۔(سنن بیہقی)

آدمی خواہ کتنا ہی دوڑ دھوپ کیوں نہ کرلے روزی کمانے کے لئے رات دن ایک کیوں نہ کر ڈالے مگر روزی اتنی ہی ملے گی جتنی اس کے مقدر میں ہے اور کون ہے جو دنیا کو اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔ یہ دنیا بڑی بے وفا ہے۔ عقلمند وہی ہے جو دنیا سے اپنے آپ کر بچا کر لے جائے جتنا کھا لیا پہن لیا یا آگے بھیجدیا وہی اس کا ہے باقی تو سب دوسرے کا ہے۔ آج محنت ومشقت سے روپے کما رہے ہیں کل جب آنکھیں بند ہوجائیں گی تو ایک ایک پائی کا حساب دینا پڑے گا، اس لئے جو کچھ اللہ نے عطا کیا اسی پر راضی رہیں اور ہر وقت اللہ کا شکر ادا کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ. اگر تم میری نعمتوں پر شکر ادا کروگے تو اور زیادہ عطا کروں گا اور اگر ناشکری کروگے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔

حساب میں آسانی

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی شخص میں ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کا حساب سہولت وآسانی سے لے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے گا۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا جو تمہیں محروم کرے اسے دو۔ جو تم سے رشتہ توڑے اس سے ناتا جوڑو جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کردو۔ جب تم یہ کرلوگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں جنت میں لے جائے گا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمایا کہ جس نے میری مخلوق میں سے کسی ایک کمزور کے ساتھ بھلائی کی جس کا کوئی کفالت کرنے والا نہیں تھا تو ایسے بندے کی کفالت کا میں ذمہ دار ہوں۔

جنت کی بشارت

ایک موقع پر حضور اقدس ﷺ نے جنت کا ذکر فرمایا اور اس کی نعمتیں اور وسعت بیان کی۔ ایک صحابی جو مجلس میں حاضر تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ جنت کسے ملے گی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے خوش کلامی کی، بھوکوں کو کھانا کھلایا، اکثر روزے رکھے ااور اس وقت نماز پڑھی جب دنیا سوتی ہے''۔(ترمذی)

آج شیطان کا ہمارے اوپر ایسا تسلط ہوگیا ہے کہ دنیا کی چند کوڑیوں کی خاطر راتوں رات جاگتے ہیں مگر ہمیشگی اور دائمی جنت کے لئے تھوڑی سی نیند کو قربان کرکے اللہ کے حضور کھڑا ہوکر نماز نہیں پڑھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑے ہی مہربان وشفیق ہیں آدمی تھوڑی سی ہمت کرے اللہ توفیق عطا فرمادیتے ہیں۔

جنت میں خادم خلق کا مقام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص جنت میں آزادی سے گھوم رہا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ اس نے راستہ سے ایک درخت کو کاٹ دیا تھا جو لوگوں کو تکلیف دیتا تھا، ایک فاحشہ عورت کی صرف اس بنیاد پر بخشش ہوگئی کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلادیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مسلمان کو لباس پہنایا تو اس کے جسم پر جب تک اس کا ایک ٹکڑا ابھی باقی رہے گا یہ لباس پہنانے والا محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت انسان کی بخشش کرنے اور اس پر رحم وکرم کا معاملہ کرنے کیلئے بہانہ تلاش کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے شکر گذار بندوں میں شامل فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

حصول علم اور دعوت الی اللہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِى الْقُرْآنِ الْمَجِيْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِيْد. فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم . قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْم.

قابل صدر احترام معلمات، سامعین باوقار اور معزز خواتین! حصول علم اور دعوت الی اللہ کے عنوان سے کچھ معروضات آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

اسلام اپنے پیروکاروں کو ایک سچا مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مہذب شہری کی حیثیت سے دیکھنا چاہتا ہے اور یہ تبھی ممکن ہے جب ہم علم وفن سے آراستہ وپیراستہ ہوں بلا علم نہ تو اللہ کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے اور نہ ہی اللہ کی خشیت پیدا

ہوسکتی ہے،علم ایک نور ہے جس کے ذریعہ انسان اپنی دینی ودنیاوی زندگی میں روشنی حاصل کرتا ہے،یہی وجہ ہے کہ اللہ نے سب سے پہلی وحی اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ کے ذریعہ انسانوں کو حصول علم پر ابھارا ہے اور اس کی اہمیت وافادیت کی طرف اشارہ کیا ہے،جس طرح بینا اور نابینا یکساں نہیں ہوسکتے ہیں ٹھیک اسی طرح عالم وجاہل یکساں اور برابر نہیں ہوسکتے،اہل علم کی صفت یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرنے والے ہوتے ہیں،اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مومنوں میں اہل علم کے درجات کو بلند کردیا ہے۔ایسا اس لئے ہے کہ حصول علم کا مقصد اس پر عمل کرنا اور دوسروں کو اس کی طرف بلانا ہوتا ہے،وہ آدمی بڑا مذموم اور برا ہے جو علم رکھنے کے باوجود اس پر عمل نہ کرے اور دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت نہ دے،اللہ تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرمادیا ہے:یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَالَا تَفْعَلُوْنَ. ''اے مومنو!تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جس کو تم خود نہیں کرتے اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناپسندیدہ بات ہے کہ تم ایسی باتیں کہو جس کو تم نہیں کرتے''۔ذرا معاشرہ کا جائزہ لیجئے!خواہ عالم ہو،خواہ جاہل اس کو دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے لیکن اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا،بھلا بتائیے ایسے لوگوں کی باتیں کیسے مؤثر ہوسکتی ہیں جو مثل ''دیگراں رانصیحت وخود رافضیحت'' پر عمل کرتے ہیں، ہمارے اسلاف ایسے نہیں تھے،وہ لوگ علم اس لئے حاصل کرتے تھے تاکہ اس پر عمل کریں،حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:''مَثَلُ عِلْمٍ لَا یُعْمَلُ بِہٖ کَمَثَلِ کَنْزٍ لَا یُنْفَقُ مِنْہُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ''. ''وہ علم جس پر عمل نہ کیا جائے اس خزانہ کی طرح ہے جس میں سے کچھ بھی اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جائے''۔

معلوم یہ ہوا کہ وہ علم بےکار ہے جس پر نہ عمل کیا جائے اور نہ دوسرے کو اس کی طرف دعوت دی جائے۔اور حضرت فضیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:''لَایَزَالُ الْعَالِمُ جَاھِلًا

بِمَا عَلِمَ حَتّٰی یَعْمَلَ بِہٖ'' یعنی عالم اپنے علم میں جاہل ہوتا ہے،تا آنکہ اس پر عمل کرے۔اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں احادیث کی کتابوں میں آیا ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے دس آیات پڑھا کرتے تھے اور آگے دس آیات اس وقت تک نہیں پڑھتے تھے جب تک وہ لوگ ان کو اچھی طرح سمجھ نہ لیتے تھے۔اور ان پر عمل نہ کرلیتے وہ کہتے ہیں:''فَعَلِمْنَا الْعِلْمَ وَالْعَمَلَ'' یعنی ہم لوگوں نے علم وعمل دونوں کو سیکھا۔اور خیر الامۃ مفسر قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ''یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ'' کی تفسیر ''یَتَّبِعُوْنَہٗ حَقَّ اِتِّبَاعِہٖ'' سے کیا ہے یعنی صحابہ کرام قرآن کریم کی کامل اتباع کرتے تھے،اور ایسا کیوں نہ کرتے جب کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ان کے سامنے تھی،''اِذَا اَمَرْتُکُمْ بِاَمْرٍ فَأْتُوْا مِنْہُ مَااسْتَطَعْتُمْ وَمَانَھَیْتُکُمْ عَنْہُ فَاجْتَنِبُوْہُ'' (بخاری ومسلم) یعنی جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو حتی المقدور اسے انجام دو اور جب کسی چیز سے روک دوں تو تم اس سے باز رہو' ساتھ ہی آیت ''فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ'' (آپ ﷺ) کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچ جائے یا وہ دردناک عذاب میں گرفتار ہوجائیں'' بھی سامنے رکھتے تھے۔ مذکورہ آیت میں رسول کریم ﷺ کے احکام واوامر کی مخالفت کرنے والوں کو سخت دھمکی دی گئی ہے۔اسی لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ہمارے اسلاف کرام چھوٹی بڑی تمام قسم کی سنتوں پر سختی کے ساتھ عمل کرتے تھے۔

نزول قرآن کا مقصد احکام خداوندی پر بجا آوری ہے

آج جب اپنا اور اپنے معاشرہ کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ یہ قوم جو خیر امت ہونے کا دعویٰ کرتی ہے،عقیدہ وعمل دونوں اعتبار سے سنت سے کوسوں دور چلی گئی

ہے۔سنت تو سنت فرائض وواجبات کی ادائیگی میں بھی کوتاہ ہے۔آج حال یہ ہے کہ ہم مسلمان قرآن کو صرف تبرّکاً پڑھا کرتے ہیں،قرآن ہمیں کیا حکم دے رہا ہے،اور ہم سے کیا تقاضا کرتا ہے،ہمیں معلوم بھی نہیں،ہم نے صرف تلاوت قرآن کو اپنا عمل بنالیا ہے۔سچ کہا حضرت فضیل رضی اللہ عنہ نے:"اِنَّمَا نُزِّلَ الْقُرْآنُ لِيُعْمَلَ بِهٖ فَاتَّخَذُ النَّاسُ قِرَأَتَهُ عَمَلاً" قرآن کا نزول اس لئے کیا گیا ہے کہ لوگ اس پرعمل کریں اور لوگوں نے صرف اس کے پڑھنے اور تلاوت کرنے کو عمل بنالیا ہے۔

بہت ہی کم لوگ ایسے ہیں جو قرآن کو سمجھ کر پڑھتے ہیں اور اسکے تقاضوں پرعمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اب تو قرآن کریم کی تلاوت کرنے کا رواج بھی ختم ہوتا جارہا ہے۔ہر کام کے لئے موقع ہے مگر قرآن کریم سیکھنے اور سکھانے کے لئے موقع نہیں۔علامہ اقبال مرحوم نے کہا۔ ؎

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہوکر
اور ہم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

علم پرعمل کرنے کے چند نمونے

آیئے آپ کے سامنے کچھ مثالیں اور نمونے پیش کروں تاکہ یہ معلوم ہو کہ ہمارے اسلاف کس طرح اپنے علم پرعمل کرتے تھے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں:"مَنْ صَلّٰى اِثْنَتَیْ عَشَرَةَ رَكْعَةً فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهٗ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ" یعنی جس نے دن اور رات میں بارہ رکعتیں پڑھی اس کے بدلے جنت میں اس کے لئے ایک گھر تعمیر کردیا گیا"(مسلم) کہتی ہیں:"مَاتَرَكْتُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ" میں نے ان بارہ رکعتوں کو نہیں چھوڑا جب سے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے"۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ حدیث روایت کرتے ہیں:"مَا حَقُّ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ لَهٗ شَيْءٌ يُوْصِيْ فِيْهِ يَبِيْتُ ثَلَاثُ لَيَالٍ اِلَّا وَصِيَّتُهٗ مَكْتُوْبَةٌ" کہ کسی مسلمان کے لئے روا اور مناسب نہیں کہ اس کے پاس کچھ ہو اور اس میں وہ وصیت کرنا چاہے مگر یہ کہ اس کی وصیت لکھی ہونی چاہئے۔(مسلم) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:"مَا مَرَرْتُ عَلٰى لَيْلَةٍ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ذٰلِكَ اِلَّا عِنْدِيْ وَصِيَّتِيْ" یعنی اس حدیث کو جان لینے کے بعد کوئی دن ایسا نہ گذرا کہ میری وصیت میرے پاس لکھی ہوئی نہ ہو۔اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:"مَا كَتَبْتُ حَدِيْثًا اِلَّا قَدْ عَمِلْتُ بِهٖ حَتّٰى مَرَّ بِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَاَعْطٰى اَبَا طَيْبَةَ دِيْنَارًا فَاَعْطَيْتُ الْحَجَّامَ دِيْنَارًا لَمَّا احْتَجَمْتُ" یعنی میں نے کوئی حدیث نہیں لکھی مگر یہ کہ پہلے اس پرعمل کیا یہاں تک کہ ایک حدیث میرے سامنے سے گذری کہ نبی ﷺ نے پچھنا لگوایا اور ابوطیبہ کو ایک دینار عطا کیا تو میں نے بھی حجام کو ایک دینار دیا جب پچھنا لگوایا"۔

فضائل قرآن

اور حدیث:"مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ عَقَبَ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ" یعنی ہر نماز کے بعد جس نے آیۃ الکرسی پڑھی اس کو مرنے کے بعد جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز روک نہیں سکتی۔(سنن کبریٰ) ایک حدیث میں ہے کہ جب تم رات کو سونے کے لئے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ آخر تک پڑھ لو اگر ایسا کرلوگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے اوپر ایک نگراں مقرر ہو جائے گا اور تمہارے قریب شیطان نہ آئے گا۔جن لوگوں کو یاد نہیں ہے وہ مجبور ہے مگر افسوس تو ان لوگوں پر ہے جو یاد رہنے کے باوجود نہیں پڑھتے ہیں۔

ہمارے اسلاف

امام ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہونچی ہے کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے کہا کہ وہ ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھا کرتے سوائے نسیان اور بھول چوک کے مواقع کے۔

اور امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ:"مَا اَغْتَبْتُ اَحَدًا قَطُّ مُنْذُ عَلِمْتُ اَنَّ الْغِيْبَةَ حَرَامٌ اِنِّی لَارْجُوْ اَنْ اُلْقَی اللّٰهَ وَلَا يُحَاسِبُنِیْ اِنِّیْ اَغْتَبْتُ اَحَدًا" کہ جب مجھے معلوم ہوگیا کہ غیبت کرنا حرام ہے اس کے بعد میں نے کبھی کسی کی غیبت نہیں کی اور امید کرتا ہوں کہ جب میری ملاقات اللہ سے ہوگی تو غیبت کے بارے میں میرا محاسبہ نہیں کرے گا کہ ہم نے کسی کی غیبت بھی کی۔

مذکورہ احادیث وآثار پر ذرا غور کریں کہ ہم کیسے ہیں؟ اور ہمارے اسلاف کیسے تھے؟ ہم کس لئے علم حاصل کرتے ہیں اور ہمارے اسلاف علم کس لئے حاصل کرتے تھے؟ اس لئے اے مسلمانو؟ عمل میں ایک دوسرے سے آگے بڑھو جس طرح ہمارے اسلاف ایک دوسرے سے سبقت حاصل کرتے تھے۔

ہم دن اور رات میں سترہ مرتبہ سے زائد: "اَلْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ" اور "اَلضَّالِّيْنَ" سے پناہ مانگتے ہیں، لیکن علم رکھنے کے باوجود اس پر عمل نہ کرکے یہودیوں کی مشابہت اختیار کئے ہوئے ہیں اور اسی طرح ہم بلا علم عمل کرکے "ضالین"، یعنی نصاریٰ کی مشابہت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ لہٰذا ہمیں غیر مفید علم اور بغیر علم والے عمل دونوں سے بچنا چاہئے۔ اور ہمارے لئے علم وعمل دونوں مطلوب ہیں۔ ہم پہلے علم حاصل کریں، اس پر خود عمل کریں۔ اور دوسروں کو بھی اس علم کی روشنی میں عمل کی دعوت دیں حدیث میں آیا ہے:"مَنْ دَلَّ عَلٰی شَیْءٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ

فَاعِلِهٖ"، یعنی جس نے کسی کو خیر کی طرف رہنمائی کی تو اس کے لئے فاعل خیر کی طرح اجر وثواب ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ وہ علم اسی وقت نافع ہوگا جب اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہونچایا جائے، ہم میں سے ہر شخص کو دعوت الی اللہ کا فریضہ انجام دینا ضروری ہے، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:"بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آيَةً" (میری طرف سے پہونچا دو گرچہ ایک ہی آیت ہو)۔ (بخاری وترمذی)

ہمیشہ کام آنے والی چیز

حصول علم اور دعوت الی اللہ کا کام ایسا ہے جس کے اجر وثواب کا سلسلہ جاری رہتا ہے، حدیث رسول اللہ ﷺ ہے:"اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ اِنْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلَّا مَنْ صَدَقَةٌ جَارِيَةٌ اَوْ عِلْمٌ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٌ صَالِحٌ يَدْعُوْ لَهٗ" یعنی جب انسان مرجاتا ہے تو ان کے تمام اعمال منقطع ہوجاتے ہیں سوائے تین چیزوں کے صدقہ جاریہ یا ایسا علم جو نفع بخش ہو یا نیک لڑکا جو اس کے لئے دعا کرے۔ یہ ہیں باقیات صالحات جو آدمی کو اس کے مرنے کے بعد بھی کام آئیں گے۔ جہاں سونا چاندی اور ہیرے جواہرات کوئی کام نہ آئیں گے۔

بلا عمل کے علم بے سود ہے

لہٰذا مفید علم وہی ہوسکتا ہے جس پر ہم عمل کریں، اور دوسروں کو بھی اس کی طرف عمل کی دعوت دیں، اللہ ہمیں علم وعمل دونوں کی توفیق دے۔ آمین!

رسول اکرم ﷺ دعا کیا کرتے تھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ ۔ اے اللہ میں پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے اور اس قلب سے جو ڈرے نہیں اور

اس نفس سے جو آسودہ نہ ہو اور ایسی دعا سے جو قبول نہ ہو۔ جس علم پر عمل نہ کیا جائے اس سے کوئی فائدہ نہیں شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علم چنداں کہ بیشتر خوانی
چوں عمل در تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند
چار پائے بروکتابے چند
آں تہی مغز راچہ علم وخبر
کہ بروہیزم است یادفتر

علم چاہے جتنا حاصل کرلو جب تک اس پر عمل نہیں کرو گے تم بیوقوف ہی رہو گے۔ نہ محقق ہو سکتے ہو اور صحیح معنوں میں عالم بس ایسے ہی ہو جیسے کہ گدھا جس کے اوپر کتابوں کا گٹھر لاد دیا جائے جس کو کچھ پتہ نہیں کہ اس پر لکڑی ہے یا کتابوں کا بوجھ۔ اس لئے علم وہی سودمند ہے جس پر عمل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

مسلم خواتین کے علمی کارنامے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْد. فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ. اَوْكَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

قابل صدر احترام معلمات اور عزیزہ طالبات! آج کے اس عظیم الشان جلسہ میں جس میں بڑی بڑی ہستیوں اور سربرآوردہ شخصیتو نے شرکت کی ہے میں ایک اہم موضوع مسلم خواتین کے علمی کارنامے پر کچھ لب کشائی کرنا چاہتا ہوں اس امید پر کہ مجھ سے جو فروگذاشت اور کوتاہی ہو اس کی اصلاح فرمائیں گی۔

سامعین باوقار! تاریخ اسلام کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ایک دو خاتون نہیں بلکہ بہت سی صحابیات اور بعد کے زمانہ کی خواتین نے بڑے بڑے کارنامے انجام

دیئے ہیں، حدیث اور تفقہ فی الدین کے میدان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نظر آتی ہیں، تو کہیں روایات حدیث اور دین کے احکام کی تعلیم دینے میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا بے مثال کردار دکھائی دیتا ہے تو کہیں خدیجہ الکبریٰ کی قربانیوں، محنتوں کے کارنامے نمایاں نظر آتے ہیں، حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے رسول مقبول ﷺ کا اس وقت ساتھ دیا جب کہ ساری دنیا آپ کی مخالف تھی۔

ہجرت مدینہ سے پہلے ہی آپ کا انتقال ہو چکا تھا، مگر مدینہ پہونچنے کے بعد بھی جب کبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ذکر آتا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے، مدینہ میں کبھی ان کی کوئی سہیلی یا رشتہ دار خاتون آجاتی تو اسے تحفے عطا کیا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کیا بار بار بوڑھی عورت کا تذکرہ فرماتے ہیں، آپ نے فرمایا عائشہ! ایسا نہ کہو خدیجہ رضی اللہ عنہا نے میرا اس وقت ساتھ دیا جب کہ سارے لوگ میرے مخالف تھے مجھ پر ایسی مصیبتیں تھیں کہ اگر کسی پہاڑ پر وہ مصیبتیں ڈال دی جاتیں تو پہاڑ اپنی جگہ چھوڑ دیتا۔ لیکن قربان جایئے ام المومنین اور پہلی مسلم خاتون اور نبی اکرم ﷺ کی پہلی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا پر کہ آپ ﷺ کے ساتھ رہیں اور ہر موڑ پر ساتھ دیا اور اپنا پورا مال وزر دین اسلام کی خاطر رسول اکرم ﷺ کی محبت میں لٹا دیا اور شعب ابی طالب میں بھوک پیاس کی شدت اور تکلیف برداشت کی، جب تک وہ حیات رہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوسرا نکاح نہیں کیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا تو اپنی مثال آپ تھیں روایت حدیث اور فہم قرآن وحدیث میں عورتوں میں ان کا کوئی ثانی نہیں تھا اور اجلہ صحابہ بھی اہم اہم مسائل میں

آپ رضی اللہ عنہا سے رجوع فرمایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مردوں میں تو بہت سے لوگ درجۂ کمال کو پہونچے مگر عورتوں میں آسیہ، مریم اور عائشہ ہی درجہ کمال کو پہونچی ہیں اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہیں جیسے کہ تمام کھانوں پر ثرید کو فضیلت حاصل ہے، ازواج مطہرات اور صحابیات کی ایک لمبی فہرست ہے جنھوں نے علمی کارنامے انجام دیئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کیلئے ان کی بہن نے جرأت اور دلیری دکھائی یہ کوئی معمولی بات نہیں، ایک تو بھائی دوسرے عمر میں بڑے، مرتبہ میں بڑے، پھر ہمت ودلیری رکھنے والے، غصہ والے جس نے گھر میں اچانک آکر سخت لڑائی اور پٹائی کردی اسکے باوجود ان کی بہن نے جرأت سے کہا ''دیکھو عمر! تم کیا سمجھتے ہو تم ایمان کو نہیں جانتے یہ ہے ہم قرآن شریف پڑھ رہے تھے اور پڑھیں گے اور اسی کیلئے جان دیں گے تم ایک مرتبہ نہیں پچاس مرتبہ قتل کروگے تو بھی ہم اپنے ایمان اور عقیدہ سے باز نہیں آئیں گے''، جس سے پہاڑ جیسی ہمت رکھنے والے عمر گھبرا گئے اور کہا بہن تم مجھے بتاؤ تم قرآن میں کیا پڑھ رہی تھیں، حضرت عمر نے جب سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات پڑھیں تو ان کا دل پگھل گیا اور ایمان ان کے دل میں پیوست ہوگیا۔ اور دار ارقم میں پہونچ کر جہاں آپ ﷺ اور جاں نثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن کی تعداد بہت تھوڑی تھی دعوت وتبلیغ کا کام کررہے تھے۔ کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعہ اسلام کو تقویت دی اور مسلمان جواب تک چھپ چھپ کر نماز پڑھ رہے تھے خانہ کعبہ میں اعلانیہ نماز پڑھنے لگے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے آج کون ناواقف ہے۔ یہ بھی ماں کی تربیت کا نتیجہ اور ثمرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا بڑا مقام ومرتبہ عطا کیا۔

ربیعۃ الرّائے

حضرت امام ربیعۃ الرّائے جو اعلیٰ درجہ کے فقیہ اور محدث تھے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بھی استاذ مسجد نبوی میں جب انکا حلقہ درس لگتا تھا تو بڑے بڑے علماء ان کے درس میں شرکت کیا کرتے تھے اتنے بڑے امام یوں ہی نہیں بن گئے بلکہ ان کی ماں نے بڑا اہم رول ادا کیا اور کم وبیش تیس ہزار اشرفیاں (سونے کے سکے) ان کی تعلیم کے لئے خرچ کردیئے۔

کیا ایسی کوئی نظیر ہے؟

کریمہ بنت احمد ایک مشہور خاتون گذری ہیں، ابن اثیر نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ درس حدیث کی رکن تھیں، ان کے درس حدیث کی اتنی شہرت تھی کہ بڑے بڑے علماء شریک ہوتے تھے اوران کے زمانہ کے تمام محدثین کرام ان کے علم وفضل کے معترف تھے، برات کے مشہور محدث ابوذر نے اپنے شاگردوں کو وصیت کی تھی کہ میرے بعد بخاری شریف کا درس، کریمہ کے علاوہ کوئی اور نہ دے، بخاری شریف پران کواس قدر عبور تھا کہ خطیب بغدادی نے محض پانچ روز میں ان سے بخاری کا دور کیا تھا، ان کے علاوہ بھی خواتین کی ایک لمبی فہرست ہے، جنہوں نے ایسے بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے، جو نا قابل فراموش ہیں اور تاریخ کے صفحات ان کے کارناموں سے بھرے پڑے ہیں۔

علمی میدان میں خواتین آگے بڑھیں

آج ضرورت ہے خواتین کو علمی میدان میں آگے بڑھنے اوران معزز خواتین اسلام کی اتباع وپیروی کرنے کی جنہوں نے دین کی خاطر سب کچھ قربان کردیا اور

ہمارے لئے اسوہ اور نمونہ چھوڑ گئیں ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہ جو حدیث کے بہت بڑے راوی ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے علم حدیث کے لئے اس قدر محنت کی کہ پردہ نشیں خاتون کے بارے میں بھی اگر مجھے معلوم ہوجاتا کہ ان کے پاس کوئی حدیث ہے تو جاکران سے وہ حدیث حاصل کرتا۔

صحابیات نے گھروں میں مدرسے قائم کررکھے تھے ان کا رات دن مشغلہ رسول اکرم ﷺ کے اقوال وافعال اور حرکات وسکنات کو بیان کرنا اس کو محفوظ کرنا اور آنے والی نسلوں کو بلاکم وکاست صحیح صحیح منتقل کرنا تھا اور یہی چیز مردوں میں بھی تھی کیونکہ یہی دینی اور دنیوی ترقی کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم حاصل کرنے اور اسکو پھیلانے اوراس پرعمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

❁❁❁

نوجوان طلبا وطالبات کیلئے زریں نصیحتیں

اَلسَّلاَمُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدَهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلاَ مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلاَ هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهٗ لاَ شَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مَحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ. فَقَدْقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ. اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلاَمُ.

صدر جلسہ، سامعین باوقار، خواتین اسلام! اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں فرمایا کہ اِنَّهَا تَذْکِرَةٌ کہ قرآن نصیحت کی چیز ہے یعنی اس کو قصے اور کہانیوں کی کتاب

نہ سمجھو جگہ جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ ہے کوئی نصیحت حاصل کرنے والا گذشتہ اقوام و مذاہب کے واقعات جو بیان کئے گئے وہ اسی واسطے کہ انسان ان واقعات سے نصیحتیں حاصل کرے اس لئے قرآن کو سرسری طور پر نہیں بلکہ بغور پڑھنے کی ضرورت ہے۔

درحقیقت مسلمان نوجوان ایک خدائی طاقت وقوت ہے، یہ طاقت وقوت بھلائی اور خیر ہی کی طرف چلتی ہے، غیر مسلم نوجوان نحوست وبدنصیبی اور آزمائش ہے، گویا جوانی ایک طاقت ہے جسے اسلام نے انسانوں کی خیر وبھلائی کے لئے مسخر کردیا ہے۔ اس لئے اسلام نے کچھ ہدایات وتعلیمات دی ہیں۔

ا- ہر مسلم نوجوان کو چاہئے کہ وہ اپنے دین کو پڑھے اور معلوم کرے، اور اس کو اپنی زندگی میں نافذ کرنے کی کوشش کرے، اسی کو ہدایت کا ضامن سمجھے، شکوک وشبہات پیدا کرنے والوں کی بات کی طرف دھیان نہ دے اور یہ بات اچھی طرح اس کے ذہن ودماغ میں رچ بس جائے کہ وہ جس دین کا ماننے والا ہے وہ سب سے بہتر دین ہے، اس کے علاوہ جتنے بھی ادیان ومذاہب ہیں سب جھوٹ وفراڈ ہیں اور نوجوان کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی ساری صلاحیتوں اور توانائیوں کو اپنے دین کی خدمت اور اس کی سربلندی کے لئے وقف کردے۔ کیونکہ واقع میں ایسا ہی ہے کہ کوئی بھی مذہب سوائے اسلام کے صحیح نہیں صرف اسلام ہی کی اتباع وپیروی کامیابی اور ہدایت کے لئے کفیل اور ضامن ہے۔ سارے کے سارے مذہب وادیان باطل ہوچکے۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ معتبر دین تو اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے اس کے علاوہ کوئی بھی دین معتبر نہیں ہے خواہ وہ آسمانی ہو یا غیر آسمانی۔

آپ علیہ السلام کی آمد سے پہلے آسمانی مذاہب معتبر تھے اور اسی مذہب کی اتباع وپیروی آدمی کی ہدایت کے لئے ضروری تھے۔

دنیا کی قیادت کا اصل حقدار مسلمان ہے

۲-اسلام نے مسلم نوجوان کو یہ تعلیم دی ہے کہ اسے بخوبی یہ معلوم ہونا چاہئے کہ وہ جس امت کی اکائی ہے وہ سب سے بہتر امت ہے اور اس کی خیریت کا راز اسی میں ہے کہ وہ اپنے دین کو مضبوطی سے پکڑے رہے اور اس کی تعلیمات پر گامزن رہے۔ اور مسلم نوجوان کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ جس امت کا ایک فرد ہے اس امت مسلمہ نے ایک عرصہ دراز تک دنیا کی قیادت کی ہے اور وہی آج بھی اس دنیا کی قیادت کی مستحق ہے لیکن یہ جبھی ہوگا جب یہ امت اسلامی تعلیمات کی پابند ہو۔

اور غیروں کے طور وطریق سے ہرگز مرعوب نہ ہوں وہ تو ضلالت وگمراہی کے عمیق غار میں انسان کو لے جانے والے ہیں مغرب کی گندی تہذیب اور آوارہ تمدنی نے ہمارے مسلم نوجوانوں کے ذہن ودماغ کو ماؤف کردیا مغربی تعلیم کے ذریعہ بلا شبہ کچھ تھوڑا بہت معاشی سدھار تو آگیا مگر ایسے معاشی سدھار سے کیا حاصل جو انسان کو اس کے دولت ایمانی سے محروم کردے۔

علامہ اقبال نے تو اسی کا رونا رویا ہے۔

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لے کے آئی یہ مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ

مسلم نوجوانوں کی ذمہ داریاں

۳-مسلم نوجوان کا یہ عزم وحوصلہ ہونا چاہئے کہ مجھے اپنی اصلاح وتربیت کے بعد دوسروں کی اصلاح وتربیت کرنی ہے، بندگی رب کا پابند ہوکر دوسروں کو بندگی رب کا پابند بنانا ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ علماء سوء اور داعیان سوء سے بچنا بھی ہے۔

۴-اسلام نے نوجوان کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ ہمہ وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے جوڑ کر رکھے، وقت پر نماز ادا کرے، اور ہر معاملہ میں اللہ سے مدد طلب کرے اور اللہ ہی پر توکل واعتماد کرے، اور صبح وشام اٹھتے بیٹھتے، آمد ورفت، آنے جانے کی دعاؤں کا اہتمام کرے، اور ہمہ وقت اللہ کو یاد کرے اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ہر کام کے کرنے سے پہلے اس سلسلے میں اللہ کی رضا وخوشنودی معلوم کرلے۔

اگر اس نصیحت پر عمل کرلیا جائے تو بہت حد تک مغربی تہذیب وتمدن اور اس کے نقلیں اثرات سے بچا جاسکتا ہے اور بہت مناسب ہوگا کہ کسی اللہ والے سے اصلاحی تعلق بھی قائم کرلیا جائے کیونکہ آج کل جو انگریزی اسکول ہیں اس میں لڑکے اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم کی وجہ سے مسلم نوجوانوں پر بہت برے اثرات پڑ رہے ہیں اور جو انگریزوں اور یہودیوں کے اسکول ہیں اس میں اور بھی زیادہ آزادی ہے جوڑوں کے ساتھ گھومنا پھرنا اور پارکوں اور سیر وتفریح کے مقامات پر جانا یہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ نوجوانوں کے ذہن کو برگشتہ کرنے کے لئے کافی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ مسلم نوجوان اسلامی احکامات پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوں۔

ذات نبوی ﷺ کو اپنا نمونہ بنائیں

۵-اسلام نے نوجوان کو یہ بھی تعلیم دی ہے کہ وہ اپنا آئیڈیل ونمونہ حضرت محمد ﷺ کی ذات گرامی کو بنائے، اور دوسروں کی اندھی تقلید سے گریز کرے۔

۶-اسلام نے نوجوان کو یہ بھی ہدایت کی ہے کہ وہ اپنی جسمانی طاقت وقوت، صحت وتندرستی، مردانگی کی پوری پوری حفاظت کرے، جنسی آوارگی، بے حیائی، عورتوں کی مشابہت اور دوسری خرافات ولایعنی چیزوں سے بالکل پرہیز کرے۔

۷-اسلام نے نوجوان کو یہ تعلیم دی ہے کہ وہ اپنے نفس پر کنٹرول کرے، خواہشات

نفس سے پرہیز کرے،اور معصیت ونافرمانی کے ارتکاب سے اجتناب کرے،اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا خوگر بنائے تاکہ اس کا نفس منور ہوجائے اور اسے اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری میں مزہ آئے،رسول کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے مطابق زندگی گذارنے میں ہی اسے لذت محسوس ہو اور یہ جبھی ہوسکتا ہے کہ دین کا جذبہ دلوں کے اندر موجود ہو اللہ ورسول کی محبت سینوں میں بھڑک رہی ہو اور جب تک اللہ اور اس کے رسول سے کامل محبت نہیں ہوگی اس وقت تک ایمان کامل ومکمل نہیں ہوسکتا ہے۔نبی اکرم ﷺ ارشادفرماتے ہیں: لَا یُؤمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ وَّالِدِہٖ وَوَلَدِہٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ. تم میں کوئی شخص اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والدین اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔ اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں صاف اعلان فرمادیا: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ: اے نبی آپ فرمادیجئے اگر تم کو خدائی محبت کا دعویٰ ہے تو میری اتباع کرو اللہ تم کو پیار کریگا اور تمہارے گناہوں کو معاف کرے گا۔

علمائے کرام سے مشورہ ضرور کریں

اسلام نے نوجوانوں کو یہ ہدایت کی ہے کہ وہ تخریب پسند نظریات اور خیالات سے بچے یہاں تک کہ ان نظریات سے بھی بچنے کی تعلیم دی ہے جس کا ظاہر بہت خوبصورت ہو اور تاکید کی ہے کہ کسی نظریہ کو قبول کرنے سے پہلے علماء اور نبض شناس لوگوں کے سامنے اس کو پیش کرے مناسب ہو تو قبول کرے ورنہ ترک کردے اس طرح باطل پرست لوگوں کے مکروفریب سے بچ سکے گا۔ اسلام نے دنیوی تعلیم حاصل کرنے سے منع نہیں کیا تم اعلیٰ سے اعلیٰ ڈگریاں حاصل کرو خوب دنیا کماؤ

جہازوں میں اڑو سمندروں کی سیر کرو لیکن مسلمان بن کر رہو۔شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

تم شوق سے کالج میں پڑھو پارک میں پھولو
چرخ پر جھولو جائز ہے غباروں میں اڑو
بس ایک سخن بندہ عاجز کی رہے یاد
اللہ کو اور اپنی حقیقت کو نہ بھولو

آدمی جہاں کہیں بھی رہے ہمیشہ اپنے دین ومذہب کی حفاظت کرنی چاہئے اسلئے کہ آخرت میں کام آنے والی چیز دین ہی ہے اگر دین کو بچا کرلے جائے گا تو مرنے کے بعد اس کو سرخروئی حاصل ہوگی اور اگر دین کو گنوا کر جائے گا تو کف افسوس کے ملنا پڑے گا اور اس وقت کف افسوس ملنے سے کچھ حاصل نہیں ہونے والا۔اللہ تعالیٰ مسلم نوجوانوں کو سمجھ عطافرمائے اور ہم سب کو دین پر ثابت قدمی نصیب فرمائے۔آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

استاد کا ادب اور فضیلت

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالیٰ فَلاَ تَقُل لَّھُمَا اُفٍّ وَّلاَتَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْماً صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. بُعِثْتُ مُعَلِّماً. اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ.

معلمات عزیزہ طالبات اور ماؤں پیاری بہنو! استاذ کا ادب واحترام اور مقام ومرتبہ بہت بڑا ہوتا ہے جس نے ہمیں ایک حرف بھی سکھا دیا ہم پر اس نے بہت بڑا احسان کر دیا تادم حیات اس کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں جس نے مجھے ایک حرف سکھا دیا اسے اختیار ہے خواہ غلام بنا کر رکھے یا آزاد چھوڑ دے یا بیچ دے حکیم لقمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے

ہوئے کہ اساتذ کو حقیقی باپ کی طرح سمجھ جس طرح والدین اور اولاد میں خون کا رشتہ ہوتا ہے اسی طرح استاذ اور شاگرد میں روحانی رشتہ ہوتا ہے اور علم دین تو آتا ہی ہے اساتذہ کا ادب واحترام کرنے سے بلکہ کوئی بھی علم ہو اساتذہ کا ادب کرنے سے ہی حاصل ہوتا، اس لئے ہم جس سے علم حاصل کریں خواہ ہم کم عمر ہی کیوں نہ ہو اس کا ادب واحترام لازم ہے۔

مدینۃ العلم، معلم ومربی اعظم حضرت محمد مصطفی احمد مجتبیٰ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: علم سیکھو اور علم کے ساتھ اطمینان اور وقار بھی سیکھو اور جن سے علم حاصل کرتے ہو ان کا ادب واحترام کرو۔

اساتذہ کی خدمت بزرگوں کی نظر میں

مشہور محدث حضرت سفیان بن عینیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد کی نصیحت تھی کہ اپنے اساتذہ کی خدمت واطاعت کو واجب سمجھو، اس لئے میں اساتذہ کی خدمت کے لئے مشہور تھا میرے والد فرمایا کرتے تھے، اساتذہ سے وہی فیض پائے گا جو ان کی خدمت کرے گا اور جو اس سے گریز کرے گا وہ کامیاب نہیں ہوسکتا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ کا اس قدر احترام فرماتے کہ گھر میں بھی اپنے استاذ کے گھر کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں سوتے تھے، وہ فرماتے یہ میری عمر گذر گئی لیکن میں نے کوئی ایسی نماز نہیں پڑھی جس میں والدین کے ساتھ اساتذہ کے لئے دعا نہ کی ہو۔ امام زہری مشہور محدث ہیں، تدوین حدیث کے حوالہ سے آپ نے عظیم خدمات انجام دیں، وہ اپنے اساتذہ کی بے انتہا خدمت کرتے تھے، درس حدیث سے فارغ ہو کر استاذ کے باغ میں پہنچتے اور کنویں سے ڈول بھر بھر کر پانی نکالتے اور باغ کو سیراب کرتے، یہ ان کا روز کا معمول تھا۔

حضرت علامہ شبلی نعمانی نے یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ مشہور عباسی خلیفہ مامون الرشید کے دو بیٹے فراء نحوی سے تعلیم حاصل کرتے تھے ایک مرتبہ وہ کسی کام سے مسند درس سے اٹھے، تو دونوں شہزادے ان کی جوتیاں سیدھی کرنے دوڑے، چونکہ دونوں ساتھ پہونچ گئے تھے، اس لئے پہلے ان میں جھگڑا ہوا، پھر خود ہی طے کرکے ہر ایک نے ایک ایک جوتا اپنے استاذ کے سامنے لاکر رکھا جب یہ بات خلیفہ مامون کو معلوم ہوئی تو اس نے فرّاء کو دربار میں طلب کرکے کہا آج سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ فراء نے کہا، امیر المومنین۔

مامون نے کہا نہیں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جس کی جوتیاں سیدھی کرنے کے لئے امیر المومنین کے لخت جگر دوڑیں، پھر مامون نے اہل دربار کو واقعہ سنایا اور استاذ اور شہزادوں کو حسب مرتبہ انعام دیا۔

آج کے طالب علموں کا نظریہ

آج صورتحال یہ ہے کہ اگر کوئی طالب علم استاذ کی خدمت کرتا ہے، تو اسے چمچہ اور خدمت گذاری کو چمچہ گیری کہہ کر چڑھایا جاتا ہے اور استاذ کی خدمت کو علمی برتری کے خلاف تصور کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم فاضل بھی جاتے ہیں مگر وہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا جو ہونا چاہئے۔ کسی شاعر نے کتنی اچھی بات کہی ہے۔ ؎

نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
علم ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اساتذہ اور معلمات کی دعائیں ہمارے لئے پٹرول کا کام کریں گی بہت سے ایسے طلبہ وطالبات پڑھتے تھے جو بڑے ذہین وفطین تھے ان کی محنت اور تعلیمی جدوجہد کو دیکھ کر طلبہ بھی رشک کیا کرتے تھے کہ کاش ہم بھی اس جیسے ہوتے مگر ان کے اندر تعلیمی

غرور تھا اساتذہ کا ادب واحترام ان کے دلوں سے نکل گیا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے علم سے قوم کو کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ اور بعض ایسے طلبہ وطالبات جو پڑھتے ہی کند ذہن تھے مگر اساتذہ ومعلمات کا ادب واحترام کرنے کی وجہ سے ان کے علم سے فائدہ ہوا۔

علامہ زرنوجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ طالب علم اسی وقت علم سے فائدہ اٹھا سکتا ہے جب وہ علم اور اساتذہ کا احترام کرے، جس شخص نے جو کچھ حاصل کیا وہ احترام سے حاصل کیا اور جو گرا، وہ استاذ کی بے حرمتی سے گرا۔

خدمت کا نتیجہ

والدین کی خدمت رزق میں زیادتی کا سبب ہوتی ہے اور اساتذہ کی خدمت علم میں ترقی کا سبب ہوتی ہے نامور مسلم مفکر ماوردی کی مشہور کتاب ''ادب الدنیا والدین'' میں لکھا ہے کہ طالب علم کے لئے استاذ کی خدمت اور اس کے سامنے عاجزی اختیار کرنا ضروری ہے۔ اگر ان دونوں چیزوں کو اختیار کرے گا، تو نفع کمائے گا اور ان دونوں کو چھوڑ دے گا تو محروم رہے گا سرکارِ دوعالم ﷺ سے منقول ہے کہ علم کے سوا کسی چیز میں خوشامد کرنا مومن کی شان نہیں ہے۔ بعض دانشوروں کا قول ہے، جو علم کی طلب میں تھوڑی مشقت اور عاجزی برداشت نہیں کرتا، وہ ہمیشہ جہالت کی ذلت میں مبتلا رہتا ہے۔ علم ایک ایسی عظیم دولت ہے اگر اس کو حاصل کرنے میں ذلت بھی اٹھانی پڑے تو اس سے دریغ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ علم حاصل ہوجانے کے بعد عزت ہی عزت ہے ہر ایک چیز کے لئے کوئی نہ کوئی اصول وضابطہ ہوتا ہے اور علم حاصل کرنے کے لئے تواضع وانکساری اساتذہ کا ادب واحترام لازم اور ضروری ہے۔

بہرحال! یہ بات یقینی ہے کہ علم کا کمال اور نفع اس وقت حاصل ہوتا ہے، جب اس فن کے اساتذہ کا ادب واحترام کیا جائے۔ علم ایک نور ہے، جو انسان کو مکمل طور پر

منور کرتا ہے، اور دنیا وآخرت کی سعادت مندی اور خوش بختی کا باعث ہے، تو جس کے ذریعہ نور حاصل ہو رہا ہے، وہ بھی حد درجہ واجب الاحترام ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا بیٹے کے استاذ کو عطیہ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حماد نے جب اپنے استاذ سے سورۃ الفاتحہ ختم کرلی، تو امام صاحب نے استاذ کی خدمت میں ایک ہزار درہم پیش کئے، استاذ نے امام صاحب سے پوچھا ’’میں نے ایسا کون سا کام کیا ہے کہ اتنی بڑی رقم آپ نے عطا فرمادی؟ امام صاحب نے استاذ کو جواب دیا ’’آپ نے میرے بیٹے کو جو کچھ سکھایا ہے اسے حقیر مت سمجھو، خدا کی قسم، اگر میرے پاس اس سے زیادہ رقم ہوتی تو میں بے تامل وہ بھی پیش کردیتا۔

یہ سب سے بڑے امام کا حال ہے کہ اپنے استاذ کا نہیں بلکہ اپنے بیٹے کے استاذ کا اس قدر خیال کیا اور اتنی بڑی رقم عنایت کی اور اسی معذرت کے ساتھ کہ اگر میرے پاس اس سے زیادہ رقم ہوتی تو اور دیدیتا اسی ادب واحترام ہی کی وجہ سے دنیا کے امام بنے۔ ایک دفعہ ایک بھنگی سے یہ پوچھ لیا کہ کتا کب بالغ ہوتا ہے، تو بھنگی نے بتایا کہ جب پاؤں اٹھا کر پیشاب کرنے لگے تو سمجھو کہ بالغ ہوگیا تو امام صاحب نے اس کا احترام کرنا شروع کردیا۔

ادب واحترام کے بغیر علم دین کا فائدہ نہیں

آج ہم اپنے اکابر کے واقعات کو پڑھتے ہیں اور اساتذہ کے ساتھ ان کا سلوک دیکھتے ہیں اور پھر اپنے آپ کو دیکھتے ہیں اور اپنے زمانہ کے طلبا کو دیکھتے ہیں، اساتذہ کے ساتھ ان کے رویہ کو دیکھتے ہیں، تو زمین وآسمان بدلے ہوئے نظر آتے ہیں، آج

ہمیں اپنے رویہ کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ علم کی روشنی سے منور ہو تو ہم دوسری باتوں کے ساتھ ساتھ اساتذہ کا ادب واحترام بھی اپنے اوپر واجب کرلیں۔ معلم اعظم، سرکارِ دوعالم ﷺ بھی استاذ تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے ہر معلم کو معلم اعظم سے نسبت ہے، آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: دین سارا کا سارا ادب ہے اور استاذ سب سے زیادہ اس لائق ہے کہ اس کا ادب واحترام کیا جائے۔

اس لئے علم سے کما حقہ فائدہ ہم نہیں اٹھا سکتے جب تک اساتذہ کا ادب واحترام اپنے اوپر لازم نہ کرلیں۔ کتابوں کے اندر ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ استاذ کے گھر کی طرف پاؤں پھیلا کر بھی بیٹھنا گوارا نہیں کرتے تھے، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ پر جب گرفتاری کا وارنٹ جاری ہوگیا اور مدینہ منورہ سے ان کو گرفتار کیا تو ان کے شاگرد رشید شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد نے یہ گوارا نہ کیا کہ میرے استاذ بڑھاپے کی عمر میں تنہا جیل میں جائیں اس لئے یہ بھی ان کے ساتھ مالٹا کی جیل میں چلے گئے اور وہاں پہنچ کر بھی اپنے استاد کا ادب واحترام اور خدمت کرتے رہے سخت ٹھنڈی تھی گرم پانی کا نظم نہ تھا تو مولانا حسین احمد مدنی استاد محترم کے لئے پانی کا لوٹا شام ہی سے اپنے پیٹ سے چمٹا لیتے تھے اور صبح تک وہ پانی گرم ہوجاتا تو استاذ محترم کو تہجد میں وضو کرنے کے لئے پیش کرتے تھے۔ یہ استاذ کا ادب واحترام جب کہ یہ خود بہت بڑے عالم تھے عرب وعجم کے طلبا آکر مسجد نبوی میں ان سے درس حدیث حاصل کرتے تھے استاذ کی خدمت ہی کا نتیجہ تھا کہ اللہ نے وہ مقام ومرتبہ عطا کیا جو ان کے معاصرین میں کم ہی لوگوں کو حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اساتذہ کا ادب واحترام اور ان کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ☆

اسلام کا پہلا مدرسہ

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. مَنْ خَرَجَ فِيْ طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَرْجِعَ. اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

مشفق ومہربان معلمات اور عزیزہ طالبات! ہر ایک کی روزی اللہ تعالیٰ نے اپنے سر لی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا ۔زمین پر جتنے بھی چلنے والے جاندار ہیں جس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے اور جو

اللہ کے دین کی خدمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی کفالت کیوں نہیں کریں گے۔آج مدارس اسلامیہ دشمنان اسلام کی نگاہوں میں کانٹے کے طرح چبھ رہے ہیں کہتے ہیں کہ ان کا خرچ کہاں سے چل رہا ہے اتنا بڑا انظام کیسے چل رہا ہے۔بعض مدارس تو ایسے ہیں کہ کروڑوں روپئے ان پر خرچ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ چلا رہا ہے حکومتوں سے ایک پیسے کا بھی تعاون نہیں لیا جا رہا ہے مسلمانوں کے خون پسینے کی کمائی کا ایک ایک پیسہ چندہ کر کے مدرسہ چلتا ہے۔اللہ ہر ایک کو روزی پہونچا تا ہے اسی طرح طلباء کی بھی روزی دے رہا ہے دور نبوت میں بھی ایک مدرسہ تھا وہاں طلبہ پڑھتے تھے۔

اللہ ممتحن رسول معلم صحابہ طالب علم اللہ اکبر

تو ان طلبہ کا رازق پروردگار تھا، وہ ان کو رزق بھیجتا تھا، رزق میں برکت آتی جاتی رہتی تھی، اب ہر مدرسے میں ایک معلم ہوتا ہے،اس مدرسے کا معلم اعظم، مرشد اعظم، مبلغ اعظم سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ تھے، پھر ہر کلاس کا منیجر ہوتا ہے،تو اس جامعہ میں کلاس کا منیجر کون ہوا؟ ایک صحابی تھے جن کا نام تھا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وہ منیجر تھے، ان کے ذمے تھا تم ذرا ان کا خیال رکھنا، پھر جب بھی پڑھاتے ہیں تو سال کے بعد امتحان بھی ہوتا ہے،تو بھئی اس جامعہ میں امتحان بھی ہوا! جی، اس جامعہ میں امتحان بھی ہوا، امتحان لینے کے لئے کوئی نہ کوئی ممتحن آتا ہے، باہر سے،تو بھئی اس جامعہ کا ممتحن کون تھا؟ اور اس نے امتحان کیا لیا؟ اللہ فرماتے ہیں:اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى. (الحجرات:۳) یہ وہ لوگ تھے جن کا ممتحن اللہ تھا، پیپر کا نام تقویٰ تھا، اور ہم نے ان کے دلوں کو دیکھا کہ تقویٰ ہے یا نہیں، ہم نے ان کا امتحان لیا، یا اللہ! اس امتحان کے اندر پھر پاس ہوگئے۔فرمایا: وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا. (الفتح:۲۶)

(یہ میرے محبوب ﷺ کے شاگرد تھے، استاذ کا اندازہ لگانا ہوتو تو شاگردوں کو دیکھنا ہوتا ہے، درخت کا اندازہ لگانا ہوتو پھل کو دیکھنا ہوتا ہے، تم میرے محبوب کی عظمتوں کو دیکھنا چاہو تو میرے محبوب ﷺ کے شاگردوں کو دیکھ لو، ایسے لوگ تھے کہ ان کے دل تقوٰی سے بھرے ہوئے تھے، اللہ نے ان کو تقوٰی پر جمائے رکھا، یا اللہ! جب کوئی طالب علم امتحان میں کامیاب ہوتا ہے، تو پھر اسے انعام بھی تو ملتا ہے، ہر مدرسے میں انعام دیتے ہیں، کہیں سرٹیفکٹ دیتے ہیں تو کہیں کچھ، تو اس مدرسے کے طلباء کو بھی سرٹیفکٹ کوئی ملا، اللہ فرماتے ہیں: ہاں، میں نے ان کو ایسا سرٹیفکٹ دیا کیا؟ فرمایا: رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡہُ (اللہ ان سے راضی، اور یہ اللہ سے راضی) سبحان اللہ! یہ کیسے خوش نصیب طلبہ تھے، کہ جنہوں نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلیم پائی، اور اللہ نے ان کو یہاں تک شان عطا فرمائی، ہر مدرسے میں کچھ اقامتی بچے ہوتے ہیں، کچھ ڈیس کالر ہوتے ہیں، ستر طلبا تو اقامتی تھے، اور باقی صحابہ ڈیس کالر تھے، وہ دن میں اپنے کام کرتے تھے، شام میں رات میں آکے مدرسے میں پڑھا کرتے تھے، تو یہ پہلا مدرسہ ہے دین اسلام کا، مگر یہ لوگ اللہ کو کتنے پیارے تھے، سنئے، اللہ نے اپنے حبیب ﷺ کو حکم فرمایا: کہ میرے محبوب ﷺ آپ جائیں، اور انکے پاس جاکر بیٹھیں، وَاصۡبِرۡ نَفۡسَکَ اپنے آپ کو صبر دیجئے اپنے آپ کو بٹھائے، اپنے آپ کو تھمی رکھیے مَعَ الَّذِیۡنَ (ان لوگوں کے ساتھ) یَدۡعُوۡنَ رَبَّھُمۡ بِالۡغَدٰوۃِ وَالۡعَشِیِّ یُرِیۡدُوۡنَ وَجۡھَہٗ. (الانعام:۵۲) (جو صبح شام اللہ کو یاد کرتے ہیں اللہ کی رضا جوئی کے لئے) نبی علیہ السلام تشریف لائے صحابہ سے پوچھا: تم کیا کررہے تھے، اے اللہ کے حبیب ﷺ سیکھ سکھا رہے تھے، مذاکرہ کررہے تھے، تکرار کررہے تھے، (جو مدرسوں میں ہوتا ہے) فرمایا: کہ تم خوش نصیب لوگ ہو، اللہ نے مجھے حکم دیا کہ میں تمہارے درمیان آکر بیٹھوں، اس مدرسے کے طلبہ کی طلب عجیب تھی، سبحان اللہ، چنانچہ ایک طالب علم ایسے

بھی تھے جو آنکھوں سے نابینا تھے مگر من کے بینا تھے، ان کو کوئی سوال پوچھنا تھا وہ آئے اور اپنے استاذ کے پاس، معلم اعظم کے پاس، کہ میں جاکے سوال پوچھوں، نبی ﷺ کے پاس قریش مکہ کے سردار آئے ہوئے تھے، اور محبوب ﷺ ان سے گفتگو فرما رہے تھے، اب چوں کہ ان کی ظاہری بینائی تو تھی نہیں، تو ان کو پتہ نہیں تھا کہ مجلس کیسی ہے؟ یہ آئے اور انہوں نے سیدھا سیدھا سوال کرلیا، تو محبوب ﷺ نے کہا: کہ بھئی: انتظار کرو تھوڑی دیر، اب یہ جو اللہ کے حبیب ﷺ نے کہا انتظار کرو، وہ سچ بات تھی، اسلئے کہ ڈاکٹر کے پاس اگر کوئی کینسر کا مریض آجائے، تو نزلے زکام کے مریض کو انتظار کروالیتا ہے، بھئی تم تو نزلے زکام کے مریض ہو تمہارا تو کوئی مسئلہ ہی نہیں، تمہیں بعد میں دوائی دیدوں گا، یہ تو کینسر کا مریض، آئی سی یو کا مریض ہے، تو جلدی سے مجھے اس کا علاج کرنا ہے تو اللہ کے حبیب ﷺ کا معاملہ بھی ایسا ہی تھا، آپ ان مشرکوں کے ساتھ گفتگو فرما رہے تھے، مگر اس طالب علم کو انتظار کروانا اللہ رب العزت کو اتنا عجیب لگا کہ اللہ نے حبیب ﷺ سے محبوبانہ خطاب فرمایا: ارشاد فرمایا: عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی اَنۡ جَآءَہُ الۡاَعۡمٰی ان آیات کے مفہوم کو جب پڑھتے ہیں تو حیران ہوتے ہیں کہ اے اللہ! طلب والے بندے کی تیرے یہاں کتنی قدر ہوا کرتی ہے۔ روایتوں میں آتا ہے کہ اس کے بعد جب بھی وہ نابینا صحابی آپ ﷺ کی خدمت میں آتے تو آپ ﷺ بہت تعظیم وتکریم سے پیش آتے تھے اور فرماتے: مَرۡحَبًا بِمَنۡ عَاتَبَنِیۡ فِیۡہِ رَبِّیۡ اس شخص کا آنا مبارک ہو جس کے بارے میں میرے پروردگار نے مجھے عتاب فرمایا۔

مدرسۂ نبوی کے سب سے ممتاز طالب علم

اسی مدرسہ کے ایک طالب علم ہیں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے ۷ ہجری میں اسلام قبول کیا اور چند ہی سالوں میں اتنا علم حاصل کرلیا کہ ان سے زیادہ کسی صحابی کی

روایت نہیں ہے۔جن کو نہ کمانے کی فکر تھی نہ کھانے پینے کی رات ودن آپ ﷺ کے قول وفعل اور حرکات وسکنات کو دیکھنا اس کو محفوظ کرنا اور لوگوں سے بیان کرنا ہی مشغلہ تھا۔کہیں سے کچھ آجاتا تو کھالیتے ورنہ فاقہ سے رہ جاتے ،کبھی کبھی بھوک کی وجہ سے بیہوشی کی نوبت آجاتی اور بعض لوگ یہ سمجھتے کہ دیوانہ ہوگیا یا اس کو کوئی بیماری لاحق ہوگئی حالانکہ بھوک کی وجہ سے یہ حالت ہوتی تھی۔

مدرسۂ نبوی کے ایک طالب علم کی عظیم خصوصیت

پھر اسی جامعہ کے اور ایک طالب علم تھے ابن کعب ،سید القراء تھے، بہت اچھا قرآن پاک پڑھتے تھے، نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ابن کعب سورہ بینہ سناؤ، اے اللہ کے حبیب ﷺ یہ قرآن آپ پر نازل ہوا، میں آپ کے سامنے سناؤں؟ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ایسا ہی حکم ہوا ہے، وہ پہچان گئے کہ اوپر سے اشارہ ہے،تو آگے سے پوچھتے ہیں،أَ اَللّٰهُ سَمَّانِیْ اے اللہ کے حبیب ﷺ کیا اللہ رب العزت نے میرا نام لے کے فرمائش کی ہے،تو حبیب علیہ السلام نے فرمایا: نَعَمْ اَللّٰهُ سَمَّاکَ ہاں تیرا نام لے کے اللہ نے فرمایا: ابن کعب سے کہو سورۂ بینہ پڑھے،محبوب آپ سنیں گے، یہ ایسے طلبہ تھے انہوں نے ایک نہج قائم کردی تھی ،انہوں نے دین سیکھنے کے لئے قربانی دی، دن رات پڑے رہتے تھے، چٹائیوں پر، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: اے اصحاب صفہ،جس نہج پر تم نے زندگی گزاری ،اس نہج پر جو بندہ زندگی گزارے گا، قیامت کے دن اس کو اللہ کی رضا نصیب ہوگی ، یہ مدرسے کا ایک سلسلہ شروع ہوگیا، آج دنیا میں جتنے مدارس ہیں وہ اسی جامعہ صفہ کی شاخیں ہیں، اس شمع سے پھوٹی ہوئی کرنیں دنیا کے کسی خطے میں ہو، یہ جامعہ دارالعلوم دیوبند ہو یا دارالعلوم دیوبند وقف ہو، یا دارالعلوم محمدیہ بنگلور ہو یہ سب دارالعلوم اور جامعات اس کی کرنیں

ہیں جو پڑ رہی ہیں یہاں پر اور روشنی پھیل رہی ہے، لہٰذا آپ لوگوں کو ایک نسبت ہے اصحاب صفہ کے ساتھ آپ بھی انہیں کے نقش قدم پر چلیں اور انہیں کی اتباع وپیروی کریں تبھی کامیابی مل سکتی ہے ان کے طریقے سے ہٹ کر اگر کوئی راستہ اختیار کریں گے تو ہرگز کامیابی نہیں مل سکتی ہے، معلم اعظم ﷺ نے ان کے فوز وفلاح کی بشارت اور خوشخبری سنادی ہے۔اَصْحَابِیْ كَالنُّجُوْمِ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ. میرے صحابہ روشن ستاروں کے مانند ہیں ،ان میں سے جن کی بھی اقتدا وپیروی کرلو گے کامیاب ہوجاؤ گے۔اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

بحمداللہ تعالیٰ

خطبات حبان برائے دخترانِ اسلام کی جلد ہشتم تمام ہوئی۔

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

بِرَحْمَتِکَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ .

☆☆☆